محبوبِ ربّانی حضور اشرفی میاں سیّد شاہ علی حسین اشرفی جیلانی کے خلیفۂ اجلّ اور

قائدِ ملّتِ اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدّیقی کے تایا جان

علّامہ حاجی

محمد بشیر صدّیقی کا سفرِ زندگی

(۱۴۳۸ھ)

ملقّب بہ لقبِ تاریخی

یک اجلّ تحریر در حیاتِ بشیر (2017ء)

حسبِ ارشاد و باہتمام: جمیلِ ملّت علامہ جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی صابری

تحریر: ندیم احمد ندیمؔ نورانی

بزمِ چشتیہ صابریہ، دارالعلوم نعیمیہ، کراچی

بزمِ چشتیہ صابریہ، دارالعلوم نعیمیہ، کراچی

ندیم احمد ندیمؔ نورانی

علّامہ حاجی محمد بشیر صدّیقی کا سفرِ زندگی (۱۴۳۸ھ)

گُل ہائے عقیدت

بہ حضور حضرت علامہ مولانا محمد بشیر صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مشعلِ راہِ عِلم و رُشد و ہُدا ہیں محمد بشیر صدّیقی
گُلِ رنگینِ باغِ زُہد و صفا ہیں محمد بشیر صدّیقی

ابنِ عبد الحکیم صدّیقی، گُلِ بو بکر یارِ غارِ نبی
ماہِ تقویٰ و مہرِ صدق و وفا ہیں محمد بشیر صدّیقی

سیّدی اشرفی میاں نے کیا تاج اُن کو عطا خلافت کا
ذی شرف، باکمال و ذی رتبہ ہیں محمد بشیر صدّیقی

دینِ اسلام کے مبلغ بھی ہیں وہ عبدالعلیم کے بھائی
فخرِ دینِ حبیبِ ربِّ عُلا ہیں محمد بشیر صدّیقی

شاہ نورانی ایسے با عظمت قائدِ اہلِ سنّت و ملّت
وقت کے اک امام کے تایا ہیں محمد بشیر صدّیقی

اُن کی خدماتِ دینی و ملّی تا دمِ واپسیں رہیں جاری
خیر اندیشِ ملّتِ بیضا ہیں محمد بشیر صدّیقی

شُعَرائے جنوبی افریقہ میں بڑا نام و مرتبہ پایا
بلکہ اہلِ سخن کے راہ نما ہیں محمد بشیر صدّیقی

میری تصنیف "یک اجلّ تحریر در حیاتِ بشیر" ہے بے نظیر
اے ندیمؔ! اس کی زینت اور ضیا ہیں محمد بشیر صدّیقی

کلام: ندیم احمد ندیمؔ نورانی

جمعۃ المبارک، ۲۳؍ ذوالحجہ ۱۴۳۸ھ / ۱۵؍ ستمبر ۲۰۱۷ء

محبوبِ ربّانی حضور اشرفی میاں سیّد شاہ علی حسین اشرفی جیلانی کے خلیفۂ اجلّ اور
قائدِ ملّت اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدّیقی کے تایا جان

علّامہ حاجی محمد بشیر صدّیقی کا سفرِ زندگی (۱۴۳۸ھ)

ملقّب بہ لقبِ تاریخی

یک اجلّ تحریر در حیاتِ بشیر (2017ء)

حسبِ ارشاد و باہتمام:

جمیلِ ملّت استاذ العلما حضرت
علامہ جمیل احمد نعیمی ضیائی صابری چشتی
(اُستاذ الحدیث وناظمِ تعلیمات،
دار العلوم نعیمیہ، کراچی)

تحریر:
ندیم احمد نؔدیم نورانی

بزمِ چشتیہ صابریہ، دار العلوم نعیمیہ، فیڈرل بی ایریا، بلاک 15، کراچی۔

جملہ حقوق بہ حقِّ مصنّف محفوظ ہیں

نام کتاب : علامہ حاجی محمد بشیر صدّیقی کا سفرِ زندگی (۱۴۳۸ھ)
حسبِ ارشاد : جمیلِ ملّت علامہ جمیل احمد نعیمی ضیائی (0300-3532440)
تصنیف : ندیم احمد نؔدیم نورانی (0347-2096956)
پروف ریڈنگ : حُمیرا بنتِ ندیم
سرورق : محمد مدثر اکرام (0346-3098132)
صفحات: : 248
ناشر و طابع و تقسیم کار : بزمِ چشتیہ صابریہ، دار العلوم نعیمیہ،
بلاک 15، فیڈرل بی ایریا، کراچی (021-36324236)
مطبع : الناصر پبلی کیشنز و مکتبۂ نعیمیہ، کراچی
0300-2080345 , 0313-2716622
اشاعتِ اوّل : ہفتہ، ۳۰ر محرم الحرام ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۱ر اکتوبر ۲۰۱۷ء
ہدیہ : تین سو ساٹھ (360) روپے

ملنے کے پتے:
مکتبۂ نعیمیہ: جامع مسجد رحمانیہ، بلاک 15، فیڈرل بی ایریا، کراچی (0300-2080345)
مکتبۂ غوثیہ: نزد مین گیٹ عسکری پارک، یونیورسٹی روڈ، کراچی (021-34926110)
مکتبۂ رضویہ: نزد آرام باغ، کراچی (021-32216464)
ضیاء القرآن پبلی کیشنز : انفال سینٹر، اردو بازار، کراچی (021-32630411)
مکتبۂ برکاتِ مدینہ: بہارِ شریعت مسجد، نزد بہادر آباد چورنگی، کراچی (021-34124141)
مکتبۃ الغنی پبلشرز: نزد فیضانِ مدینہ، پرانی سبزی منڈی، کراچی (0315-2717547)
مکتبۂ قادریہ: مقابل فیضانِ مدینہ، پرانی سبزی منڈی، کراچی (0313-2178404)

فہرست

نمبر شمار	مشمولات	صفحہ نمبر
۱	منظومات: مبلغِ اعظم علامہ شاہ محمد عبد العلیم صدیقی، امام الدین علامہ شاہ احمد مختار صدیقی رحمۃ اللہ علیہما، محمد شعیب برکاتی نورانی، ندیم احمد ندیم نورانی	5 تا 12
۲	تصاویر: امام الدین علامہ شاہ احمد مختار صدّیقی، علامہ محمد بشیر صدّیقی، خطیب العلما مولانا نذیر احمد خجندیؔ، مبلغِ اعظم شاہ محمد عبد العلیم صدّیقی رحمۃ اللہ علیہم	13 تا 15
۳	تقدیم و تقاریظ: مفتی محمد اطہر نعیمی، علامہ جمیل احمد نعیمی، علامہ شاہ محمد انس نورانی صدیقی، صاحبزادہ ابو السرور محمد مسرور احمد نقشبندی (مدّظلّہم العالیۃ)	16 تا 26
۴	خود نوشت تعارفِ مصنّف، بعض اَسناد و تصاویر	27 تا 47
۵	تصاویرِ قبرِ مبارک حضرت علامہ محمد بشیر صدیقی رحمۃ اللہ علیہ	48
۶	عرضِ مصنّف (کلماتِ تشکر): ندیم احمد ندیم نورانی	49 تا 54
۷	"علامہ حاجی محمد بشیر صدّیقی کا سفرِ زندگی" مع کتابیات: ندیم احمد ندیمؔ نورانی	55 تا 219
۸	منقبت در شانِ خطیب العلما مولانا نذیر احمد خجندیؔ: ندیم احمد ندیمؔ نورانی	220
۹	تاثرات و تبصرات بر کتاب "جب جب تذکرۂ خجندیؔ ہُوا"	221 تا 238
۱۰	رپورٹ تقریبِ رونمائی: کتاب "جب جب تذکرۂ خجندیؔ ہُوا"	239 تا 248

نو(9) اَبوابِ کتاب:

پہلا باب	نام، حسب نسب اور خاندانی پس منظر	56 تا 74
	شجرۂ نسب	57 تا 58
	کیا علامہ محمد بشیر صدّیقی، خواجہ نور اللہ کی اولاد سے تھے؟؟؟	58 تا 59
	حضور اشرفی میاں کے 5 خلفا: شاہ عبد الحکیم اور اُن کے 4 فرزند	64 تا 66
	حضرتِ بشیر کے صرف ایک چچا تھے یا تایا بھی (تحقیق)	73 تا 74
دوسرا باب	حلیہ شریف، ولادت، تعلیم اور علمی، ادبی، دینی و ملّی خدمات	75 تا 85
	علامہ محمد بشیر صدّیقی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات خود اُن کے قلم سے	77 تا 78
	علامہ محمد بشیر صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخِ ولادت پر، ایک اِشکال	79 تا 80
	ہفت روزہ "البشیر" کا اجرا	85
تیسرا باب	حجِ بیت اللہ اور روضۂ اقدس پر حاضری	87 تا 90
	والدین اور تمام بھائیوں کو زیارتِ حرمینِ شریفین	89
چوتھا باب	بیعت اور اجازت و خلافت	91 تا 98
	شجرۂ طریقت	93 تا 95
	سالِ خلافت "۱۳۵۶ھ" درست نہیں (تحقیق)	97 تا 98
پانچواں باب	نَثرِ بَشیر	99 تا 122
	محفلِ میلاد پر ایک مضمون	100 تا 107
	علّامہ محمد بشیر صدّیقی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک مکتوبِ گرامی	108 تا 112
	علامہ محمد بشیر صدیقی کے خود اپنے دستِ مبارک کی تحریر کا عکس	113 تا 122
چھٹا باب	نظمِ بشیر	123 تا 134
	ڈربن کے پہلے مشاعرے میں کلام سنایا	125
	حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ کے کچھ کلام	126 تا 134
ساتواں باب	وصالِ مبارک و مزارِ پُر انوار	135 تا 138
	لوحِ مزار (قبرِ مبارک کے کتبے) کی تصویر	138
آٹھواں باب	اَزواج اور اَولادِ اَمجاد	139 تا 176
نواں باب	بہن بھائی	177 تا 214
	علامہ بشیر اور اُن کے بہن بھائیوں کے ترتیب وار نام (تحقیق)	178 تا 183
	آپ کے بھائیوں (شاہ احمد مختار صدّیقی، مولانا نذیر احمد خجندیؔ، علامہ شاہ محمد عبد العلیم صدّیقی وغیرہُم) اور اُن کی اولاد کا مختصر تعارف	184 تا 214
	علامہ محمد بشیر صدّیقی کے نام مولانا نذیر احمد خجندیؔ کا ایک مکتوب	196 تا 198
	علامہ محمد بشیر کے بھائی شاہ عبد العلیم صدّیقی رحمۃ اللہ علیہما کی اولادِ امجاد	208 تا 211
	آپ کے بھتیجے امام شاہ احمد نورانی صدّیقی رحمۃ اللہ علیہ کی اولادِ امجاد	212 تا 214

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o

نَحۡمَدُ اللّٰہَ الۡعَظِیۡمَ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ o

''نغمۂ توحید'' (حمدِ باری تعالیٰ کے چند اشعار ماخوذ از ''ذکرِ حبیب ﷺ''، حصّۂ دوم)

کلام: مبلغِ اعظم علّامہ شاہ محمد عبد العلیم صدیقی مدنی رحمۃ اللہ علیہ

ذرّے ذرّے میں تو ہی تو   ہر گُل میں، شجر میں تیری بو
کوئل کرتی ہے کو، کو، کو   بلبل ہے چہکتی ھُوْ ھُوْ ھُوْ
اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ

تو ہی خالق، تو ہی مالک   ہے تیرے سوا سب کچھ ہالک
ہے وردِ زباں ہر سالک   یَا ھُوْ مَنْ یَا ھُوْ مَنْ ھُوْ
اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ

ہے سارے جہاں کی تو رونق   اے ذاتِ اَحَد نورِ مطلق
اَنْتَ الْھَادِیْ اَنْتَ الْحَقّ   لَیْسَ الْھَادِیْ اِلَّا ھُوْ
اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ

لَا رَیْب سمیع و بصیر ہے تو   علّامِ غُیوب و خبیر ہے تو
میں بے کس اور نصیر ہے تو   مشغول ہے ذکر میں ہر بُنِ مُوْ
اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ

حکمت تیری ہے، حکیم ہے تو   سب حادث اور قدیم ہے تو
ہاں جانِ عبدِ علیمؔ ہے تو   یَا ھُوْ یَا ھُوْ یَا ھُوْ یَا ھُوْ
اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ اللّٰہُ

گُل ہائے عقیدت

بہ حضور سرورِ کائنات خاتم الانبیا حضرت سیّدنا محمد مصطفیٰ ﷺ

کلام: مبلغِ اسلام حضرت امام الدین شاہ احمد مختار صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

بشارت ہو نبی آئے ہمارے رہ نما بن کر
حبیبِ کبریا ہو کر، شفیعِ دوسرا بن کر
کہے یہ کس طرح کوئی نبی آئے خدا بن کر
مگر ہاں! آئے اُس کی ذات ہی کا آئنہ بن کر
اگر چشمِ بصیرت ہے، رسول اللہ ﷺ کو دیکھو
ہُوا ہے جلوہ گر نورِ خدا نور الہدیٰ بن کر
کہاں ہیں تشنگانِ دیدِ حق ان کی تسلّی کو
یہ آیا عکسِ نورِ حق جمالِ مصطفیٰ ﷺ بن کر
محمد مصطفیٰ نورِ ظہورِ کنزِ مخفی ہیں
ہدایت کے لئے آئے نَبِیُّ الانبیا بن کر
گنہ گارو! چلو خوش ہو، بڑی تقدیر ہے اپنی
کہ وہ آئے شفیع المذنبیں صاحبُ لِوا بن کر
زباں کھلتی نہیں مختارؔ کی شرمِ مَعاصی سے
دلِ مجبور خود حاضر ہے عرضِ مُدّعا بن کر

(''ذکرِ حبیب ﷺ''، ورلڈ اسلامک مشن پاکستان، حصّۂ اوّل، ص۵۷)

گل ہائے عقیدت بہ حضور مبلغِ اعظم شاہ محمد عبدالعلیم صدّیقی رحمۃ اللہ علیہ

کلام: محترم جناب محمد شعیب برکاتی نورانی زِیْدَ مَجْدُہٗ

باکمال و با ضیا ہیں حضرتِ عبدالعلیم — نائبِ غوث الورٰی ہیں حضرتِ عبدالعلیم
عشق سے سرشار ہیں اور حکمتوں کا بحر ہیں — فیض یابِ مصطفیٰ ﷺ ہیں حضرتِ عبدالعلیم
ان کی تبلیغی مساعی دیکھیے، تو ہو عیاں — بالیقیں رب کی عطا ہیں حضرتِ عبدالعلیم
ہیں شریعت سے مزیّن، معرفت میں بے نظیر — مستِ جامِ چشتیہ ہیں حضرتِ عبدالعلیم
سنّتِ سرکار سے بھرپور ہے ہر اک ادا — سیر تا بھی خوش نما ہیں حضرتِ عبدالعلیم
آسمانِ علم پر ہیں ان کے تارے جا بہ جا — ماہِ کل، مہرِ ضیا ہیں حضرتِ عبدالعلیم
فیضِ غوثِ پاک سے اپنے زمانے کے لئے — فخرِ شانِ اولیا ہیں حضرتِ عبدالعلیم
اعلیٰ حضرت کو بھی ان کی عظمتوں پر ناز تھا — شارحِ فکرِ رضا ہیں حضرتِ عبدالعلیم
بااثر، حکمت بھرے الفاظ اور شیریں مقال — حُسنِ تبلیغی ادا ہیں حضرتِ عبدالعلیم
نعتیہ اشعار سے، دل کی زباں گویا ہوئی — عاشقِ خیرالورٰی ہیں حضرتِ عبدالعلیم
عادتوں میں ہے جمالِ مصطفیٰ کی روشنی — آپ پر ہم سب فدا ہیں حضرتِ عبدالعلیم
اپنی سیرت اور حکمت سے ہر اک انسان کو — دے گئے جنّت کی راہیں حضرتِ عبدالعلیم
استقامت سے نبی کا دین پھیلاتے رہے — ہر کرامت سے سوا ہیں حضرتِ عبدالعلیم
ہیں دلیلِ عشق، سارے کارنامے آپ کے — سالکوں کے رہ نما ہیں حضرتِ عبدالعلیم
گنبدِ خَضرا کے جلوے روز اب نظروں میں ہیں — عاشقو! درسِ بقا ہیں حضرتِ عبدالعلیم
نظرِ الفت سے جو دیکھوں، دل کی ہر دھڑکن کہے: — نازنین و دل ربا ہیں حضرتِ عبدالعلیم
آپ کی اولاد علم و آگہی سے فیض یاب — آپ ان کا مکتبہ ہیں حضرتِ عبدالعلیم

آپ کے دانشؔ پہ رکھیے، از طفیلِ یارِ غار
آپ کی ہر دم نگاہیں حضرتِ عبدالعلیم

جمعرات، ۲۲؍ ذوالحجہ ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۴؍ ستمبر ۲۰۱۷ء

گُل ہائے عقیدت بہ حضور.

مبلغِ اعظم حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدّیقی میرٹھی مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کلام: ندیم احمد ندؔیم نورانی

دلوں میں اس لئے عبدالعلیم جاں فزا تم ہو — کہ شیدائے حبیبِ خالقِ ارض و سما تم ہو
تمھارے خون میں صدق و وفاداری کی خوشبو ہے — گُلِ گلزارِ یارِ غارِ ختم الانبیا تم ہو
بہاء الدین اور خواجہ معین الدین چشتی اور — شہاب الدین و غوثِ پاک پر دل سے فدا تم ہو
نجیبِ مصطفیٰ عبدالحکیم و احمدِ مختار — ہیں مہرِ علم و عرفاں اور ماہِ پُر ضیا تم ہو
وہ جس کی شانِ علمی کا بیاں شعرِ رضا میں ہے — وہ علم و فضل و حکمت کا سمندر بھی، شہا! تم ہو
تمھارے بھائی مولانا نذیر احمد خجندی نے — "علیمِ علم پرور" کا لقب جس کو دیا، تم ہو
مبارک جانشینِ احمدِ مختار صدّیقی — پتا شعرِ نذیر احمد خجندی سے چلا، تم ہو
تمھیں احمد رضا نے بھی خلافت سے نوازا تھا — خدا کے پیارے بندوں کی نظر میں باصفا تم ہو
شریعت میں، طریقت میں، حقیقت، معرفت؛ سب میں — کتابوں کے ذریعے آج بھی مشکل کُشا تم ہو
تمھارے ذکر سے اہلِ صفا کے دل مہکتے ہیں — گلستانِ ولایت میں بہاروں کا پتا تم ہو
تمھارا خانوادہ مرکزِ رُشد و ہدایت ہے — گناہوں کے مریضوں کے لئے دستِ شفا تم ہو
ہوئے لاکھوں مسلماں، کی بڑی تبلیغِ دیں تم نے — مبلغ ہیں بہت ایسے کہ جن کے پیشوا تم ہو
تمھارے فیض ہی سے فضلِ رحماں اور نورانی — مبلغ دین کے ہیں اور ان کے مقتدا تم ہو
تمھارے ہی پسر اور جانشیں ہیں شاہ نورانی — تو سردارِ اِمامِ ملّتِ اسلامیہ تم ہو
فریدہ دین کی خدمت شبانہ روز کرتی ہیں — ہیں یہ اک صدقۂ جاری، سو حق دارِ جزا تم ہو
تمھارا ہے اہم کردار پاکستاں کے بننے میں — شہا! تحریکِ پاکستان کے اک رہ نما تم ہو
دمِ رخصت، نظر کے سامنے تھا گنبدِ خَضرا — محمد ﷺ کے مقرّب، اے محبِّ مصطفیٰ! تم ہو
ہوئے مدفون حضرت عائشہ کے پاک قدموں میں — مبارک ہے بہت، آرام فرما جس جگہ تم ہو

بقیعِ پاک میں دو گز زمیں مجھ کو بھی مل جائے
دعا گو ہوں میں رب سے اور وسیلہ، سروَرا! تم ہو

تمھاری بارگاہِ ناز میں سچی عقیدت سے
بیاں جو کچھ کیا، رب کی قسم! اُس سے سوا تم ہو

ہے قسمت سے ندیمِ احمد مُریدِ شاہ نورانی
سوا اس کے مُرشِدِ مُرشِد، علیمِ باخدا! تم ہو

۲۶/ ذیقعد ۱۴۲۹ھ / منگل، ۲۵/ نومبر ۲۰۰۸ء

شہزادیِ مبلغِ اعظم، حضرت ڈاکٹر فریدہ احمد صدّیقی علَیہَا الرَّحمۃ:

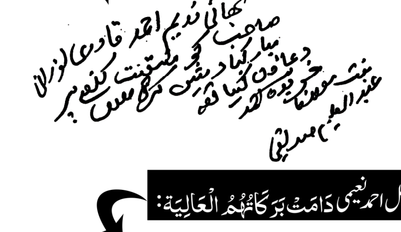

جمیلِ ملّت حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی دامتْ برکاتُہُمُ العالیۃ:

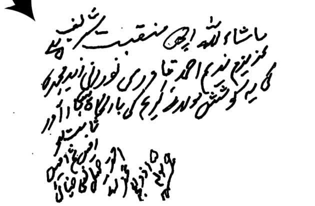

اُستاذ الشعرا جناب راغب مرادآبادی صاحب مرحوم ـ

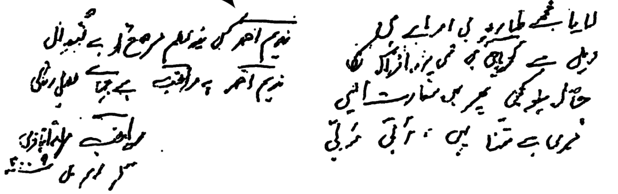

نوٹ: دائیں جانب رباعی میں راغب صاحب نے اُس سفر کی طرف اشارہ کیا ہے، جو آپ نے ۱۹۴۷ء میں طیارۂ بی او اے سی کے ذریعے دہلی سے پاکستان ہجرت کرنے کے لئے کیا تھا، اُس طیارے (ہوائی جہاز) میں حضرت مبلغِ اعظم شاہ عبدالعلیم صدّیقی بھی آپ کے ہم سفر تھے، جسے راغب صاحب نے اپنے لئے سعادت سے تعبیر فرمایا ہے۔ (ندیم نورانی)

گُل ہائے عقیدت بہ حضور

مبلغِ اعظم حضرت علامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدّیقی میرٹھی مدنی رحمۃ اللہ علیہ

کلام: ندیم احمد ندیم نورانی

آج موضوعِ سخن ہے عظمتِ عبدالعلیم
فضلِ رب سے ہے زباں پر مدحتِ عبدالعلیم

یاد اللہ کی دلائے صورتِ عبدالعلیم
اولیا سے ہو جو پائے سیرتِ عبدالعلیم

کیوں نہ آئے اُن سے بوئے صدق و تقویٰ و وفا
ہیں گُلِ صدّیقِ اکبر، حضرتِ عبدالعلیم

اُن پہ تھی احمد رضا کی خاص شفقت اور نظر
شاہد اِس پر ہیں عُلوم و حکمتِ عبدالعلیم

آپ نے اسلام کا پیغام دنیا کو دیا
یاد رکھے گا زمانہ خدمتِ عبدالعلیم

سوئے دوزخ سے رہِ جنّت چلا دیتے ہیں وہ
پھول کانٹوں کو بنائے نکہتِ عبدالعلیم

آج بھی کردار و اَخلاقِ بلندی کے سبب
راج کرتے ہیں دلوں پر حضرتِ عبدالعلیم

شاہ نورانی سا بیٹا اُن کے گھر کا تھا چراغ
قابلِ رشکِ زمانہ قسمتِ عبدالعلیم

شان اُن کی کیا بیاں کر پائیں گے اہلِ زمیں
آسماں کو چھو رہی ہے رفعتِ عبدالعلیم

ماہِ ذی الحج کی تھی جب تیئیسویں شب، سوگوار
کر گئی تھی اہلِ دل کو رحلتِ عبدالعلیم

مل گیا مدفن قریبِ روضۂ اقدس اُنھیں
یعنی مقبولِ خدا ہے دعوتِ عبدالعلیم

روضۂ انور کے صدقے میں رہے تا یومِ حشر
نور سے معمور، یا رب! تربتِ عبدالعلیم

کاش جنّت میں غلامیِ نبی کے ساتھ ساتھ
یا الٰہی! کر سکوں میں خدمتِ عبدالعلیم

اپنی قسمت پر خدا کا شکر کر تو اے ندیم!
[illegible] شاہ نورانی سے پائی نسبتِ عبدالعلیم

۲۳/ 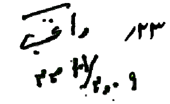 ذوالحجہ ۱۴۳۰ھ / جمعۃ المبارک، ۱۱/ دسمبر ۲۰۰۹ء

گُل ہائے عقیدت

بہ حضور قائدِ ملّتِ اسلامیہ حضرت امام شاہ احمد نورانی صدّیقی رحمۃ اللہ علیہ

کلام: ندیم احمد ندیمؔ نورانی

شاہ میرے، نورِ احمد ﷺ سے ہیں نورانی بہت — آپ کو حاصل ہے گویا فضلِ رحمانی بہت
ہر طرف اسلام کا ڈنکا بجایا آپ نے — ایک میں کیا، معترف ہے خلقِ سبحانی بہت
حامیِ سنّت بھی ہیں اور ماحیِ بدعت بھی وہ — میرے قائد سے ہے خائف حزبِ شیطانی بہت
دیکھ کر وہ پیاری صورت یاد آتا ہے خدا — نقشِ نورانی بڑھائے ذوقِ ایمانی بہت
وہ امامِ اہلِ سنّت پاک داماں، خوش ادا — رب نے بخشی اُن کی سیرت میں درخشانی بہت
ابنِ یارِ غار ہیں وہ پیکرِ صدق و وفا — نخل سے اس گُل نے پایا فیضِ روحانی بہت
یہ قمر، شمس و کواکب اُن کے بن لگتے ہیں ماند — صورتا ہے گرچہ اِن سے جگ میں تابانی بہت
داغ جب سے فرقتِ شہ کا لگا ہے سینے میں — یہ نظر بے چین ہے اور دل میں ویرانی بہت

قبرِ انور سے ہے جاری آج بھی فیضانِ شاہ
یہ ندیمؔ احمد بھی پائے فیضِ نورانی بہت

جمعرات، ۱۷؍جمادی الاُخریٰ ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۱؍جون ۲۰۰۹ء

نوٹ: یہ منقبت صنعتِ توشیح میں لکھی گئی ہے۔ اِس کے ہر مصرع کا پہلا حرف ترتیب وار لکھیں تو اسمِ مبارک "شاہ احمد نورانی صدّیقی" حاصل ہوتا ہے۔ یہ منقبت ماہ نامہ اُفق کراچی (نومبر ۲۰۱۰ء مطابق ذوالحجہ ۱۴۳۱ھ) کے صفحہ 40 پر شائع ہو چکی ہے۔ میرے استاذِ محترم اُستاذ الشعرا جناب راغبؔ مرادآبادی صاحب مرحوم نے جب یہ منقبت ملاحظہ فرمائی تو یہ دعائیہ جملہ لکھا: "اللہ مزید ترقی دے۔"

راغبؔ مرادآبادی صاحب کی تحریر کا عکس:

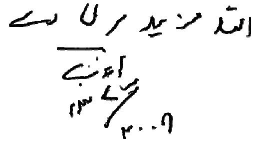

گُل ہائے عقیدت

بہ حضور قائدِ ملّتِ اسلامیہ حضرت سیّدی امام شاہ احمد نورانی صدّیقی رحمۃ اللہ علیہ

کلام: ندیم احمد ندیمؔ نورانی

شانِ ملّت ہیں شاہ نورانی — فخرِ اُمّت ہیں شاہ نورانی
یاں تھے وہ رونقِ جہاں اور واں — نازِ جنّت ہیں شاہ نورانی
باپ کی طرح سنّیوں کے لئے — سایہ اور چھت ہیں شاہ نورانی
سج گیا سنّیت کا سر اُن سے — تاجِ عزّت ہیں شاہ نورانی
غیر بھی جس پہ ناز کرتے ہیں — وہ قیادت ہیں شاہ نورانی
وہ بِکے بھی نہیں، جھکے بھی نہیں — کوہِ عظمت ہیں شاہ نورانی
انجمن تھے جو ذات میں اپنی — وہ حقیقت ہیں شاہ نورانی
اُن کے در پر سکون ملتا ہے — دل کی راحت ہیں شاہ نورانی

اُن کے بن میں، ندیمؔ! ہوں مفلس
میری دولت ہیں شاہ نورانی

جمعۃ المبارک، ۲۶؍شوّال المکرم ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۶؍اکتوبر ۲۰۰۹ء

۱۶؍اکتوبر ۲۰۰۹ء کو، اِس فقیر (ندیم احمد ندیمؔ نورانی) کے اُستاذِ محترم استاذ الشعرا جناب راغبؔ مرادآبادی صاحب نے مندرجۂ بالا منقبت ملاحظہ فرما کر، حسبِ ذیل شعر لکھ کر عطا فرمایا:

اے ندیمؔ! اُن کا میں بھی ہوں مداح
نورِ مدحت ہیں شاہ نورانی

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا و حضور اشرفی میاں کے خلیفہ؛
نیز، علّامہ محمد بشیر صدّیقی کے بڑے بھائی مبلغِ اسلام
شاہ احمد مختار صدّیقی میرٹھی کی ایک یادگار تصویر

’’جنوبی افریقہ کے اردو شاعر‘‘ (صفحہ ۲۳۴) سے
لی گئی علّامہ محمد بشیر صدّیقی کی ایک یادگار تصویر

’’تذکرۂ شعرائے میرٹھ‘‘ (صفحہ ۹۵۸) سے
لیا گیا مولانا محمد بشیر صدّیقی کا ایک اسکیچ

THE MUSLIM'S DIGEST August, 1952

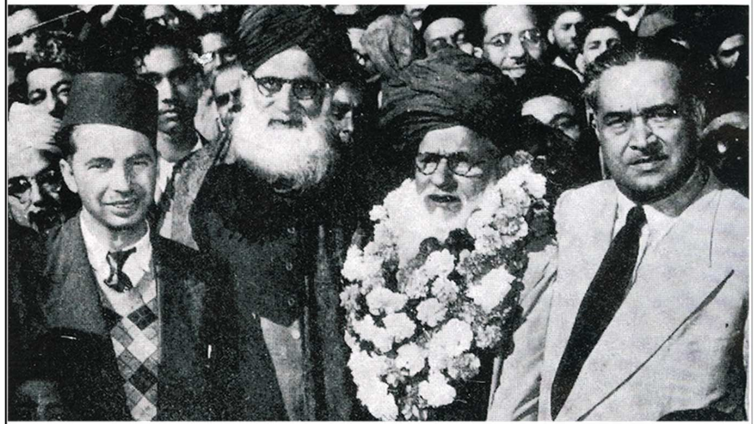

GARLANDED and smiling, His Eminence is seen on the docks with his brother, Moulana Bashyr Siddiqui. On his left is Mr. E. I. Haffejee and on his extreme right, Mr. Mohammad Makki.

مبلّغِ اعظم شاہ محمد عبدالعلیم صدّیقی پھولوں کا ہار پہنے ہوئے ہیں۔ اُن کے
بائیں جانب اُن کے بڑے بھائی علّامہ محمد بشیر صدّیقی کھڑے ہوئے ہیں۔
(مجلّہ ’’عظیم مبلغِ اسلام‘‘، ص 84)

AND when His Eminence left South Africa, thousands had gathered to bid him farewell. He is seen here in the company of Mr. Aboo Suliman, his brother Molvie Bashyr Siddiqui. and Mr. Tar Mahomed Ali of Carolina.

یہ تصویر مبلغِ اعظم حضرت شاہ محمد عبد العلیم صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ساؤتھ افریقہ سے رخصت کرتے وقت کی ہے، آپ کے برابر میں آپ کے بڑے بھائی حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دستِ مبارک میں عصا لیے ہوئے جلوہ افروز ہیں۔

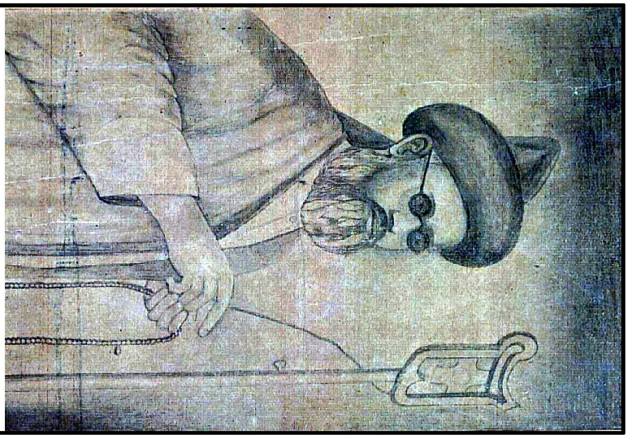

مولانا نذیر احمد خجندی کی آزاد پارک بمبئی میں عید الاضحیٰ ۱۳۵۵ھ کا خطبہ دیتے ہوئے ایک
(ماہنامہ "شاہراہ" بمبئی، محرم الحرام ۱۳۵۶ھ سے لی گئی ایک تصویر)

تقریظ

از: شہزادۂ تاج العلما رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وشاگرد و خلیفۂ صدر الافاضل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اطہر نعیمی صاحب دامت برکاتہم العالیۃ

بِاسْمِهٖ سُبْحَانَهٗ

چند دن قبل مولانا ندیم احمد ندیم نورانی اپنی کاوشِ قلم: "علّامہ حاجی محمد بشیر صدّیقی کا سفرِ زندگی (۱۴۳۸ھ) کے کمپوز شدہ نسخے کا پرنٹ آؤٹ لے کر تشریف لائے۔ میں نے علالت اور آشوبِ چشم کے سبب سرسری مطالعہ کیا۔ مطالعے سے اندازہ ہوا کہ اس کتاب کی تیاری میں جہاں اور بہت سی کتب و رسائل، انٹرویوز وغیرہ سے مدد لی گئی ہے، وہیں مولانا سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی صاحب کی غیر مطبوعہ مختصر رودادِ سفر: "جنوبی افریقہ کے صدّیقی علما و مشائخ" سے بھی استفادہ کیا گیا ہے۔ ہمدانی صاحب کی رودادِ سفر شنیدہ واقعاتِ سفر پر منحصر ہے، جو انھوں نے صدّیقی خاندان (علامہ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمۃ کے

بزرگوں) سے عقیدت و خلوص کا مظاہرہ کرتے ہوئے ندیم صاحب کی اِس کتاب کے لئے لکھی تھی اور ندیم صاحب نے بھی یہ کتاب لکھ کر، اپنے پیر خانے کے ساتھ حقِّ مریدی ادا کیا ہے، حالاں کہ نہ تو مولانا حمدانی صاحب مدّ ظلہ نے اور نہ ہی مولانا ندیم نورانی سَلَّمَہٗ نے ان بزرگوں کو دیکھا، صرف عقیدت کی بنیاد پر وہ رودادِ سفر اور یہ کتاب لکھی گئیں۔

راقم الحروف پیرانہ سالی کے دور میں ہے، انہماک سے نہ دیکھ سکا۔

مجھے اس خاندان کے دو بزرگوں حضرت علامہ مولانا احمد مختار صاحب اور مولانا عبدالعلیم صاحب سے شرفِ نیاز حاصل ہوا جب کہ مولانا احمد مختار صاحب کے بارے میں یہ دیکھا کہ انھوں نے ایک شادی مولانا فضل الرحمان گنج مرادآبادی کے خاندان میں کی تھی۔ میری یاد داشت کے مطابق ان کے دو صاحبزادے ظہورالحق رحمانی اور ظہیرالحق عرفانی تھے (ممکن ہے کہ ناموں میں کچھ غلطی ہوئی ہو)۔

علامہ محمد جیلانی چند ماہ میرے ہم سبق رہے، جب کہ علامہ شاہ احمد نورانی (رحمۃ اللہ علیہم) سے شرفِ ملاقات رہا۔

علاوہ ازیں، حضرت مولانا فضل الرحمان گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان کے کچھ لوگ مرادآباد سے بھی متعلق تھے، جن کا ذکر کتاب میں نہیں ہے۔ اگر اس کو بھی شامل کر لیا جاتا تو کتاب کی ضخامت تو بڑھ جاتی لیکن قارئین کو بہت سی معلومات حاصل ہو جاتیں۔

[نوٹ: مرادآباد اور گنج مرادآباد، دو علیحدہ شہر ہیں۔ شیخ المشائخ فضل الرحمان رحمۃ اللہ علیہ کا تعلق گنج مرادآباد سے ہے، جب کہ مولانا احمد مختار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بھی (سسرال کی طرف سے) تعلق گنج مرادآباد سے تھا، جب کہ حضرت مولانا فضل الرحمان صاحب کے خاندان کے کچھ دوسرے لوگوں کا تعلق مرادآباد سے تھا۔]

من حیث المجموع کتاب کے مطالعے سے بہت سی یادیں وابستہ ہیں اور یہ پتہ چلتا ہے کہ ہمارے اسلاف نے ہمارے لئے یادوں کے خزینے چھوڑے ہیں، جو ہمارے لئے قابلِ فخر ہیں۔

میں ندیم احمد نؔدیم نورانی کے بارے میں "اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ" کی دعا کرتا ہوں اور انھیں اس کتاب کی اشاعت پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

خیر اندیش

محمد اطہر نعیمی

بدھ

۷؍ذوالحجہ ۱۴۳۸ھ

۳۰؍اگست ۲۰۱۷ء

اعزازی خطیب جامع مسجد آرام باغ، کراچی

خادم (مفتی و ٹرسٹی) دارالعلوم نعیمیہ، فیڈرل بی ایریا، کراچی

سابق چیئرمین مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی (پاکستان)

۞.۞.۞.۞.۞.۞.۞

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

تقدیم: ”سخنِ جمیل“

افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق امیر المومنین سیّدنا ابو بکر صدّیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ کی اولاد دنیا کے مختلف گوشوں میں پھیلی ہوئی ہے اور ان نفوسِ قدسیہ کے فیوض وبرکات قیامت تک جاری وساری رہیں گے، اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ الۡعَزِیۡز۔ انھی نُفوسِ قدسیّہ میں شہرِ میرٹھ (انڈیا) کا ایک خانوادہ بھی ہے، جس کے قابلِ فخر چشم وچراغ قائدِ ملّتِ اسلامیہ امام انقلاب رہبرِ شریعت، پیرِ طریقت الحاج الحافظ القاری العلّامہ الشاہ احمد نورانی الصدیقی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ، اُن کے والدِ ماجد سیّاحِ عالَم مبلغِ اسلام سفیرِ اسلام الشاہ محمد عبد العلیم صدّیقی مدنی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ، جدِّ امجد حضرت علّامہ شاہ محمد عبد الحکیم جوؔش صدّیقی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ اور 6 میں سے خصوصیت کے ساتھ 3 تایا جان یعنی علّامہ احمد مختار صدّیقی، علّامہ محمد بشیر صدّیقی اور خطیب العلما حضرت علّامہ نذیر احمد خجندؔی صدّیقی (رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِمۡ) کی دینی وملّی اور علمی و ادبی خدمات کو منظرِ عام پر لانے کے لیے مولانا صوفی ندیم احمد ندؔیم نورانی قادری چشتی صابری زِیۡدَ مَجۡدُہٗ کئی سالوں

سے خود بھی کمر بستہ ہیں اور میرے تحریک دلاتے رہنے پر اور بھی مستعد ومتحرک ہو جاتے ہیں۔ یہ صالح نوجوان اب تک کئی کتب ورسائل تحریر کر چکے ہیں، جن میں حضرت قائدِ ملّتِ اسلامیہ کے تایا جان حضرت شاہ احمد مختار صدّیقی کے حالات پر: ”گُلِ چمنِ عبد الحکیم: امام الدین احمد مختار صدّیقی (۲۰۱۳ء)“ اور حضرت علّامہ نذیر احمد خجندؔی کی حیات پر: ”جب جب تذکرۂ خُجندؔی ہوا (2014ء)“ کُتب بھی شامل ہیں، بہت سے مضامین بھی قلمبند کر چکے ہیں، جن میں ”آسماں کو چھو رہی ہے رِفعتِ عبد العلیم“ پاک وہند کے متعدد رسائل میں شائع ہو کر مقبولیتِ عامّہ حاصل کر چکا ہے۔ علاوہ ازاں، چند انگریزی تقاریر و مضامین کے اُردو زبان میں ترجمے بھی کر چکے ہیں، جن میں حضرت مبلغِ اعظم شاہ محمد عبد العلیم صدّیقی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ کی انگریزی تقریر (Islamic Ideal) کا اردو ترجمہ ”اسلامی نصب العین“ بھی شامل ہے، جو زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر اہلِ علم سے دادِ تحسین حاصل کر چکا ہے۔ شاعری بھی کرتے ہیں، اِن کے متعدد کلام پاک وہند کے مختلف رسائل میں شائع بھی ہو چکے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب حضور قائدِ ملّتِ اسلامیہ کے ایک اور تایا جان کے حالات پر ہے۔ ندیم صاحب نے اپنی اس کتاب کا جہاں ایک تاریخی نام:

علّامہ حاجی محمد بشیر صدّیقی کا سفرِ زندگی (۱۴۳۸ھ)

رکھا ہے، وہیں اسے حسبِ ذیل ایک تاریخی لقب بھی دیا ہے:

”یک اَجلّ تحریر در حیاتِ بشیر (۲۰۱۷ء)“

اللہ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی اپنے حبیبِ پاک صاحبِ لولاک ﷺ کے صدقے، ندیم نورانی صاحب کی تمام تحریری خدمات کو منظور و مقبول فرماتے ہوئے مزید کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اِنھیں اور اِن کے اہلِ خانہ کو صحت و عافیت اور سلامتیِ ایمان کے ساتھ قائم رکھے۔ آمِین ثُمَّ آمِین بِجَاہِ حَبِیْبِہٖ الْاَمِیْن ﷺ!

فاضلِ جلیل، عالمِ نبیل، مصنّف و محقّقِ بے عدیل علّامہ سیّد عظمت علی شاہ صاحب ہمدانی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَۃ اکثر ساؤتھ افریقہ جاتے رہتے ہیں، جہاں اُن کی ملاقات حضرت علّامہ محمد بشیر صدّیقی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کی صاحبزادی محترمہ مُنیرہ قاضی اور داماد حضرت غلام محی الدین معین قاضی صدّیقی چشتی نظامی مدّ ظلّہ العالی سے ہوتی رہتی ہے اور ان دونوں سے شاہ صاحب کے خاصے اچھے تعلقات ہیں۔ اسی وجہ سے احقر نے اُن سے حضرت علّامہ محمد بشیر صدّیقی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کے حوالے سے کچھ تحریر، ندیم صاحب کی کتاب کے لئے لکھنے کی گزارش کی تھی، جسے قبول فرماتے ہوئے آپ نے اے فور (A-4) سائز کے چار صفحات پر مشتمل ایک مضمون: "جنوبی افریقہ کے صدّیقی علما و مشائخ" تحریر فرمایا، جس میں جہاں ساؤتھ افریقہ سے تعلق رکھنے والے بعض دیگر صدّیقی حضرات کا تذکرہ ہے، وہیں حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی اور اُن کی اولادِ اَمجاد سے متعلق بھی کچھ اہم معلومات موجود ہے، جسے ندیم صاحب نے اپنی اِس کتاب میں مذکورہ مضمون کے حوالے سے جگہ جگہ ذکر بھی کیا ہے۔ یہ غیر مطبوعہ مضمون، احقر کو ۱۵؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ مطابق ۵؍ مارچ ۲۰۱۵ء کو موصول ہوا۔

علامہ عظمت علی شاہ صاحب کے اِس علمی تعاون پر، احقر اُن کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ بھی ادا کرتا ہے اور اُن کے لیے دعا گو بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اُنھیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

احقر مولانا ریاض محمود صاحب زِیْدَ مَجْدُہٗ کا بھی ممنون و شکر گزار ہے، جنھوں نے اِس تقدیم (سخنِ جمیل) کے لکھنے میں میری بھرپور مُعاونت فرمائی۔

میں اپنی اِس تحریر کا اختتام حسبِ ذیل جملے اور شعر پر کرتا ہوں:

وہی قومیں دنیا میں زندہ رہا کرتی ہیں جو اپنے اکابر اور اَسلاف کے حالاتِ زندگی اور اُن کی خدمات کو لوگوں تک پہنچایا کرتی ہیں۔ ؎

نامِ نیکاں رفتگاں ضائع مکن
تاں بماند نامِ نیکت بر قرار

دعا گو و دعا جو

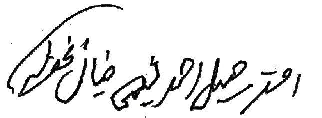

احقر جمیل احمد نعیمی ضیائی غُفِرَ لَہٗ — ۱۷؍ ذوالحجہ ۱۴۳۸ھ
ناظمِ تعلیمات و اُستاذ الحدیث — ۹؍ ستمبر ۲۰۱۷ء
دار العلوم نعیمیہ، فیڈرل بی ایریا، کراچی۔ — ہفتہ

۞۞۞۞۞۞۞

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الدعوۃ الاسلامیۃ العالمیۃ
World Islamic Mission Pakistan (Trust)
A Religious Missionary Trust, Registration No. 407

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی اشرف الانبیاء وسید المرسلین والعاقبۃ للمتقین وعلی الہ وصحبہ اجمعین

حضور پر نور سید العالمین رسول اللہ ﷺ کی ذات مبارکہ بے شک اللہ رب العالمین کی محبوب ہے اور اللہ تبارک وتعالی نے اپنے محبوب سے محبت کا حکم فرمایا ہے، حضور ﷺ سے محبت ایمان ہے اور انکے طریقے سے زندگی کو گزارنا ایمان کی سلامتی کی بہت بڑی دلیل ہے۔ یہی زندگی کا مقصد ہے کہ جس پر عمل کرکے دنیا اور آخرت میں کامیابی سے ہمکنار ہوا جاسکتا ہے۔

والد ماجد مبلغ اسلام پیر طریقت رہبر شریعت حافظ وقاری حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت مبلغ اعظم مولانا شاہ محمد عبد العلیم صدیقی قادری میرٹھی مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے بھائی حضرت علامہ مولانا محمد بشیر صدیقی رحمۃ اللہ علیہ سچے عاشق رسول ﷺ کہ جنہوں نے اپنی زندگی کا ہر ہر لمحہ اللہ اور اسکے محبوب ﷺ کو راضی کرنے میں گزارا، اللہ اور اللہ کے حبیب ﷺ کا پیغام دنیا میں عام کیا وہ تاریخ کی کتب میں سنہرے حروف سے لکھا ہوا ہے۔ حضرت علامہ مولانا بشیر صدیقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو کہ ایک جید عالم ہونے کے ساتھ ساتھ اردو ادب میں ایک نمایاں مقام رکھتے تھے اور ایک شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ فلاحی رفاعی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے اس کے علاوہ تعلیمی اداروں کے قیام میں خصوصی توجہ فرماتے تھے۔ آپ نے زندگی کا اکثر حصّہ ڈربن (ساؤتھ افریقہ) کے مسلمانوں میں اسلام کی ترویج واشاعت میں گذارا، اور وہیں مدفون ہوئے۔

میں ندیم نورانی صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے استاذ العلماء حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی صاحب کی تحریک پر اپنے مصروف اوقات میں سے وقت نکال کر جد امجد کے برادر اکبر حضرت مولانا محمد بشیر صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی، ادبی، فلاحی کارناموں کو دور حاضر کے قارئین سے روشناس کروانے کے لئے عملی قدم اٹھاتے ہوئے "علامہ حاجی محمد بشیر صدیقی کا سفر زندگی" تصنیف فرما کر اپنے لئے دارین کی نعمتوں سے سرفراز ہونے کا ذریعہ بنایا۔ اللہ رب العزت انھیں جزائے خیر سے سرفراز فرمائے اور استاذ العلماء حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی صاحب کو دنیا و آخرت میں اس بیش قیمت کتاب کی اشاعت پر اجر عظیم سے مالامال فرمائے اور حضرت کا سایہ عاطفت صحت وتندرستی کے ساتھ ہم اہل سنت پر تادیر قائم ودائم فرمائے۔

آمین ثم آمین۔ بجاہ سید المرسلین۔

والسلام

فقیر

MAULANA S.A. NOORANI SIDDIQUI
PRESIDENT: WORLD ISLAMIC MISSION

شاہ انس نورانی صدیقی قادری مدنی

جانشین حضرت علامہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ

502-503, 5th Floor, Regency Mall / Uni Shopping Centre, Shahrah-e-Iraq, Saddar, Karachi-74400 Pakistan.
Tel: (+92-21) 35676400/35219537/35216995 Fax: (+92-21) 35682521 E-mail: wimpakistan@gmail.com / wimpt@hotmail.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم

تقریظ

جانشینِ مسعودِ ملّت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

محترم ومکرم حضرت صاحبزادہ ابو السرور محمد مسرور احمد نقشبندی مدّظلّہ العالی

اس حقیقت سے انکار محال ہے کہ مقربین کی زیارت سے مردہ دلو ں کو حیاتِ نو کی دولت نصیب ہوتی ہے... اُن کی زبان سے نکلے کلمات اور اُن کے تذکرے دلوں کو جِلا بخشتے ہیں........ اِن تذکروں سے اُن نفوسِ قدسیہ کے حُسنِ کردار اور اخلاقِ عالیہ کی ایسی خوشبو میسر ہوتی ہے جو مشامِ جاں کو معطر و مسحور کر دیتی ہے...ان کے تذکروں سے ان کی صحبت جیسی تاثیر ملتی ہے، جن سے دلوں کے بند دریچے کُھلتے محسوس ہوتے ہیں... پھر اگر بخت، یاور اور طلب، صادق ہو تو ان سے دل کی اُجڑی بستیاں آباد ہوتی چلی جاتی ہیں، جیسا کہ اِس آیتِ مبارکہ میں

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِىْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ (سورۃ هود: ۱۲۰)

ترجمہ: ”اور یہ سب جو ہم بیان کرتے ہیں آپ سے پیغمبروں کی سرگزشتیں (یعنی حضراتِ اہل اللہ کے تذکرے) یہ اس لیے ہیں کہ پختہ کر دیں ان سے آپ کے قلب (مبارک) کو، اور آیا آپ کے پاس اس میں حق اور یہ نصیحت اور (اس میں) یاد دہانی ہے اہلِ ایمان کے لیے۔“

قرآنِ کریم کی اس آیت سے معلوم ہوا کہ حضراتِ اہل اللہ کے تذکروں سے ایمان والوں کے قلوب پختہ ہوا کرتے ہیں اور یہ کہ ان کے تذکروں میں ایمان والوں کے لیے نصیحت اور یاد دہانی ہے........ یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے گزرے ہوئے صالحین کا تذکرہ کرنا اللہ تبارک و تعالیٰ کو محبوب ہے، اس نے خود اپنے صالحین کا بار بار تذکرہ فرمایا ہے تو یہ سنّتِ الٰہی بھی ٹھہرا........ جو اپنے اسلاف کا تذکرہ کرتا ہے وہ یقیناً اس سنّتِ الٰہیہ کی سعادت حاصل کرتا ہے........ اپنے اسلافِ کرام کے تذکروں کی تدوین و اشاعت کرنا بڑی سعادت کی بات ہے، ہر دور کے اہلِ ایمان تواتر سے یہ سعادت حاصل کرتے چلے آئے ہیں۔

پیشِ نظر کتاب، جس کا تاریخی نام:

”علامہ حاجی محمد بشیر صدّیقی کا سفرِ زندگی (۱۴۳۸ھ)“

اور تاریخی لقب:

”یک اجلّ تحریر در حیاتِ بشیر (2017ء)“

ہے، بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، جسے فاضل نوجوان عزیزم مولانا ندیم احمد ندیم نورانی زِیْدَ مَجْدُہٗ نے استاذ العلماء علامہ جمیل احمد نعیمی ضیائی مدظلہ العالی کے حسبِ ارشاد، سعادت جان کر مُدوّن کیا ہے... ان کا حُسنِ ترتیب خوب ہے، پھر انہوں نے جس طرح سے حواشی و حوالہ جات کا اہتمام کیا ہے اس بنیاد پر یہ کتاب اسلافِ کرام کے تذکروں میں ایک اہم اضافہ ہے۔

مَا شَآءَ اللہ! موصوف اس سے قبل بھی بحرِ تاریخ سے انمول موتی چن چن کر لاتے رہے ہیں... مولیٰ تعالیٰ ان کے اس علمی ذوق کو مزید پروان چڑھائے اور یہ یوں ہی اہلِ سنّت کو اپنے اَسلافِ کرام کے تذکروں سے روشناس کراتے رہیں۔ آمین!

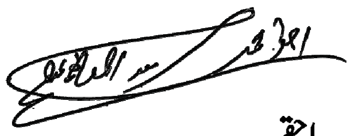

۲۹/ذی القعدہ ۱۴۳۸ھ — احقر

۲۳/اگست ۲۰۱۷ء — ابوالسّرور محمد مسرور احمد عُفِیَ عَنْہ

بدھ — کراچی۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ

خودنوشت تعارفِ مصنّف

نام	:	ندیم احمد
تخلص	:	نؔدیم
نسبتِ طریقت	:	قادری / نورانی
قلمی نام	:	ندیم احمد نؔدیم قادری نورانی / ندیم احمد نؔدیم نورانی
والد / نسب	:	سلیم احمد بن محمد احمد بن شفاعت علی صدّیقی
والدہ / حسب	:	گُل سہرا عرف گلّو بیگم بنتِ حافظ سیّد محمد حُسین صاحب
آبائی وطن	:	میرٹھ، ہندوستان
ولادت	:	بدھ، ۱۵/ رجب المرجّب ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۵/ اگست ۱۹۷۳ء، بمقام ناظم آباد، کراچی
تعلیم:	:	ایم اے اسلامیات (فرسٹ ڈویژن)
اساتذہ	:	اساتذہ میں سرِفہرست یہ ہیں:

میرے والدِ ماجد مرحوم سلیم احمد صاحب، حضرت علامہ سیّد محمد اعجاز نعیمی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ قاری جلال الدین، سیّد واجد علی شاہ، خالد خان، ہومیو پیتھک ڈاکٹر جناب نورالدین فخری اور اُستاذ الشعرا سیّد اصغر حُسین، جنھیں دنیائے شعر و سخن "راغؔب مرادآبادی" کے نام سے جانتی ہے۔

جمعیت علمائے پاکستان میں شمولیت:

ویسے تو میں قائدِ اہلِ سنّت امام شاہ احمد نورانی صدّیقی علیہ الرحمۃ سے عقیدت و محبّت کی بنا پر، اُن کے خطابات سننے کے لئے جمعیت علمائے پاکستان کے اجتماعات میں بھی شریک ہوتا رہتا تھا؛ لیکن، ۱۶/ دسمبر ۱۹۹۴ء کو خالقدینا ہال (ایم اے جناح روڈ، کراچی) میں منعقد ہونے والے خادمین تربیتی کنونشن میں ایک ادنیٰ خادم کی حیثیت سے میں نے باقاعدہ طور پر، جمعیت علمائے پاکستان میں شمولیت اختیار کرلی، کچھ عرصے بعد، مجھے علاقائی سطح پر، ایک عہدہ بھی دیا گیا اور جمعیت علمائے پاکستان ضلع وسطی کراچی کی جانب سے ایک تقریب میں "وثیقۂ عزم و استقلال" کے عنوان سے ایک سند بھی عطا کی گئی۔ حضرت قائدِ اہلِ سنّت کے وصال کے کچھ عرصے بعد سے، اپنی مصروفیات کی بنا پر، جمعیت سے عملاً، نہ کہ دلی طور پر، گوشہ نشینی اختیار کر رکھی ہے۔

بیعت و خلافت:

جمعرات (شبِ جمعہ) ۴/ ذوالحجہ ۱۴۱۸ھ مطابق ۲/ اپریل ۱۹۹۸ء کو قائدِ اہلِ سنّت حضرت امام شاہ احمد نورانی صدّیقی رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ مبارک پر، اُن ہی کے دولت کدے (ماسٹر ہاؤس، متصل کچھی میمن مسجد، صدر، کراچی) پر، سلسلۂ عالیہ قادریہ غوثیہ نجیبیہ علیمیہ میں بیعت کی سعادت حاصل ہوئی۔

جمیلِ ملّت حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی صابری مدّ ظلّہ العالی اور نبیرۂ اعلیٰ حضرت، حضرت علامہ مولانا محمد منان رضا خاں قادری برکاتی بریلوی عرف منانی میاں مدّ ظلّہ العالی وغیرہُما نے اجازت و خلافت سے نوازا۔

ازدواجی زندگی کا آغاز اور اولاد:

جمعرات، ۲۳؍ ذوالحجہ ۱۴۲۰ھ مطابق تیس (۳۰) مارچ ۲۰۰۰ء کو ازدواجی زندگی کا آغاز ہوا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے تین بیٹیوں (حُمیرا، اُمامہ، مریم) اور ایک بیٹے (محمد عُزیر احمد نورانی) سے نوازا۔ میری درخواست پر میرے پیر و مرشد قائدِ ملّتِ اسلامیہ حضرت امام شاہ احمد نورانی صدّیقی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلی بیٹی کا نام 'حُمیرا' رکھا۔ یہ چاروں بچے اُستاذ العلما جمیلِ ملّت حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی ضیائی چشتی صابری مدّ ظلّہ العالی سے شرفِ بیعت رکھتے ہیں۔

مختلف دینی اداروں سے وابستگی:

۱۹۹۵ء سے ۲۰۰۱ء تک، قائدِ اہلِ سنّت حضرت امام شاہ احمد نورانی صدّیقی رحمۃ اللہ علیہ کے تبلیغی ادارے ورلڈ اسلامک مشن پاکستان (کراچی) کی کچھ مطبوعات، جن میں پروفیسر سیّد شاہ فرید الحق رحمۃ اللہ علیہ کا انگریزی ترجمۂ کنز الایمان اور حضرت مبلغِ اعظم شاہ محمد عبد العلیم صدّیقی رحمۃ اللہ علیہ کی بعض کتب بھی شامل ہیں، کی پروف ریڈنگ اور تصحیح کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت قائدِ اہلِ سنّت اور پروفیسر سیّد شاہ فرید الحق صاحب یہ دونوں ہی بزرگ، الحمد للہ! اِس فقیر کی پروف ریڈنگ اور تصحیح پر مکمّل اعتماد فرمایا کرتے تھے۔ یکم جولائی ۲۰۰۶ء سے ۱۶؍ مارچ ۲۰۱۳ء تک ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا (کراچی) میں پروف ریڈر اور آفس سیکرٹری کی حیثیت سے خدمات انجام دیں؛ اس عہدے پر مجھے صدرِ ادارہ محترم صاحبزادہ سیّد وجاہت رسول قادری صاحب مدّ ظلّہ العالی نے متعین کیا تھا، اور اس کے بعد اگست ۲۰۱۳ء سے تاحال انجمن ضیائے

طیبہ (کراچی) سے منسلک ہوں۔ انجمن ضیائے طیبہ سے وابستگی سے چند روز قبل مسعودِ ملّت حضرت پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین حضرت صاحبزادہ ابو السرور محمد مسرور صاحب مدّ ظلّہ العالی نے ادارۂ مسعودیہ سے باقاعدہ منسلک ہونے کی پیش کش فرمائی تھی؛ لیکن، میں نے اُس وقت کسی مجبوری کی بنا پر، معذرت کرلی؛ البتہ مذکورۂ بالا اداروں کی طرح ادارۂ مسعودیہ سے بھی ہمیشہ سے قلبی وابستگی ضرور ہے اور ہمیشہ رہے گی۔

فہرستِ کتب و رسائل، ترجمہ و مقالات

اِس فقیر (ندیم احمد نَدیم نورانی) کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اب تک حسبِ ذیل کتب و رسائل اور ترجمہ و مقالات قلمبند کرنے کی توفیق سے نوازا ہے:

کتب و رسائل:

1۔ "فہرستِ رسائلِ فتاوٰی رضویّہ" مسمّٰی بہ اسمِ تاریخی ہجری "اَلْعَطَایَا النَّبَوِیَّۃ میں شامل رسالوں کے صحیح اَسما و اَلقاب" (۱۴۳۲ھ) وملقّب بہ لقبِ تاریخِ عیسوی "پاکیزہ پاکیزہ اسماءِ رسائلِ فتاوٰی رضویّہ" (۲۰۱۱ء)، مطبوعۂ وَ الضُّحٰی پبلی کیشنز، لاہور، ذو القعدہ ۱۴۳۳ھ / اکتوبر ۲۰۱۲ء (کُل صفحات: 208)

نوٹ: اس کتاب پر بیس جلیل القدر علما و مشائخ اور معروف شخصیات نے گراں قدر تقاریظ رقم فرمائیں ہیں۔

2۔ ”خلیفۂ امام احمد رضا۔۔ مبلغِ اسلام شاہ احمد مختار صدّیقی میرٹھی“ ملقّب بہ لقبِ تاریخِ عیسوی ”گُلِ چمنِ عبد الحکیم۔۔امام الدین احمد مختار صدّیقی“ (۲۰۱۳ء)، مطبوعۂ مکتبۂ علیمیہ، کراچی، حسبِ ارشاد و تعاون حضرت علّامہ جمیل احمد نعیمی ضیائی مد ظلہ العالی، جُمادَی الاُولیٰ ۱۴۳۴ھ / اپریل ۲۰۱۳ء (کُل صفحات: 80)۔

نوٹ: یہ مضمون اس سے پہلے ماہ نامہ ”معارفِ رضا“، کراچی میں مختصراً ۲۲ صفحات پر شائع ہوا تھا پھر 80 صفحات پر کتابی شکل میں شائع ہوا، اور اب اس پر مزید کام جاری ہے۔

3۔ مفتیِ اعظمِ ہند شاہ مظہر اللہ دہلوی (م ۱۳۸۶ھ / ۱۹۶۶ء) کے سفرِ پاکستان (۱۹۶۱ء / ۱۹۶۴ء)“ مسمّٰی بہ نامِ تاریخِ عیسوی ”سیّدی مظہر اللہ دہلوی۔۔ ہند سے پاکستان“ (۲۰۱۳ء) و ملقّب بہ لقبِ تاریخِ ہجری ”جنابِ مسعودِ ملّت کے والدِ ماجد کی پاکستان آمد“ (۱۴۳۴ھ)، بَاہتمام جانشینِ مسعودِ ملّت صاحبزادہ ابو السرور محمد مسرور احمد نقشبندی مد ظلہ، مطبوعۂ ادارۂ مظہرِ اسلام، لاہور، پیر، ۱۴؍ شعبان ۱۴۳۴ھ / ۲۴؍ جون ۲۰۱۳ء (کُل صفحات: 32)۔

4۔ ”جب جب تذکرۂ خجندی ہُوا“ (۲۰۱۴ء) (تاریخی نام ہے)، مطبوعۂ مکتبۂ نعیمیہ، دار العلوم نعیمیہ، فیڈرل بی ایریا، کراچی، بَاہتمام حضرت علّامہ مولانا جمیل احمد نعیمی ضیائی مد ظلہ العالی، ۵؍ ربیع الاوّل ۱۴۳۶ھ، اتوار، ۲۸؍ دسمبر ۲۰۱۴ء (کُل صفحات: 240)۔

5۔ ”حضرت عبد اللہ شاہ غازی قُدِّسَ سِرُّہٗ کے آبا و اَجداد اور فتاویٰ رضویہ“، مطبوعۂ انجمن ضیاءِ طیبہ، کراچی، نومبر ۲۰۱۵ء / صفر المظفر ۱۴۳۷ھ (کُل صفحات: 32)۔

6۔ ”مسعودِ ملّت کی سدا بہار یادیں“ (غیرِ مطبوعہ)۔

7۔ ”علامہ حاجی محمد بشیر صدّیقی کا سفرِ زندگی (۱۴۳۸ھ) ملقب بہ لقبِ تاریخی ”یک اَجلّ تحریر در حیاتِ بشیر“ (۲۰۱۷ء)

تراجم:

1۔ ”اسلامی نصب العین“ حضرت مبلغِ اعظم شاہ محمد عبد العلیم صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے انگریزی زبان میں ایک خطاب ”Islamic Ideal“ کا اُردو ترجمہ، اشاعتِ اوّل: شاہ احمد نورانی اکیڈمی، B-296، ناظم آباد نمبر ا، کراچی۔۔۔اشاعتِ دوم: مکتبۂ علیمیہ، کراچی، رجب المرجّب ۱۴۳۲ھ / جون ۲۰۱۱ء۔

نوٹ: یہ ترجمہ: ”انوارِ رضا“ کے ”مبلغِ اعظم شاہ عبد العلیم صدّیقی“ نمبر اور ماہ نامہ ”الاشرف“، کراچی میں بھی شائع ہو چکا ہے۔

2۔ “The Miraculousness of the Glorious Quran”

یہ ”قرآنِ مجید کا اعجاز“ مشمولۂ مقدّمۂ ”تبیان القرآن“ کا انگریزی ترجمہ ہے (غیرِ مطبوعہ)۔

3۔ حضرت بابُصَیل اور چند دیگر مشائخ کرام کے حالات کا انگریزی ترجمہ، جو حضرت صاحبزادہ سیّد وجاہت رسول قادری صاحب مدّ ظلہ العالی کی خواہش پر کیا۔(غیر مطبوعہ)

4۔ ”الوظیفة الکریمة“ کا انگریزی ترجمہ (غیرِ مطبوعہ)۔ یہ ترجمہ انجمن ضیائے طیبہ (کراچی) کے چیئرمین جناب سیّد محمد مبشر قادری صاحب کی فرمائش و خواہش پر کیا گیا اور اِنْ شَآءَ اللہُ تَعَالٰی انجمن ضیائے طیبہ سے عنقریب شائع ہوگا۔

تخریج و حواشی بر:

خطابِ حضرت مبلغِ اعظم علّامہ شاہ محمد عبد العلیم صدّیقی رحمۃ اللہ علیہ، بہ عنوان: ”ولادت وسیرتِ مصطفیٰ ﷺ“، مع تقدیم حضرت علّامہ جمیل احمد نعیمی دامت برکاتہم العالیة، مطبوعہ ورلڈ اسلامک مشن پاکستان (ٹرسٹ)، باہتمام جانشینِ قائدِ ملّتِ اسلامیہ صاحبزادہ حضرت علّامہ شاہ محمد انس نورانی صدّیقی صاحب مدّ ظلّہ العالی، شوّال المکرّم ۱۴۳۲ھ / ستمبر ۲۰۱۱ء (کُل صفحات: 48)۔

مقالات:

1۔ اعلیٰ حضرت کا ایک رسالہ ”اَلْحِلْيَةُ الْاَسْمَآءُ لِحُکْمِ بَعْضِ الْاَسْمَآءِ“، مشمولہ ماہ نامہ ”معارفِ رضا“، کراچی، اکتوبر ۲۰۱۰ء، ص 32 تا ۳۹۔

2۔ ”میرے اُستاد حضرتِ راغب“، مشمولہ مجلّہ ”راغب مرادآبادی اہلِ قلم کی نظر میں“ (ص)، شائع کردہ راغب مرادآبادی اکیڈمی، فیڈرل بی ایریا، کراچی، جنوری ۲۰۱۲ء۔

3۔ ”فیضِ ملّت کی یادیں“، مشمولہ مجلّہ ”یادگارِ فیضِ ملّت“، یہ مجلّہ جناب محمد مقصود حسین قادری نوشاہی اُویسی صاحب نے حضرت علّامہ مولانا محمد فیض احمد اُویسی رحمۃ اللہ علیہ کے چہلم شریف کے موقع پر شائع کیا تھا۔

4۔ ”آسماں کو چھو رہی ہے رفعتِ عبد العلیم“ یہ مضمون (مقالہ) پاک و ہند کے رسائل میں شائع ہوچکا ہے۔

5۔ ”مختصر تعارف مبلغِ اعظم شاہ عبد العلیم صدّیقی“۔ یہ مضمون انجمن ضیائے طیبہ کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔

6۔ ”قائدِ اہلِ سنّت امام شاہ احمد نورانی آستانۂ مظہری پر“، مشمولہ ماہ نامہ ”المظہر“ (مفتیِ اعظم نمبر)، کراچی، شعبان المعظّم ۱۴۳۶ھ۔

7۔ ”حضرت مسلم بخش بی اے“، یہ مضمون حضرت جمیلِ ملّت کے حکم پر لکھا تھا، جو مناسب وقت پر طبع ہوگا۔

8۔ ”بارہ ربیع الاوّل وفاتِ نبی ﷺ نہیں“ اس موضوع پر ایک مضمون دینِ مبین کی ویب سائٹ پر ہے۔

منظومات:

حمد، نعت، مناقب، مناجات، قطعاتِ تاریخی وغیرہ پاک و ہند کے کئی رسائل میں شائع اور انجمن ضیائے طیبہ (کراچی) سمیت کچھ ویب سائٹس پر موجود ہیں۔

۞.۞.۞.۞.۞.۞.۞

قائدِ ملّتِ اسلامیہ حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمۃ کی طرف سے دلائل الخیرات کی سندِ اجازت:

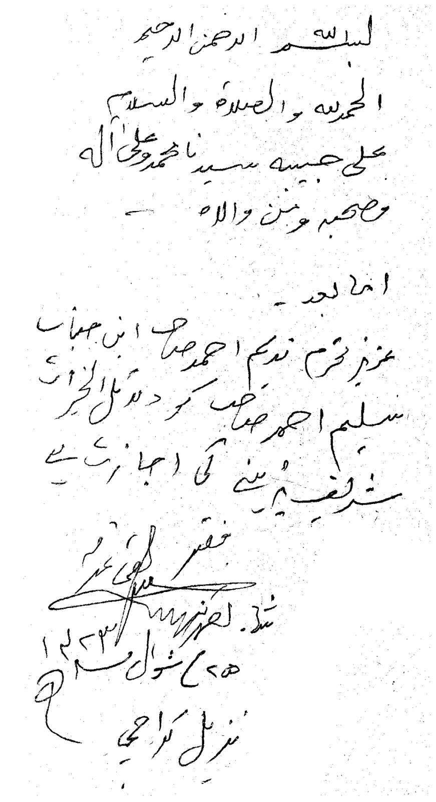

پیر، ۲۵ر شوّال المکرم ۱۴۲۳ھ مطابق ۳۰ر دسمبر ۲۰۰۲ء کو بیت الرضوان، کلفٹن کراچی میں سیّدی و مرشدی حضرت قائدِ ملّتِ اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدّیقی علیہ الرحمۃ نے مجھ فقیر ندیم احمد ندیم نورانی کو دلائل الخیرات شریف کی تحریری اجازت عطا فرمائی۔ آپ کے بعد جمیلِ ملّت حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی ضیائی، حضرت علامہ محمد منشا تابش قصوری (مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور) اور ڈاکٹر علامہ محمد اشرف الاشرفی الجیلانی (سجادہ نشیں درگاہِ اشرفیہ، فردوس کالونی، کراچی) نے بھی اس فقیر کو دلائل الخیرات کی تحریری اجازت سے نوازا۔

خلیفۂ مفتیِ اعظم ہند حضرت علامہ مولانا سیّد محمد عارف رضوی مدظلہ العالی (سابق شیخ الحدیث دار العلوم منظرِ اسلام، بریلی):

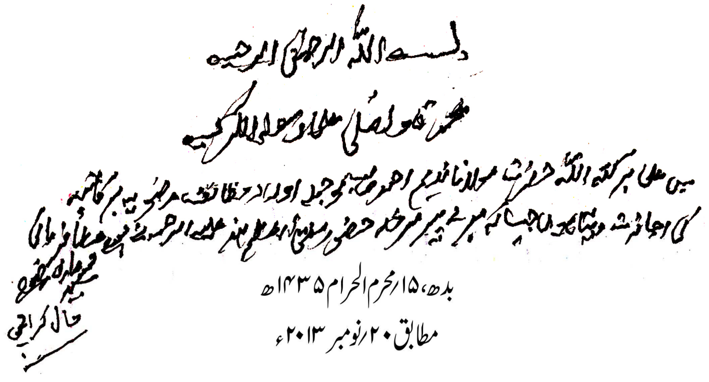

ماہرِ رضویات حضرت پروفیسر ڈاکٹر علامہ محمد مسعود احمد نقشبندی علیہ الرحمۃ:

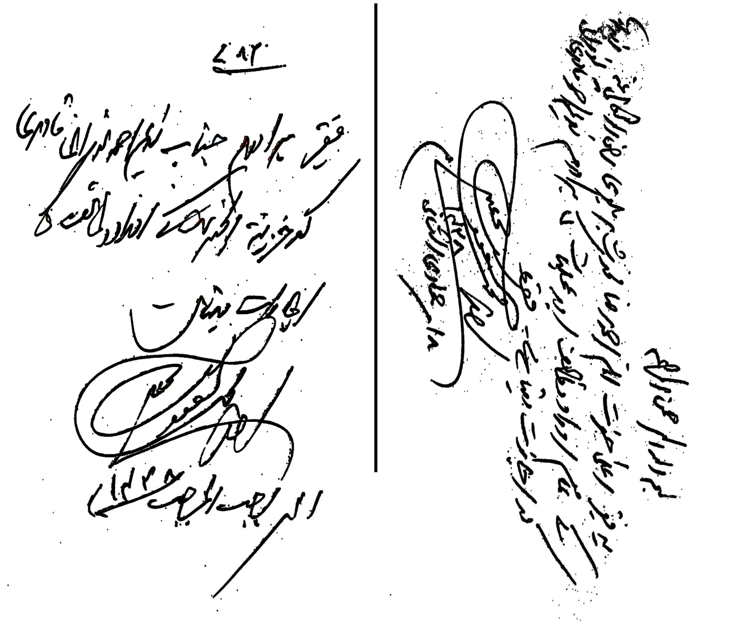

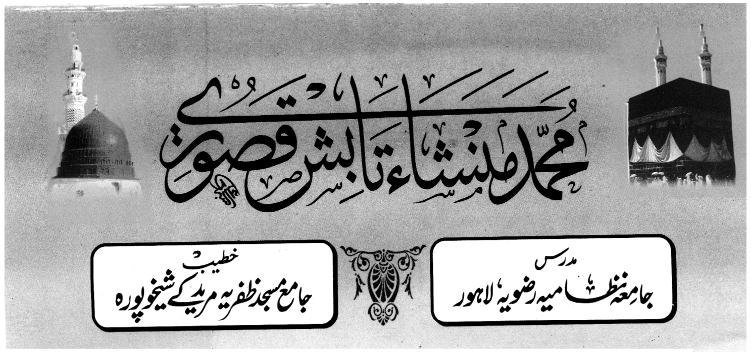

عزیز القدر حضرت مولانا ندیم احمد ندیم قادری نورانی رضوی اشرفی زید مجدہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مزاج گرامی:

شجرہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں آپ کے محبت بھرے اشعار سے مسرور ہوا۔ آپ تو بڑے پختہ، زود نویس اسلامی شاعر ہیں استاذ گرامی حضرت مولانا ضیاء القادری بدایونی علیہ الرحمۃ نے اپنے ایک مکتوب گرامی نواز میں راقم السطور سے فرمایا، عالم کی فطرت میں شاعری ہے۔ اس طرف آپ بھی توجہ دیں اور جو کچھ منظوم لکھیں میری طرف بھیج دیا کریں بعد از اصلاح لوٹا دیا کروں گا، چنانچہ ان کی نظر کیمیا اثر سے بات بن گئی۔

آپ حمد و نعت اور مناقب اولیاء کرام کی طرف توجہ فرمائیے ان شاء اللہ خوب لکھا کریں گے۔ تخلص تو آپ نے ندیم بنا لیا ہے اب اس سے دوستی کریں اور پورا پورا فائدہ اٹھائیے۔ اللہ تعالیٰ جل وعلا ہر مقصد کو بار آور فرمائے آمین ثم آمین

باقی حالات لائق صد شکر ہیں

والسلام مع الاکرام

حررہ الفقیر - محمد منشا تابش قصوری، مریدکے
مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور پاکستان

محمد منشا تابش قصوری
مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ☆ خطیب مریدکے پاکستان

۱۵ مارچ ۲۰۱۲ء
یوم الخمیس (جمعرات)

منقبت درشانِ حضرت محمد وصی احمد محدّث سورتی پیلی بھیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(فکرِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمۃ کی روشنی میں)

حضرت محدث سورتی کے صد سالہ عرس (جُمادیٰ الاولیٰ ۱۴۳۴ھ) کے موقع پر

کلام: ندیم احمد ندیم نورانی

وصی احمد محدّث سورتی کنزِ کرامت[1] ہیں
وہ معیارِ ولایت ہی نہیں، فخرِ ولایت ہیں

وصی عالِم بہ فضلِ عالِمِ غیب و شہادت ہیں
وہ بحرِ علم و حکمت وارثِ علم نبوّت ہیں

وصی احمد بہارِ گلشنِ رشد و ہدایت ہیں
بلائے زہرِ عصیاں کے لیے تریاقِ رحمت ہیں

امام احمد رضا خاں نے کہا جن کو حبیب[2] اپنا
وصی احمد وہی یارِ امامِ اہلِ سنّت[3] ہیں

کوئی طوفان جس کو حق سے جنبش دے نہیں پایا
محدّث سورتی بے شک وہ کوہِ استقامت[4] ہیں

محدّث سورتی کے عرسِ صد سالہ کی رونق سے
نظر میں تازگی ہے اور نظارے خوب صورت ہیں

---

1 حاشیہ نمبر 1 تا 4 ذیل میں اکٹھے دیے گئے ہیں، نمبر 4 سے ملاحظہ فرمائیں۔

2

3

4 اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت مجددِ دین وملّت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "المعتقد المنتقد" کے حاشیہ "المستند المعتمد" میں تحریر فرماتے ہیں:

"وَالْفَاضِلُ الْکَامِلُ جَبَلُ الْاِسْتِقَامَۃِ کَنْزُ الْکَرَامَۃِ صَدِیْقُنَا وَ حَبِیْبُنَا مَوْلَانَا الْمَوْلَوِیُّ مُحَمَّدٌ وَصِیُّ اَحْمَدُ الْحَنَفِیُّ الْمُحَدِّثُ السُّوْرَتِیُّ۔۔۔"

ترجمہ: "فاضلِ کامل، جبلِ استقامت (یعنی کوہِ استقامت یا استقامت کا پہاڑ)، کنزِ کرامت (کرامت کا خزانہ) ہمارے صَدیق (دوست، یار) اور ہمارے حبیب (محبوب) مولانا مولوی محمد وصی احمد حنفی محدّث سورتی۔۔۔"

تلامیذِ وصی بھی رہبرِ شرع و طریقت ہیں — کوئی قطبِ مدینہ اور کوئی صدرِ شریعت ہیں
محدّث سورتی کا تذکرہ لکھ کر کیا احساں — رضی حیدر، مصنّف[5]، محسنِ اہلِ عقیدت ہیں

محبانِ وصی احمد کی سانسیں جن سے مہکیں گی
یہ اَشعارِ نَدیم احمد وہ گل ہائے محبّت ہیں

اِس سے پہلے یہ منقبت مع حواشی ماہ نامہ "اعلیٰ حضرت" بریلی کے اکتوبر ۲۰۱۳ء میں شائع ہو چکی ہے، جسے ملاحظہ فرما کر، **محترم جناب خواجہ رضی حیدر صاحب** نے حسبِ ذیل تاثرات رقم فرمائے:

الحمد للہ، برادرم ندیم احمد نَدیم قادری نورانی کی منقبت در شانِ حضرت محدث سورتی نظر نواز ہوئی۔ ندیم صاحب تذکرہ اور سوانح کے آدمی ہونے کے ساتھ ایک باکمال شاعر بھی ہیں، جس کا اندازہ اس سے قبل مجھ کو نہیں تھا۔ میں اُن کے علم، عمر، درجات اور صحت کے لئے دعا گو ہوں۔ خاکِ پائے محدث سورتی علیہ الرحمۃ۔

خواجہ رضی حیدر، ۲۵؍مارچ ۲۰۱۴ء

---

5 **محترم جناب خواجہ رضی حیدر صاحب** زِیْدَ مَجْدُہٗ حضرت علامہ محمد وصی احمد محدّث سورتی پیلی بھیتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پر پوتے ہیں۔ آپ ایک معروف ادیب و شاعر ہیں؛ کئی کتابوں کے مصنّف ہیں؛ قائدِ اعظم اکیڈمی، کراچی سے بھی وابستہ رہے ہیں۔ آپ نے اپنے پر دادا حضرت محدّث سورتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالات پر "تذکرہ محدّث سورتی" کے نام سے ایک کتاب تصنیف فرمائی، جو حضرت محدّث سورتی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے ایک بہت معروف و مقبول بنیادی ماخذ ہے۔ محترم خواجہ رضی حیدر صاحب اِس فقیر پر نہایت شفقت فرماتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ آپ کا سایہ ہمارے سروں پر دراز فرمائے، آپ سے آپ کے اسلاف کی ارواح کو ہمیشہ شاداں و فرحاں رکھے اور جو محبّت ہمیں حضرت محدّث سورتی علیہ الرحمۃ سمیت، اللہ کے تمام محبوبین سے ہے اس میں ہمیشہ اضافہ فرماتا رہے۔ آمین ثمّ آمین بجاہ سیّد المرسلین ﷺ! (ندیم احمد نَدیم نورانی) (منگل، ۱۷؍رجب المرجب ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۸؍مئی ۲۰۱۳ء)

اُستاذ الشعرا جناب رؔاغب مراد آبادی صاحب مرحوم:

خدا کے فضل سے، راغبؔ! ندیم احمد ہیں نورانی
ہے ان کی شکل و صورت سے عیاں شانِ مسلمانی

راغب مرادآبادی ۱۳؍جولائی ۲۰۰۸ء

میں اللہ جَلَّ شَانُہٗ کا شکر ادا کرنے سے قاصر ہوں کہ ندیم احمد بن سلیم احمد اپنا کلام مجھ ایسے طالب علم اور ہیچ مدان کو بنظرِ اصلاح دکھاتے ہیں۔

راغب مرادآبادی ۱۶؍اکتوبر ۲۰۰۹ء

اشعار، ندیم! آپ کے پڑھ کر ہوا دل شاد
راغبؔ سے تو شعر ایسے کہے جاتے نہیں

راغب ۲۹؍اپریل ۲۰۰۹ء

۵/ذوالحجہ ۱۴۱۸ھ مطابق ۳/اپریل ۱۹۹۸ء کو جامع مسجد غوثیہ (گلبرگ، فیڈرل بی ایریا، بلاک 17، کراچی)، میں نمازِ جمعہ ادا کرنے کے بعد حضرت امام شاہ احمد نورانی صدّیقی علیہ الرحمۃ تشریف لے جارہے ہیں۔ حضرت کے دائیں شانۂ مبارک کے پیچھے اِس فقیر (ندیم احمد ندیم نورانی) کا صرف چہرہ نظر آرہاہے۔ میرے سسرِ محترم رشید احمد صاحب کے قریبی دوست سیّد ارشاد علی علیہ الرحمۃ، جو اُس وقت کے جمعیت علمائے پاکستان کے صوبائی صدر (سندھ) تھے، گاڑی کا دروازہ کھول رہے ہیں۔ واضح رہے کہ اِس فقیر نے اُسی شبِ جمعہ کو حضرت کے دولت کدے (ماسٹر ہاؤس، صدر، کراچی) پر حضرت سے شرفِ بیعت حاصل کیا تھا۔

بسم الله الرحمن الرحيم

رب العالمين

رحمة للعالمين

سند الفراغ من دورة تفسير القرآن

تحت الاهتمام: حضرت حسّان نعت کونسل باكستان (ترست) الرقم ۱/۵۷-اي، الكراتشي الشمالي التليفون ۶۹۰۹۹۴۲

في مقام: المسجد البلال الرقم الرسي ۳-آدم تاؤن، الكراتشي الشمالي-

الحمد لله الواحد مرسل الكلام الاحد الصمد والسّلام وما معه على رسوله ارسل الى الاحمر
والاسود وعلى اله ورهطه ودود الودود الاوحد اما بعد فيقول العبد الضعيف ابو الصالح
محمد فيض احمد الاويسي غفرله ربّه القوى بحبيبه النّبي الامّي صلّى الله عليه وسلّم
انّ الاخ الصالح المولوى نديم احمد نوراني بن سليم احمد المتوطن كراتشي

قرأ على تفسير القرآن فطلبني سنده فاجزته على بركة الله ثم على بركة رسوله جل جلاله و
صلّى الله عليه وسلّم كما اجازني العلّامة المحدث الاعظم الحاج مولانا ابو الفضل محمّد سردار احمد
القادري الرضوي شيخ الحديث قدّس سرّه وسنده معروف متصل الى سيّدنا محمّد رسول الله
صلّى الله عليه وسلّم ورسول الله صلّى الله عليه وسلّم اخذ القرآن عن الرسول الكريم الامين
سيّدنا جبريل عليه السلام وهو اخذ القرآن العظيم عن الله الكريم الرؤف الرحيم جل جلاله
واوصيه بعض النواجذ على مذهب اهل السنة والجماعة واجتناب اهل البدعة والشناعة من
الفرق الضالة المضلّة واوصيه ان لا ينساني من دعائه الصالح بالعفو والعافية في الدّين والدّنيا
والاخرة وانا داع له لذالك والحمد لله المالك والصّلوة والسلام على سيد المرسلين خاتم
النّبيين سيدنا محمّد واله وحزبه واوليائه ملّته وعلماء شريعته اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين
وكان ذالك في سنة ۱۴۲۰ من هجرة شفيع المحشر المؤيّد بالنصر صلّى الله عليه وسلّم
واله وصحبه وحزبه وسلّم قال بفمه وامر برقمه

توقيع المدرس ــــــــ شهادة العلماء الحاضرين

فیضِ ملّت مفسرِ قرآن علامہ محمد فیض احمد اُویسی علیہ الرحمۃ کی طرف سے دورۂ تفسیر القرآن سے فراغت کی سند۔ اس سند پر علامہ فیض احمد اویسی کے علاوہ، قائدِ ملّتِ اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی، رئیس القلم علامہ ارشد القادری، مفسرِ قرآن علامہ غلام رسول سعیدی، شہنشاہِ خطابت علامہ سیّد شاہ تراب الحق قادری (علیہم الرحمۃ)، جمیلِ ملّت علامہ جمیل احمد نعیمی مدظلہ العالی وغیرہم کے دستخط موجود ہیں۔

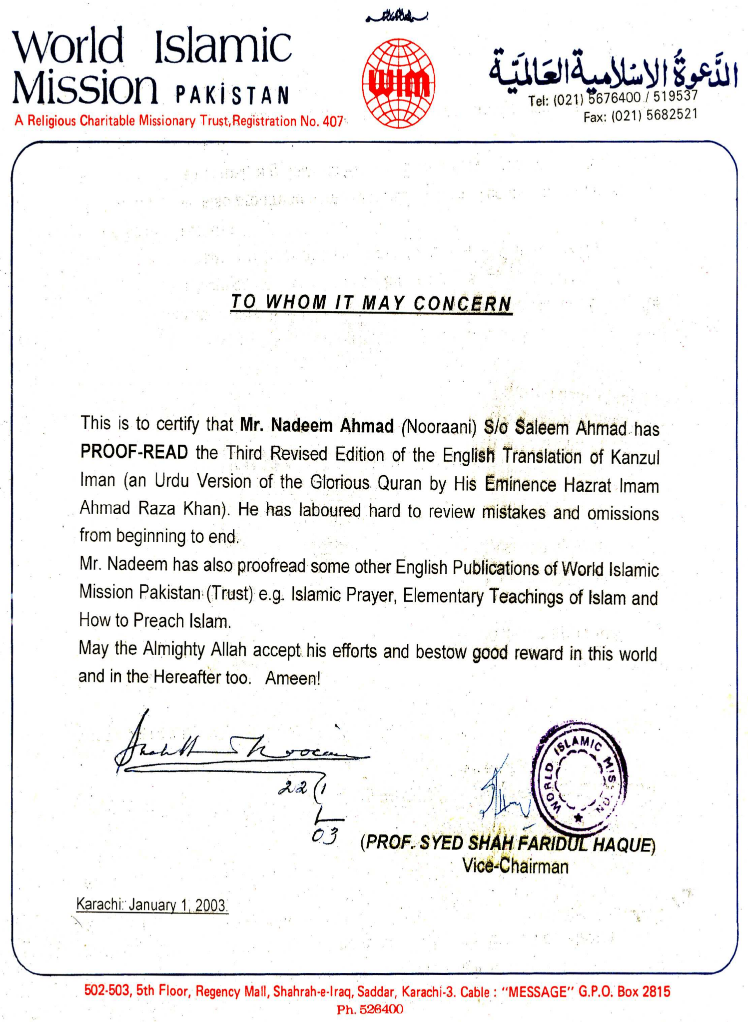

World Islamic Mission PAKISTAN
A Religious Charitable Missionary Trust, Registration No. 407

الدعوة الاسلامية العالمية
Tel: (021) 5676400 / 519537
Fax: (021) 5682521

TO WHOM IT MAY CONCERN

This is to certify that **Mr. Nadeem Ahmad** (Nooraani) S/o Saleem Ahmad has **PROOF-READ** the Third Revised Edition of the English Translation of Kanzul Iman (an Urdu Version of the Glorious Quran by His Eminence Hazrat Imam Ahmad Raza Khan). He has laboured hard to review mistakes and omissions from beginning to end.

Mr. Nadeem has also proofread some other English Publications of World Islamic Mission Pakistan (Trust) e.g. Islamic Prayer, Elementary Teachings of Islam and How to Preach Islam.

May the Almighty Allah accept his efforts and bestow good reward in this world and in the Hereafter too. Ameen!

22/1/03

(PROF. SYED SHAH FARIDUL HAQUE)
Vice-Chairman

WORLD ISLAMIC MISSION

Karachi: January 1, 2003

502-503, 5th Floor, Regency Mall, Shahrah-e-Iraq, Saddar, Karachi-3. Cable : "MESSAGE" G.P.O. Box 2815
Ph. 526400

سیّد شاہ فرید الحق صاحب نے ترجمہ قرآن کنزالایمان کا انگریزی ترجمہ کیا تھا، اُس کے تیسرے ایڈیشن سمیت ورلڈ اسلامک مشن (پاکستان) کی بعض اور مطبوعات کی پروف خوانی (Proofreading) اور تصحیح کرنے پر اِس فقیر ندیم احمد ندیم نورانی کو یہ سند عطا کی گئی۔ دائیں جانب مہر کے پاس پروفیسر شاہ فرید الحق صاحب، جب کہ بائیں جانب حضرت امام شاہ احمد نورانی صدّیقی علیہما الرحمۃ کے دستخط ہیں۔

محسنِ ملّت حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی مدظلہ العالی
احقر (ندیم احمد ندیمؔ نورانی) کو سندِ خلافت و اجازت عطا فرما رہے ہیں۔

جانشین قائدِ ملّت اسلامیہ، چیئرمین ورلڈ اسلامک مشن (پاکستان) حضرت علامہ محمد شاہ اُویس نورانی صدیقی مدظلہ العالی اس فقیر (ندیم احمد ندیمؔ نورانی) کو تقریظ عطا فرما رہے ہیں، جو انہوں نے کتاب ”علامہ حافظ محمد بشیر صدیقی کا سفرِ زندگی“ پر لکھی ہے۔

ألإجازة لسند الجميل

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله الذي هدانا إلى طريق أهل السنّة والجماعة بفضله العظيم

والصلاة والسلام على سيّدنا محمد الذي كان على خلق عظيم وعلى آله الطيّبين الطاهرين وأصحابه المعظمين المكرمين الداعين إلى صراط مستقيم۔

أما بعد فيقول العبد العليل المحتاج إلى ربه الجليل: ان الأخ الصالح الفاضل الجليل **نديم أحمد نديّم النّوراني بن سليم أحمد (العطّاري)** طلب منّي الإجازة في العلوم الدينيّة وكان ذلك لحسن ظنّه بهذا العبد الضعيف وإلا وهو أفضل منّي علمًا وعملًا واتقاءً وهديًا فأجبته إسعافًا لماموله أجزته إجازةً عامّة بما يصحّ لي روايته ودرايته بالشروط عند أهل العلم والعمل من منقول ومعقول و فروع وأصول من التفسير والحديث وأوراد الصوفيّة الصافية وسلاسل أولياء الكبار رضوان الله تعالى عليهم أجمعين، كما أجازني مشائخي الكرام رزقهم الله تعالى وايّاي على نعمآئه الدنيا والآخرة۔ إنّ هذا أخي العزيز بعلمه وتقواه هو ماهر في العلوم الإسلامية والفنون الأدبيّة مع ذلك يريد تحصيل النّسبة القآئمة بين المشائخ العظام ورسول الأنام ﷺ فأجزته راجيًا من الله سبحانه وتعالى أن يضع هذا العمل في صحيفة أعمالي إلى يوم القيام وأسأل سبحانه أن يوفّقه للأعمال الصالحة ونشر العلوم الإسلاميّة وترويج حقآئقها ومعارفها وهو الموفّق والمعين بحرمة سيّد المرسلين والحمد لله ربّ العالمين۔

العبد الضعيف

مولانا جميل احمد نعیمی — ناظم تعلیمات — دار العلوم نعیمیہ کراچی

جميل أحمد النعيمي الضيائي الجشتي الصابري غفرله

أستاذ الحديث و ناظم التعليمات دار العلوم النعيميّة

بلاک ۱۵، فیدرل 'بي' ایریا، کراتشي

تاريخ الإصدار:

۳ جمادی الاولی ۱۴۳۶ھ

۲۳ فبراير ۲۰۱۵م

جمیلِ ملّت حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی ضیائی مدظلہ العالی کی طرف سے احقر (ندیم احمد نؔدیم نورانی) کو عطا کی گئی سندِ اجازت و خلافت

بسم الله الرحمن الرحيم

اَللّٰهُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰى عَلَيهِ وَسَلَّمَا — نَحنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلّٰى عَلَيهِ وَسَلَّمَا

سَنَدُ الاِجَازَةِ

نَحمُدُهٗ وَ نُصَلِّی عَلیٰ رَسُوْلِهِ الْکَرِیمِ اَلحَمدُ لِلّٰهِ العَلِیِّ الْاَعْلٰی وَکَفٰی وَ الصَّلوٰة الابهیٰ وَ السَّلام الاسنی الاوفی عَلیٰ عِبَادِهِ الّذین اصطفیٰ خُصُوصاً عَلیٰ حَبِیبِهٖ سیّدنا محمّدن المُصطفیٰ نَبِیّه المُجتَبیٰ رَسُوله المُرتضیٰ و عَلیٰ اٰله وَ محبیّه اولی الصّدق وَ الصَّفَا لَا سیّما الاربعة الخُلفآء وَ عَلیٰ جَمِیع التَّابعِینَ وَ جَمِیعِ ائمّة الدِّین وَ الاولِیَآءِ العرفَآءِ، لا سِیما الامَام الاعظم وَ الهمَام الافخم ابی حَنِیفَة کاشف الغُمَّة امام ائمَّة الشرِیعة الغُرّاء وَ الغوث الاعظم الغیَاث الاکرم سَیّدنَا ابی محمَّد محیّ الدّین وَ المِلّة البَیضَآءِ سَیّدنا الشیخ عَبد القادر الجیلانی رضوان اللّٰه تَعالیٰ عَلَیهِ وَ عَلیٰ جَمِیع الصُّلحَآء اهالی الوفَآء ثُمّ عَلَینا اِلیٰ یَوم الجزآءِ امَّا بَعدُ! فقَدُ التمسَ منّی عَزِیزی ندیم احمد ندیم نورانی بن سلیم احمد اجازة السّلسلة العَلیة العَالِیَّة القادریّة البَرکاتیة الرّضوِیّة المُبارَکَة وَاجازة الاوفاقِ وَالاعمالِ وَ الاذکارِ وَ الاشغال فَاجزته عَلیٰ برکة اللّٰه تَعالیٰ ذِی الجَلَال ثم عَلیٰ برکة رَسُولِهِ الاعلیٰ صاحب الجَمال جل جَلَالهُ وَعَمّ نواله عَلَیه الصَّلوة وَ التّحیّة وَالثنآء کَمَا اجازنی شیخی وَسَندی و کنزی وَ ذُخری لِیومی وَ غدی جَدی المفتی الاعظم مولانا مُصطفیٰ رَضَا القَادری قُدس سِرّہٖ وَاجازه حَضرة نور العَارفِین قُدوَة الوَاصلِین خَاتم الکُبراءِ مَولَانا الشَّاهُ ابُو الحُسَین اَحمد نُوری میاں صاحب وَ شَیخ الاِسلَام وَ المُسلمِین رَاسُ المحَقِّقِین مجدّدُ الملة و الدین امام اَهل السُّنه قامِعُ الفِتنة سَیّدی وَ سَندی جدی الکریم الشّیخ مَولَانَا الشَّاه اَعلیٰ حَضرت امَام احمد رَضا رَضِیَ اللّٰه تَعالیٰ عَنهُمَا وَ امطر شابیب الرَّحمةِ وَ الرّضوَان علیهما وَاوصیه بحِمَایة السُّنَن السُّنِّیَّةِ وَ نِکَایَةِ الفِتَن الدنیّةِ وَ اکتسابِ الحسنات وَ اجتناب البدعاتِ الغَیر المرضیَّة بارَکَ اللّٰهُ لَنا وَ لَهٗ وَ حقق املی وَ امله وَ اصلح لِی عَملی و عَمله امِین امِین بِرَحمتِك یَارحم الرَّاحِمِین قَالَ بفمِهٖ وَ امر برقمهٖ۔

شهزاده اعلیٰ حضرت

مجاهد اعظم دین و ملت

محمد منان رضا خاں قادری

آستانه عالیه قادریه برکاتیه رضویه،

سوداگران، بریلی شریف

نبیرۂ اعلیٰ حضرت حضور علامہ محمد منان رضا خاں قادری عرف منانی میاں مدظلہ العالی کی طرف سے احقر (ندیم احمد نؔدیم نورانی) کو عطا کی گئی سندِ اجازت و خلافت

جمیلِ ملت حضرت علامہ مولانا مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ
اتوار، ۱۲ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۸ھ مطابق 12 مارچ 2017ء کو محمد نعمت اللہ نورانی کے غریب خانے (ناظم آباد نمبر 1، کراچی) پر تشریف لائے۔
اس موقع پر کھینچی گئی تصاویر میں حضرت صاحب اور میزبان اور ان کا صاحبزادہ اور ان کا بیٹا محمد عزیر نورانی چشتی صاحب بھی موجود ہے۔

محمد شراکرام، جنہوں نے "علامہ حاجی محمد بشیر صدیقیؒ کا سفرِ زندگی" کے سرورق (Title)
سمیت، اس کتاب پر گرافکس ڈیزائننگ کے دیگر کام بھی سرانجام دیے ہیں، جمیلِ ملت
حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی مدظلہ العالی سے مصافحہ کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

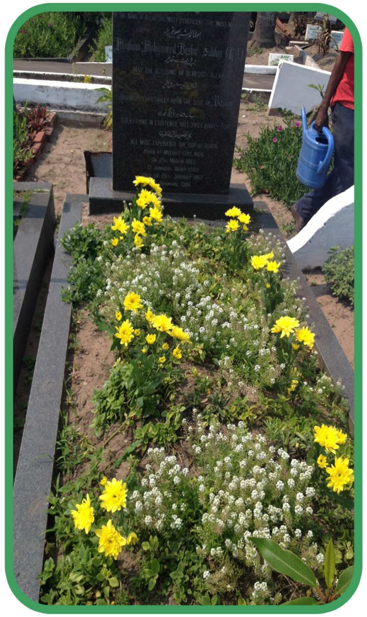

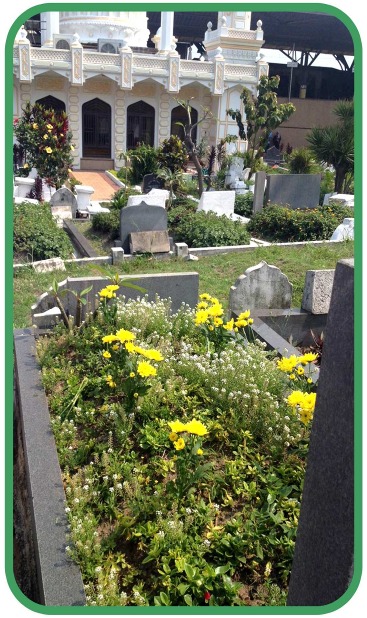

ڈربن سٹی سینٹر جنوبی افریقہ میں واقع
حضرت شیخ احمد بادشاہ پیر القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے
مزار شریف کے سامنے
حضرت علامہ محمد بشیر صدیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی
قبر شریف کی تصاویر

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ○

نَحۡمَدُ اللّٰهَ الۡعَظِیۡمِ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ○

عرضِ مصنّف (کلماتِ تشکر)

خالقِ کائنات اللہ تبارک وتعالیٰ کا بے پایاں فضل وکرم اور شکر ہے کہ اُس نے اپنے اِس گنہ گار وسیہ کار بندے (ندیم نورانی) کے دل میں اپنے عبادِ صالحین کی محبت پیدا فرمائی؛ اپنے محبوبین کے دامن سے وابستہ فرمایا؛ اپنے حبیبِ لبیب رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا اُمّتی بنایا؛ بہ صورتِ بیعت، قائدِ ملّتِ اسلامیہ مبلغِ اسلام حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ ایسی صاحبِ فضل وکمال، اور اپنے وقت کی بے مثال تاریخ ساز شخصیت وروحانی ہستی کے دامن سے وابستہ فرمایا اور اپنے برگزیدہ بندوں پر لکھنے کا نہ صرف ذوق وشوق عطا فرمایا، بلکہ اُن کے متعلق کچھ قلمی خدمات کی توفیق سے بھی نوازا۔

حضرت علّامہ مولانا محمد بشیر صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالاتِ زندگی پر مشتمل، پیشِ نظر کتاب بھی اُسی کی توفیقِ رفیق سے لکھی گئی اور پایۂ تکمیل کو پہنچی ہے۔ اِس کتاب کا ہم نے ایک تاریخی نام رکھا:

"علامہ حاجی محمد بشیر صدّیقی کا سفرِ زندگی" (۱۴۳۸ھ)

نیز، اسے حسبِ ذیل تاریخی لقب بھی دیا:

"یک اَعلیٰ تحریر درحیاتِ بشیر" (۲۰۱۷ء)۔

خالق کے شکر کے بعد ہم پر اُس کی مخلوق کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری ہے کہ حدیثِ نبوی ﷺ ہے:

"مَنۡ لَّمۡ یَشۡکُرِ النَّاسَ لَمۡ یَشۡکُرِ اللّٰهَ" یعنی جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا، اُس نے اللہ کا شکر ادا نہیں کیا۔ (ترمذی شریف)

لہٰذا، اِس حدیثِ پاک پر عمل کرتے ہوئے، یہ فقیر سب سے پہلے حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی مدّ ظلہ العالی کا نہایت ممنون ومتشکر ہے کہ آپ نے اس کتاب کے لیے مجھے متحرک رکھ کر اور اِس کی اشاعت کا اہتمام فرما کر، جہاں اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے حسبِ عادت محبت کا ثبوت دیا ہے؛ وہیں ہمیشہ کی طرح، حضرت قائدِ ملّتِ اسلامیہ امام شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ سے اپنی دیرینہ رفاقت کا حق بھی ادا کیا ہے۔ مزید یہ کہ اس پر تقدیم بھی رقم فرمائی۔

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اطہر نعیمی صاحب مدّ ظلہ العالی کا بھی ممنون ومتشکر ہوں کہ انھوں نے اس کتاب پر تہنیتی ودعائیہ کلمات اور تاثرات کے ساتھ اپنی یادداشت کی روشنی میں کچھ معلوماتی تحریر سے بھی نوازا، جسے ہم نے کتاب کے متن اور حواشی پر، اُن ہی کے حوالے سے ذکر بھی کر دیا ہے۔

جانشینِ قائدِ ملّتِ اسلامیہ، حضرت علامہ مولانا شاہ محمد انس نورانی صدیقی صاحب مدّ ظلہ العالی نے اپنے تحریری تاثرات میں اِس فقیر کو مبارکباد اور دعائیہ کلمات سے نوازا؛ نیز آپ نے ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم صاحب کی کتاب "تذکرۂ

خانوادۂ علیمیہ" کی فوٹو کاپی کرواکر عنایت فرمائی، جس میں سے ہم نے ایک مکتوب اور چند اشعار حوالے کے ساتھ اپنی اِس کتاب میں شامل کرلئے ہیں۔ علاوہ ازیں، آپ نے میرے استفسار پر، اپنی تاریخِ ولادت (۷؍ اگست ۱۹۶۶ء)، اپنی بہنوں کے ماہ و سال ہائے ولادت، اپنے بھانجے، بھانجیوں، بھتیجے اور بھتیجیوں کے نام ترتیبِ ولادت کے اعتبار سے بتائے؛ نیز، اپنے والدِ ماجد یعنی حضرت سیّدی امام شاہ احمد نورانی صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نانا، نانی اور دامادوں کے مکمل نام بھی بتائے۔ ان سب عنایتوں کے لئے میں آپ کا بے حد ممنون و شکر گزار ہوں۔

حضرت علّامہ سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی صاحب دامت برکاتہم العالیۃ اکثر ڈربن (ساؤتھ افریقہ) تشریف لے جاتے رہتے ہیں، جہاں اُن کی ملاقات حضرت علّامہ محمد بشیر صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خاندان کے قریبی افراد سے (خاص طور پر حضرت علّامہ بشیر صدّیقی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی منیرہ قاضی صاحبہ اور داماد حضرت غلام محی الدین معین قاضی صاحب سے) بھی ہوتی رہتی ہے، جس کی بہ دولت آپ نے حضرت جمیلِ ملّت مدّ ظلہ العالی کی خواہش پر میری اِس کتاب کے لئے، ایک مضمون: "جنوبی افریقہ میں صدّیقی علما و مشائخ" قلم بند کیا، جو حضرت جمیلِ ملّت کے دستِ مبارک سے مجھے موصول ہوا۔ اے فور سائز (A-4) کے اس چار صفحاتی مضمون میں جنوبی افریقہ سے تعلق رکھنے والے جہاں کچھ اور علما و مشائخ کے اَحوال مذکور ہیں، وہیں اُس میں حضرت علّامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ اور اُن کی اولاد سے متعلق بھی کچھ اہم معلومات درج ہیں۔

ہم نے اُن کے مضمون سے بھی استفادہ کرتے ہوئے، اپنے موضوع سے متعلق معلومات کو حوالوں کے ساتھ اِس کتاب میں شامل کرلیا ہے۔ میں اس مضمون کے لئے بھی حضرت علامہ ہمدانی صاحب کا شکر گزار ہوں اور آپ کے اس تعاون کے لئے بھی دل کی اتھاہ گہرائیوں سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جنوبی افریقہ میں مقیم دو نواسوں (محترم قاری محمد سعد قاضی اور محترم حافظ محمد راشد قاضی صاحبان) کے فون نمبرز عطا فرمائے، جس کی بہ دولت میں اُن دونوں حضرات سے رابطہ کرنے میں کامیاب ہوا اور اس طرح کتاب کے لئے مجھے کچھ مزید اہم مواد مل گیا۔

حضرت محترمہ منیرہ خاتون قاضی صاحبہ مدّ ظلہا العالی نے اپنے والدِ ماجد حضرت علامہ مولانا محمد بشیر صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دستِ مبارک کی لکھی ہوئی تحریر کا عکس پی ڈی ایف کی شکل میں اپنے صاحبزادے محترم حافظ محمد راشد قاضی صاحب کے ذریعے مجھے ای میل کروایا؛ نیز آپ کے بڑے صاحبزادے محترم قاری سعد قاضی صاحب نے حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی کی قبرِ مبارک کی کچھ تصاویر واٹس اپ کیں۔ راشد قاضی صاحب اگرچہ اپنی مصروفیات یا کسی اور وجہ سے فیس بک میسنجر پر، میرے اکثر سوالات کے جوابات دینے سے قاصر رہے، البتہ انھوں نے چند سوالوں کے جواب ضرور عنایت فرمائے؛ اس تعاون کے لئے میں ان تینوں حضرات کا بھی تہِ دل سے شکر گزار ہوں۔

میں حضرت مسعودِ ملّت علامہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشیں حضرت صاحبزادہ ابوالسرور محمد مسرور احمد مسعودی مدّ ظلہ العالی کا بھی از حد شکر گزار ہوں کہ انھوں نے اپنی گراں قدر تقریظ عنایت فرمائی۔

میں جناب مفتی محمد اکرام المحسن فیضی صاحب مدّ ظلہ العالی (نبیرۂ بیہقیِ وقت حضرت علامہ محمد منظور احمد فیضی رحمۃ اللہ علیہ) کا بھی شکر گزار ہوں کہ جنھوں نے ہمیں حضرت علامہ شاہ حُسین گردیزی صاحب کے ایک رسالہ "فروغِ صحافت میں اہلِ سنّت کا کردار" کی پی ڈی ایف بھی عنایت کی، اور اُن میں مندرج حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی اور اُن کے والدِ بزرگوار وغیرہما (علیہم الرحمۃ) کے جاری کردہ ہفت روزہ اخبارات کے ناموں کی نشاندہی بھی کی اور یہ بات مفتی صاحب موصوف کی عادت میں شامل ہے کہ مطالعہ وغیرہ کے دوران میرے مطلب کی کوئی چیز ملتی ہے تو اس کی نشاندہی کر دیتے ہیں۔

میں نے اس کتاب پر سارا کام اپنے گھر پر ہی کیا ہے؛ لیکن کچھ عجلت کی وجہ سے اس بات کی ضرورت پیش آئی کہ انجمن ضیائے طیبہ (کراچی) کے دفتر میں، ڈیوٹی ٹائم کے دوران اس کتاب پر چند روز کام کیا جائے، تو اس کے لئے ضیائے طیبہ کے چیئرمین جناب سیّد محمد مبشر اختر القادری صاحب نے خصوصی اجازت مرحمت فرمائی؛ نیز بعد میں اس کتاب کا ٹائٹل بنوانے کی بھی اجازت دی۔ میں اس اجازت اور عنایت کے لئے مبشر صاحب کا بھی تہِ دل سے شکر گزار ہوں۔

میں اپنے مخلص ترین دوست محمد مدثر اکرام زِیْدَ مَجْدُہٗ کا بھی بے حد شکر گزار ہوں کہ جنھوں نے نہ صرف اِس کتاب کا ایک دل کش اور دیدہ زیب سرورق (Title) ڈیزائن کیا؛ بلکہ، تین مرتبہ اپنے گھر لے جاکر، تصاویر وغیرہا مختلف اِمیجز (Images) کی ایڈٹنگ اور سیٹنگ کے ذریعے اس کتاب کی تیاری میں بھرپور حصّہ بھی لیا، اور ہر بار، رات کے کھانے وغیرہ کے ذریعے مہمان نوازی بھی فرمائی۔

اپنے محترم دوست مولانا محمد ساجد انور (یعنی محمد ساجد برکاتی) زِیْدَ مَجْدُہٗ کا بھی شکر گزار ہوں کہ جنھوں نے اِس کتاب کا سرورق (Title) ڈیزائن کرنے کی بہ صد اصرار پیش کش فرمائی۔ اگرچہ اُنھیں ٹائٹل بنانے کا موقع نہ مل سکا؛ لیکن، مجھے امّیدِ واثق ہے کہ حُسنِ نیّت پر مبنی اُن کی اِس پیش کش کا ثواب اُن کے نامۂ اعمال میں ضرور لکھا جا چکا ہو گا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ ہمارے اِن تمام محسنین کو دارین میں جزائے خیر سے نوازے، اور حضرت جمیلِ ملّت کے ظلِّ عاطفت کو صحت و عافیت و قوت کے ساتھ، ہمارے سروں پر دراز فرمائے اور میری اس سعی کو شرفِ قبولیت سے نوازتے ہوئے مقبولِ خاص و عام بنائے۔ آمین بجاہِ حبیبہ الامین صلی اللہ علیہ وسلم۔

دعاگو و دعاجو

۲۹/ محرم الحرام ۱۴۳۹ھ — ندیم احمد نؔدیم نورانی

۲۰/ ستمبر ۲۰۱۷ء — ناظم آباد، کراچی

جمعۃ المبارک — رابطہ: 0347-2096956

۞.۞.۞.۞.۞.۞.۞

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؈

نَحۡمَدُ اللّٰہَ الۡعَظِیۡمِ وَنُصَلِّیۡ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ؈

علّامہ حاجی محمد بشیر صدّیقی کا سفرِ زندگی (۱۴۳۸ھ)

ملقب بہ لقبِ تاریخی

یک اجلّ تحریر در حیاتِ بشیر (2017ء)

ندیم احمد ندؔیم نورانی

پہلا باب:

نام، حسب، نسب اور خاندانی پس منظر

نام	:	محمد بشیر
عرفی و تاریخی نام	:	غلامِ مصطفیٰ
کنیت	:	ابو یحییٰ
نسب	:	صدّیقی[1]
تخلص	:	(۱) بشیرؔ (۲) صدؔیقی

اِسے حُسنِ اتفاق کہیے کہ حضرت علامہ ابو یحییٰ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ کی پیدائش بھی ۱۳۰۰ھ میں ہوئی اور صدرالافاضل حضرت علامہ مفتی

---

1 نام، تاریخی نام، کنیت اور نسب، یہ سب حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ کی خود اپنی دستی تحریر سے لیے گئے ہیں۔

سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ کی ولادت بھی ۱۳۰۰ھ میں ہوئی، حضرتِ بشیر صدّیقی کا تاریخی نام بھی "غلامِ مصطفٰی" تھا اور حضرتِ نعیم الدین کا تاریخی نام بھی "غلامِ مصطفٰی" تھا[2]، اور یہ دونوں ہی حضرت قطب المشائخ سیّد شاہ علی حُسین اشرفی جیلانی عرف اشرفی میاں قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَزِیْز کے خلیفہ تھے، ایک صدّیقی تو دوسرے سیّد۔

حسب و نسب:

حضرت مولانا محمد بشیر صدّیقی میرٹھی علیہ الرحمۃ حضرت سیّدنا ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے تھے اور نجیب الطرفین صدّیقی تھے۔[3]

نجیب الطرفین صدّیقی کا مطلب یہ ہے کہ حسبی لحاظ سے بھی یعنی والدۂ ماجدہ کی طرف سے بھی آپ صدّیقی تھے اور نسبی اعتبار سے بھی یعنی والدِ ماجد کی طرف سے بھی آپ کو صدّیقی ہونے کا شرف حاصل تھا۔

شجرۂ نسب:

مولانا محمد اسماعیل میرٹھی علیہ الرحمۃ (متوفّٰی ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۷ء) کے فرزند محمد اسلم سیفی کی تصنیف "حیاتِ اسماعیل" میں درج شدہ معلومات کی روشنی

2 "حیاتِ صدر الافاضل"، ص20۔ "تذکرۂ علمائے اہلِ سنّت"، صفحہ نمبر ۲۵۲، میں حضرت صدر الافاضل علیہ الرحمۃ کی تاریخِ ولادت ۲۱ / صفر المظفّر ۱۳۰۰ھ لکھی ہے۔

3 مضمون، از ڈاکٹر فریدہ احمد صدّیقی علیہا الرحمۃ، مجلّہ "عظیم مبلغِ اسلام"، ص ۵۵۔

میں، حضرت مولانا قاضی صوفی حمید الدین صدّیقی خجندی علیہ الرحمۃ تک، اور حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ کی خود اپنی دستی تحریر میں حضرت منصور خجندی علیہ الرحمۃ تک آپ کا شجرۂ نسب یہ ہے:

"محمد بشیر صدّیقی بن شاہ عبد الحکیم جوؔش و حکیمؔ بن شیخ پیر بخش بن شیخ غلام احمد بن مولانا محمد باقر بن مولانا محمد عاقل بن مولانا محمد شاکر بن مولانا عبد اللطیف بن مولانا یوسف بن مولانا داؤد بن مولانا احمد بن مولانا قاضی صوفی حمید الدین صدّیقی خجندی بن حضرت منصور خجندی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم)۔"[4]

کیا بشیر صدّیقی، خواجہ نور اللہ کی اولاد سے تھے؟؟؟

حضرت علّامہ سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی مدّ ظلّہُ العالی حضرت بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ کے سلسۂ نسب کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"یہ سلسلہ حضرت خواجہ نور اللہ بن منصور خوزندی اولادِ حضرت محمد بن ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آرہا ہے۔"[5]

حضرت ہمدانی صاحب کے اِس اقتباس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بشیر صدّیقی،

4 "حیاتِ اسماعیل"، ص ۳۰؛ دستی تحریر علامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ۔

5 "جنوبی افریقہ میں صدّیقی علماومشائخ"، از علّامہ سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی مدّ ظلّہُ العالی۔

حضرت خواجہ نوراللہ خجندی کی اولاد سے تھے، لیکن یہ درست اس لئے نہیں ہے کہ حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ کے اپنے ہاتھ کے تحریر کردہ شجرۂ نسب اور متعلقہ تحریر کے مطابق قاضی حمید الدین خجندی بھی حضرت منصور خوزندی (خجندی) کے فرزند تھے اور حضرت خواجہ نوراللہ صاحب بھی حضرت منصور کے فرزند تھے یعنی یہ دونوں بھائی تھے اور حضرت بشیر صدّیقی، حضرت خواجہ نوراللہ کے بھائی قاضی حمید الدین صدّیقی کی اولاد سے تھے، نہ کہ خواجہ نوراللہ کی اولاد سے۔[6]

آباواَجداد مدینۂ منوّرہ سے ہندوستان تک:

حضرت علّامہ محمد بشیر صدّیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کے آباواجداد کی مدینۂ منوّرہ سے ہجرت اور وُرودِ ہندوستان سے متعلّق ماہ نامہ "شاہ راہ" بمبئی کا اِداریہ حسبِ ذیل معلومات فراہم کرتا ہے:

"سرزمینِ ہند پر آپ کے مورثِ اعلیٰ مولانا حمید الدین صاحب مقامِ "خجند"، علاقۂ ثمر قند (ترکستان[7]) سے بابر کے ہم راہ

6 دستی تحریرِ علامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ۔

7 "Turkestan (Turkistan) an extensive region of Central Asia between Siberia in the north and Tibet, India, Afghanistan and Iran in the South. It is split into West Turkestan which includes Turkmenistan, Uzbekistan, Kyrgyzstan, Tajikistan and the southern part of Kazakhstan, and East Turkestan consisting of the Chineses autonomous region of Xinjiang Uygur." (*World Facts & Places*, page 398)

تشریف لائے اور بہ مقامِ سیکری، ضلع مظفّر نگر اِقامت فرمائی۔
آپ کے بڑے صاحب زادے مولانا احمد صاحب نے مقامِ لاوڑ، ضلع میرٹھ کو اپنی سکونت کے لیے پسند کیا اور چھوٹے صاحب زادے مولانا داؤد کی اولاد کا سلسلہ آج تک سیکری میں آباد ہے۔"[8]

حضرت مولانا محمد بشیر صدّیقی کے چچازاد بھائی جناب محمد اسلم سیفی اپنے والدِ ماجد حضرت مولانا محمد اسماعیل میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرے (حیاتِ اسماعیل) میں فرماتے ہیں کہ اُن کے آباواجداد میں سے کچھ لوگ مدینۂ منوّرہ (عرب) سے دوسرے علاقوں میں منتقل ہوتے ہوئے ریاستِ فرغانہ کے شہر خجند پہنچے، جہاں سے آپ کے مورثِ اعلیٰ (اوپر کے جدِّ امجد) حضرت مولانا قاضی حمید الدین صدّیقی خجندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، جو ظہیر الدّین محمد بابر بادشاہ کی طرف سے بڑے اعلیٰ منصب پر فائز تھے، ۱۵۲۵ء میں بابر بادشاہ کے ہم راہ جہاد فی سبیل اللہ کے ارادے سے ہندوستان تشریف لائے اور قصبۂ لاوڑ، ضلع میرٹھ میں سکونت اختیار کی، جہاں اس خاندان کی آٹھ پشتیں گزریں۔[9]

8 ماہ نامہ "شاہ راہ"، بمبئی، ربیع الآخر ۱۳۵۶ھ، اداریہ، صفحہ ا۔ نوٹ: "سیکری" ضلع مظفر نگر میں ایک قصبہ ہے۔

9 "حیاتِ اسماعیل"، ص ۲۸ تا ۲۹؛ نیز، "تذکرہ شعراءِ حجاز"، ص ۳۸۴۔

دادا حضور کا میرٹھ میں قیام:

حضرت مولانا محمد بشیر صدّیقی کے دادا حضور شیخ پیر بخش رحمۃ اللہ علیہ (متوفّٰی ۷/ دسمبر ۱۸۷۶ء)، جن کا تاریخی نام "مظہر اللہ"[10] (۱۲۱۱ھ) تھا، ۱۴/ جولائی ۱۸۳۸ء کو مستقل طور پر میرٹھ میں، جولاوڑ سے صرف آٹھ میل کے فاصلے پر، میں مقیم ہوگئے تھے۔[11]

حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی عَلَیْہِ الرَّحمۃ نے لکھا ہے کہ پیر بخش صاحب کا عرفی نام: "محمد ظہور حق" تھا۔[12]

دادی صاحبہ:

حضرت مولانا محمد بشیر صدّیقی کی دادی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا (متوفّاۃ: ۱۹۰۱ء) نے سو برس کی عمر پائی۔ آپ حضرت سیّد غوث علی شاہ قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مرید اور حضرت مخدوم شیخ فخر الدین اصفہانی چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد سے تھیں۔ شیخ فخر الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ اکبر بادشاہ کے دورِ حکومت میں ہندوستان تشریف لائے تھے؛ آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ شہاب الدین اصفہانی چشتی رحمۃ اللہ علیہ کو شہنشاہ جہاں گیر کے شاہی فرمان کے مطابق

10 "تذکرۂ شعراءِ حجاز"، ص ۳۸۴۔

11 "حیاتِ اسماعیل"، ص ۳۲۔

12 دستی تحریر علامہ محمد بشیر صدّیقی عَلَیْہِ الرَّحمۃ۔

جاگیر عطا ہوئی تھی۔ آپ کی درگاہ شریف سے متّصل جنوبی جانب ایک مسجد "مخدوم صاحب کی مسجد" کے نام سے مشہور ہے۔[13]

والدِ ماجد:

حضرت علّامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ کے والدِ ماجد حضرت علّامہ شاہ محمد عبد الحکیم صدّیقی میرٹھی قُدِّسَ سِرُّہٗ میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ آپ میرٹھ کی شاہی مسجد التمش کے امام وخطیب تھے، خود بھی شاعر تھے اور معروف شاعر مولانا محمد اسماعیل میرٹھی کے بڑے بھائی تھے، درس و تدریس فرماتے تھے۔

والدِ ماجد کی تاریخِ ولادت:

حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

"راقم آثم ابو یحییٰ محمد بشیر الصدیقی عرف غلامِ مصطفیٰ (۱۳۰۰ھ)، ۱۳/ جمادی الاخریٰ ۱۳۰۰ھ بروز سہ شنبہ (منگل) صبح صادق کے وقت ۲۱/ مارچ ۱۸۸۳ء کو عالمِ وجود میں آیا۔ اُس روز حضرت والد صاحب قبلہ قُدِّسَ سِرُّہٗ کی عمر شریف بحسابِ قمری پورے پچاس (۵۰)

13 "حیاتِ اسماعیل (مع کلیاتِ اسماعیل)"، ص ۳۲؛ ماہ نامہ "شاہ راہ"، بمبئی، ربیع الآخر ۱۳۵۶ھ۔

سال کی تھی۔"[14]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شاہ عبد الحکیم جؔوش صدّیقی کی ولادتِ باسعادت ۱۲۵۰ھ میں ہوئی تھی؛ نیز، حضرتِ بشیر نے دوسرے مقام پر صراحت کے ساتھ، آپ کا سالِ ولادت: "۱۲۵۰ھ" لکھا بھی ہے۔[15]

لہٰذا، علامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ کی دستی تحریر کے مطابق حضرت شاہ عبد الحکیم جؔوش صدّیقی کی تاریخِ ولادت: "۱۳/ جُمادی الاخریٰ ۱۲۵۰ھ" ہے؛ اور آن لائن کیلنڈر کے مطابق "۱۳/ جُمادی الاخریٰ ۱۲۵۰ھ" کو عیسوی تاریخ: "۱۷/ اکتوبر ۱۸۳۴ء" تھی اور دن تھا جمعۃ المبارک۔

اس طرح حضرتِ حکیم کی مکمّل تاریخِ ولادت یہ ہوئی:

"جمعۃ المبارک، ۱۳/ جُمادَی الاخریٰ ۱۲۵۰ھ مطابق ۱۷/ اکتوبر ۱۸۳۴ء۔

والدِ ماجد کی بیعت و خلافت:

حضرت شاہ عبد الحکیم صدّیقی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت سیّدنا سیّد غوث علی شاہ قلندر پانی پتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شرفِ بیعت و خلافت حاصل تھا؛ علاوہ ازیں، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اور حضرت سیّد شاہ علی حُسین اشرفی الجیلانی عرف اشرفی میاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما ایسی بلند ہستیوں سے بھی آپ کو

14 دستی تحریرِ علامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ۔

15 دستی تحریرِ علامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ۔

شرفِ خلافت حاصل تھا۔

حضور اشرفی میاں کے 5 خلفا: شاہ عبد الحکیم اور اُن کے 4 فرزند:

علّامہ شاہ محمود احمد قادری رفاقتی کان پوری دَامَتۡ بَرَکَاتُہُمُ الۡعَالِیَۃ رقم طراز ہیں:

"حضرت مولانا شاہ عبد الحکیم صدّیقی علیہ الرحمۃ شاعر بھی تھے اور "حکیم" اور "جوش" تخلص کرتے تھے۔ ان کو بیعتِ اِرادت کا شرف حضرت حاجی شاہ امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ سے حاصل ہوا تھا۔ حضورِ پُرنور حضرت مخدوم الاولیا (حضرت شاہ علی حسین اشرفی میاں) علیہ الرحمۃ کی شرفِ زیارت سے مشرف ہوئے تو طالبِ ارشاد ہوئے، عقیدت و محبّت اور تعلّقِ قلبی نے رنگ جمایا تو حضور نے حلقِ راس کرا کر خلافت و اجازت سے سرفراز فرمایا؛ حضورِ پُرنور کے حکم سے خلفائے کرام کی فہرست (ب)، جو طبقۂ علما کے ساتھ مخصوص ہے، حضرت مولانا شاہ عبد الحکیم کا نامِ نامی پہلے نمبر پر درج ہوا۔ اس فہرست میں درجِ ذیل الفاظ ہیں:

"مولانا مولوی عبد الحکیم صاحب خجندؔی المخاطب بہ 'حکیم اللہ شاہ'، محلّہ مشائخاں (کو) بعطائے تاج دلق و مثالِ خلافت و عملِ مقراض

جمیع سلاسل عطا فرمائی گئی۔ ۲۷ر ذی قعدہ ۱۳۲۳ ہجری۔"[16]

حضور اشرفی میاں قُدِّسَ سِرُّہٗ الْعَزِیْز کے خلفائے کرام کی جو فہرست طبقۂ علما سے مخصوص ہے اُس کے سرِفہرست یعنی سب سے پہلے حضرت شاہ عبد الحکیم صدّیقی کا نامِ مبارک اس طرح درج ہے:

"مولانا مولوی عبد الحکیم صاحب خجندی الخاطب بہ 'حکیم اللہ شاہ'، محلّہ مشائخاں (کو) بعطائے تاج ولق ومثالِ خلافت وعملِ مقراض خلافت جمیع سلاسل عطا فرمائی گئی۔ ۲۷ر ذی قعدہ ۱۳۲۳ ہجری میں مُجاز وماذون فرمائے گئے۔"[17]

پھر آگے چل کر، اِسی فہرست میں حضرت شاہ عبد الحکیم صدّیقی علیہ الرحمۃ کا اسمِ مبارک دوبارہ یوں مذکور ہے:

"مولوی عبد الحکیم الخاطب بہ 'حکیم اللہ شاہ' ۲۷ر ذی القعدہ شاہ جہاں پور، ضلع میرٹھ، مدرّسِ اوّل مدرسۂ حنفیّہ، قصور، لاہور۔"[18]

16 "حیاتِ مخدوم الاولیاء محبوبِ ربّانی"، ص۳۳۶۔

17 "حیاتِ مخدوم الاولیاء محبوبِ ربّانی"، ص۳۰۰۔

18 "حیاتِ مخدوم الاولیاء محبوبِ ربّانی"، ص۳۱۰۔

"حکیم اللہ شاہ" کا خطاب:

مندرجۂ بالا اقتباسات سے معلوم ہوا کہ حضور اشرفی میاں نے حضرت شاہ عبد الحکیم صدّیقی علیہما الرحمۃ کو "حکیم اللہ شاہ" کے خطاب سے نوازا تھا۔

حضرت شاہ عبد الحکیم صدّیقی کے چار فرزندانِ گرامی (علّامہ شاہ احمد مختار صدّیقی، علّامہ محمد بشیر صدّیقی، علّامہ نذیر احمد خجندی اور علّامہ شاہ عبد العلیم صدّیقی علیہم الرحمۃ) بھی حضور اشرفی میاں سے شرفِ خلافت رکھتے تھے، جس سے متعلّق عبارات چوتھے باب (بیعت اور اجازت وخلافت) اور نویں باب (بہن بھائی) میں نقل کی جائیں گی۔

والدِ ماجد کا مزارِ مبارک:

نجیبِ مصطفیٰ حضرت علامہ شاہ محمد عبد الحکیم جوؔش صدّیقی علیہ الرحمۃ کی قبرِ مبارک احاطۂ چشتی پہلوان شاہ، میرٹھ میں واقع ہے۔[19]

اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کی مرقدِ مبارک پر، تاصبحِ قیامت اپنی رحمتوں کی برکھا نازل فرمائے۔ اٰمِین بِجَاہِ رَحْمَۃٍ لِّلْعَالَمِین ﷺ!

حضرت شاہ عبد الحکیم صدّیقی کا ایک نعتیہ قصیدہ اگلے صفحات پر، ملاحظہ فرمائیں۔

19 "تذکرۂ خانوادۂ علیمیہ"، ص۴۱؛ ماہ نامہ "پیامِ حرم" جمداشاہی (انڈیا) کا مبلغِ اسلام نمبر، مارچ ۲۰۱۵ء، ص7 اور 89۔

والدِ ماجد کا ایک نعتیہ قصیدہ:

حضرت علامہ مولانا محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ کے بھائی خطیب العلما حضرت علّامہ مولانا نذیر احمد خجندؔی علیہ الرحمۃ کی سرپرستی میں بمبئی سے ایک ماہ نامہ "شاہ راہ" کے نام سے بھی نکلتا تھا، اُس میں آپ کے والدِ ماجد حضرت علّامہ شاہ محمد عبد الحکیم صدّیقی علیہ الرحمۃ کا حسبِ ذیل ایک نعتیہ قصیدہ شائع ہوا تھا، جو اُسی ماہ نامے کی سرخی (Heading) کے ساتھ ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے:

"ذوق شوق

جذباتِ قبلۂ کونین وکعبۂ دارین، زبدۃ العارفین، سراج السالکین، عارف باللہ نجیب رسالت پناہ حضرت مولانا الحاج شاہ محمد عبد الحکیم جوؔش و حکیمؔ قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَظِیْم

الٰہی! نعتِ احمد سے بیاں شیریں زباں تر ہو
سخن مقبول و تکرارِ سخن قندِ مقرر ہو
قریبِ روضۂ اقدس اگر مدفن میسّر ہو
دلِ مضطر کو آغوشِ لحد آغوشِ مادر ہو
اگر خاکِ مدینہ خوبیِ قسمت سے بستر ہو
وہ ہم سے خاکساروں کے لیے پھولوں کی چادر ہو
تِری بوئے محبّت سے دماغِ جاں معطّر ہو
تِری شمعِ تجلّی سے حریمِ دل منوّر ہو

الٰہی! لطف سے تیرے مقدّر یار و یاور ہو
حکیمِ جبہ فرسا ہو رسول اللہ کا در ہو
عیاں ہے شانِ حق، نامِ خدا کیا شان پائی ہے
تمھیں شایاں ہے رمزِ 'مَنۡ رَّاٰنِیۡ' گر زباں پر ہو
تمھارے نام کے صدقے تمھاری شان کے قرباں
نبی اللہ احمد ہو مقدّس ہو مطہر ہو
محمد مصطفیٰ خیر البریّہ رحمتِ عالم
امام الانبیا سیّد شفیعِ روزِ محشر ہو
تمھیں پایا خدا پایا تمھیں دیکھا خدا دیکھا
جمالِ حق نما اپنا دکھا دو تم کہ مظہر ہو
تمھارے دیکھنے والے لحد میں بھی نہ گھبرائیں
وہاں بھی جوشِ الفت سے خیالِ روئے انور ہو
مِری چشمِ تمنّا شکلِ آئینہ ہوئی حیراں
تمھاری خاکِ پا، یا مصطفیٰ![20] کحل الجواہر ہو

---

20 ماہ نامہ "شاہ راہ" میں اِس مقام پر "خاکِ پا، یا مصطفیٰ" کی جگہ "خاکِ پا یا۔ مصطفیٰ" تھا۔ اگلے شمارے (یعنی ربیع الثانی ۱۳۵۶ھ) میں حضرت علامہ غلام بھیک نیرنگ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خط شائع ہوا، جس میں "شاہ راہ" ربیع الاوّل کی چند اغلاط کی نشان دہی کے ساتھ اُن کی تصحیح بھی کی گئی تھی۔ اُسی کے مطابق یہاں تصحیح کر لی گئی ہے۔ (ندیم نورانی)

ہماری سجدہ ریزی بھی کبھی تو کام آ جائے
برنگِ نقشِ پا، یا رب! درِ حضرت پہ یہ سر ہو

ترے کوچے کی مٹّی ہی مجھے اکسیرِ اعظم ہے
الٰہی! زرد رو وہ ہو جسے کچھ خواہشِ زر ہو

تمھارے طالبوں کو تشنہ کامی کا گلہ کیوں ہو
عنایت آپ سے جو ہو وہ جامِ حوضِ کوثر ہو

جہاں کے مال و دولت کو نہ دیکھے آنکھ اُٹھا کر وہ
تمھارے عشق کی دولت سے جس کا دل تونگر ہو

تم اپنے خاکساروں کو نگاہِ مہر سے دیکھو
کہ ذرّہ ذرّہ اُن کی خاک کا خورشیدِ خاور ہو

جمالِ حق نما اپنا دِکھا دو، یا حبیب اللہ!
ہمہ تن چشم ہوں، چشمِ تمنّا اب منوّر ہو

پھروں یوں در بہ در کیوں ہند میں، اے رحمتِ عالم!
مِرا ملجا و ماویٰ یا حرم یا آپ کا در ہو

نسیمِ شہرِ احمد سے کھِلے[21] یہ غنچۂ خاطر
دلِ شیدا بہ رنگِ بوئے گُل جامہ سے باہر ہو

21 ماہ نامہ "شاہ راہ" میں اِس مقام پر "کِھلے" کی جگہ "کُھلے" تھا۔ حسبِ سابق تصحیح کرلی گئی۔ (ندیم نورانی)

دِکھایا جلوۂ برقِ تجلّی ایک عالم کو
اگر مومن کے دل میں ہو منافق کی زباں پر ہو

کہاں ہم اور کہاں 'لَا تَقْنَطُوْا' یہ فیضِ حضرت ہے
نزولِ رحمتِ حق آپ پر، اے بندہ پرور! ہو

گنہگارانِ اُمّت میں سے مَیں بھی ایک عاصی ہوں
لوائے حمد روزِ حشر مجھ پر سایہ گستر ہو

رسول اللہ! اب مجھ کو مدینے میں بُلا لیجے
کہ ہر دم روضۂ اطہر کا نظّارہ میسّر ہو

حکیمؔ شیفتہ دردِ جدائی سے تڑپتا ہے
کرم فرما، رسول اللہ! کرم فرما کہ جاں بر ہو

خداوندا! بہ حقِّ شاہِ بطحا احمدِ مُرسل
دمِ آخر زبانِ جوشؔ پر اَللّٰہُ اَکبَر ہو"[22]

22 ماہ نامہ "شاہ راہ"، بمبئی، ربیع الاوّل ۱۳۵۶ھ، ص ۳۔

نوٹ: مبلغِ اعظم حضرت علامہ شاہ محمد عبد العلیم صدّیقی علیہ الرحمۃ نے اپنی تصنیفِ لطیف "ذکرِ حبیب ﷺ" (حصّۂ دوم) کے ابتدائی صفحات میں اِس نعت شریف کے صرف سات منتخب اشعار درج فرمائے ہیں؛ اِس انداز سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے "ذکرِ حبیب ﷺ" میں حضرت علامہ شاہ محمد عبد الحکیم صدّیقی علیہ الرحمۃ کے جو کلام شامل فرمائے ہیں، شاید وہ منتخب اشعار پر مشتمل ہوں۔ (ندیم نورانی)

والدۂ ماجدہ:

حضرت علاّمہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ کی والدۂ ماجدہ بھی نسباً صدّیقی تھیں۔[23]

والدۂ ماجدہ کا انتقال / مبلغِ اعظم سنگاپور کے تبلیغی دورے پر:

حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی کے برادرِ اصغر مبلغِ اعظم حضرت علامہ شاہ محمد عبد العلیم صدّیقی علیہما الرحمۃ تبلیغِ اسلام کے سلسلے میں ۷/ اپریل ۱۹۳۱ء کی صبح کو بحری جہاز ٹیریا کے ذریعے سنگاپور پہنچے۔ ۶/ مئی ۱۹۳۱ء کو اس تبلیغی دورے کی رپورٹ تیار ہوئی، جسے ہفت روزہ "الفقیہ" امرتسر نے ۲۸/ مئی ۱۹۳۱ء کے شمارے میں شائع کیا۔

اس رپورٹ کے آخر میں حسبِ ذیل عبارت درج ہے:

"اگرچہ مولانا (شاہ عبد العلیم صدّیقی) کو اپنی والدہ کی وفات کی اطلاع میرٹھ سے حال ہی میں (یعنی سنگاپور کے تبلیغی دورے کے دوران) موصول ہوئی ہے، مگر وہ خدمتِ دین کے لئے کمربستہ ہیں اور ایک پادری سے مُناظرہ کرنے کے لئے عنقریب عازمِ ہانگ کانگ ہوں گے۔ مالکِ عالَم مولانا موصوف کا ممد و معاون رہے۔ آمین!

---

23 ""مضمون از ڈاکٹر فرید احمد صدّیقی، مشمولۂ مجلّہ عظیم مبلغِ اسلام"۔

(نامہ نگار) سنگاپور، ۶/ مئی۔"[24]

چوں کہ ۶/ مئی ۱۹۳۱ء کو لکھی گئی اس رپورٹ میں یہ لکھا ہے کہ

" مولانا (شاہ عبد العلیم صدّیقی) کو اپنی والدہ کی وفات کی اطلاع میرٹھ سے حال ہی میں موصول ہوئی ہے۔"

لہٰذا، اس سے یہی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی والدۂ ماجدہ کا انتقال ۱۹۳۱ء میں اپریل کے آخر یا مئی کے شروع میں ہوا۔

حضرتِ بشیر کے صرف ایک چچا تھے یا تایا بھی (تحقیق):

جناب امداد صابری (مرحوم) لکھتے ہیں:

"پیر بخش، جن کا تاریخی نام 'مظہر اللہ' تھا، میرٹھ میں مقیم ہوئے۔ ان کے دو صاحبزادے شاہ عبد الحکیم جوؔش و حکیمؔ اور مولانا محمد اسماعیل ہوئے۔"[25]

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا محمد بشیر صدّیقی کے والد

---

24 ہفت روزہ "الفقیہ" امرتسر، ۲۸/ مئی ۱۹۳۱ء، ص ۱۰۔ نوٹ: محترم المقام جناب خلیل احمد رانا صاحب نے اپنی کتاب ""مبلغِ اسلام علامہ شاہ محمد عبد العلیم صدّیقی قادری رحمۃ اللہ علیہ" (ص ۳۴ تا ۳۶) میں ہفت روزہ "الفقیہ" کے حوالے سے یہ رپورٹ شائع کی ہے، ہم نے اسی کتاب سے یہ اقتباس نقل کیا ہے۔

25 "جنوبی افریقہ کے اُردو شاعر"، ص ۲۹۲؛ "تذکرۂ شعرائے حجاز (اردو)" ص ۳۸۴۔

صاحب کے صرف ایک بھائی مولانا محمد اسماعیل میرٹھی تھے؛ لیکن یہ درست نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ مولانا محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ کے ایک تایا بھی تھے۔

چناں چہ حضرتِ بشیر علیہ الرحمۃ کے چچازاد بھائی جناب محمد اسلم سیفی (مرحوم) بن مولانا محمد اسماعیل میرٹھی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

”مولانا (محمد اسماعیل میرٹھی) کے دو بھائی اور ایک ہم شیر (بہن) تھیں۔ تینوں آپ سے عمر میں بڑے تھے، اور تینوں لاوڑ ہی میں پیدا ہوئے تھے۔ میرٹھ میں سکونت اختیار کرنے کا باعث آپ کے والدِ بزرگ وار کے خالو حافظ شیخ میڈھو مرحوم ہوئے تھے۔ یہ صاحبِ لاولد تھے اور صاحبِ جائداد بھانجے کے ساتھ بہت رکھتے تھے۔ اس لیے مجبور کیا کہ وہ اُن کے پاس آکر رہیں۔ مولانا (اسماعیل میرٹھی) کے بڑے بھائی شیخ غلامِ نبی مرحوم آپ سے عمر میں ۲۲ر سال، ہم شیرہ ۱۶ سال اور مولانا عبدالحکیم جوؔش ۱۴ سال بڑے تھے۔ اہلِ لاوڑ میں سے یہ پہلا خاندان تھا کہ جس نے میرٹھ میں اقامت فرمائی، اگرچہ میرٹھ والوں سے اس خاندان کے تعلّقاتِ قرابت بہت پہلے سے تھے۔“[26]

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت علامہ شاہ عبدالحکیم جوش کے ایک چھوٹے بھائی مولانا اسماعیل میرٹھی کے علاوہ، ایک بڑے بھائی شیخ غلام نبی بھی تھے۔

26 ”حیاتِ اسماعیل“، نسخۂ دہلی، ص ۷ تا ۸۔

حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ نے بھی اُن کا ذکر کیا ہے اور انھیں ”خلیفہ غلام نبی“ لکھا ہے؛ نیز، ان کی اولاد کا بھی ذکر کیا ہے، جن میں سے ایک محمد رفیع اور دوسرے محمد شفیع بھی تھے۔

محمد رفیع صاحب کے فرزند محمد زبیر صاحب کا ذکر یوں کرتے ہیں:

”یہ مضمون اور شجرۂ (نسب) مبارکہ نبیرۂ عمِ بزرگوار خلیفہ غلام نبی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ [27] مسمّٰی محمد زبیر سلّمہٗ کے پاس دیکھنے میں آیا، اُس کو اپنی اور آنے والے جانشینوں کی آگہی کے لئے نقل کیا۔“[28]

پھوپھی صاحبہ:

”حیاتِ اسماعیل“ کے مندرجۂ بالا اقتباس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت مولانا محمد بشیر صدّیقی کی ایک پھوپھی بھی تھیں، جو آپ کے والدِ ماجد حضرت شاہ عبدالحکیم جوؔش صدّیقی سے دو سال بڑی تھیں۔ اُن پھوپھی کا اسمِ گرامی مطلوب النساء تھا، جن کی شادی محترم سیّد ظفریاب علی صاحب سے ہوئی، لیکن ان کے ہاں کوئی اولاد نہ ہو سکی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم)۔[29]

۞۞۞۞۞۞۞

27 یعنی مولانا محمد بشیر صدّیقی کے تایا خلیفہ غلام نبی صاحب کے پوتے محمد زبیر۔

28 دستی تحریرِ علامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ۔

29 دستی تحریرِ علامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ۔

دوسرا باب:

حلیہ شریف، ولادت، تعلیم اور علمی، ادبی، دینی وملّی خدمات

دوسرا باب:

حلیہ شریف، ولادت، تعلیم اور علمی، ادبی، دینی وملّی وصحافتی خدمات

حلیہ شریف:

جناب عرفان عبّاسی صاحب نے حضرت علّامہ محمد بشیر صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حُلیہ شریف حسبِ ذیل الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

> ”متوسّط قامت، چھریرا اگٹھا بدن؛ گول کتابی چہرہ، اس پر گول سفید داڑھی اور مونچھیں، چھوٹی قدرے گداز ناک، متوسّط، سادہ و پرکار آنکھیں، ان میں خلوص و محبّت کی چمک، نرمی اور گھلاوٹ، خوب صورت چشمہ؛ جسم پر شیروانی، پاجامہ، ٹوپی یا صافہ، لباس میں سادگی؛ مزاج میں شرافت؛ برتاؤ میں یگانگت۔
>
> یہ تھے مولوی محمد بشیر صدّیقی، جو بشیر اور صدّیقی تخلّص کرتے تھے۔“[30]

---

30 ”تذکرہ شعرائے اترّپردیش“، جلد ٦، ص٦٧۔

خود علامہ محمد بشیر صدّیقی کے قلم سے:

حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ اپنا نام، تاریخِ ولادت، میرٹھ سے ڈربن کی طرف ہجرت اور کچھ اپنی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"راقمِ آثم ابو یحییٰ محمد بشیر الصدیقی عرف غلامِ مصطفیٰ (۱۳۰۰ھ)، ۱۳ر جمادی الاخریٰ ۱۳۰۰ھ بروز سہ شنبہ (منگل) صبح صادق کے وقت ۲۱ر مارچ ۱۸۸۳ء کو عالمِ وجود میں آیا۔ اُس روز حضرت والد صاحب قبلہ قُدِّسَ سِرُّہٗ کی عمر شریف بحسابِ قمری پورے پچاس (۵۰) سال کی تھی۔ ۲۲ سال تک حضورِ اقدس کے زیرِ سایہ رہا۔ حضور کے وصال کے بعد بسلسلۂ ملازمت صیغۂ رجسٹری متعلقہ عدالتِ ججی میرٹھ میں پانچ سال کامل کام کرتا رہا اور منصرم چوں کہ ہندو تھا، اس عرصے میں مستقل ملازمت نہ ملی۔ غالباً ۲۵-۲۷ سال وہیں رہا، لیکن مستقل تقرر نہ ہو سکا۔ بہ ہر حال آب و دانہ اِس مُلک (جنوبی افریقہ) میں تھا، اُس زمانے میں مولانا احمد مختار صدّیقی ۸-۱۹۰۷ء سے اِس مُلک میں تھے، اور دربن میں اخبارِ "الاسلام" اور پریس کے مالک، (انھوں نے) مجھ کو یہاں بلایا۔

چناں چہ اگست ۱۹۱۰ء میں وطن (میرٹھ) سے روانہ ہو کر، بمبئی آیا، یکم رمضان کو، اسٹیمر سلطانہ میں سوار ہو کر، آخرِ رمضان میں لارینس

مارکوئیس (علاقۂ پُرتگیز) پہنچا۔ اخیِ مکرم مولانائے محترم (شاہ احمد مختار صدّیقی) کو وہاں پایا۔ وہاں سے ٹرانسوال پریٹوریا و الکرسٹ ہوتا ہُوا ستمبر یا اکتوبر ۱۹۱۰ء میں دربن پہنچا۔ اِس عرصے میں چار بار وطن گیا اور اب جنوری ۱۹۳۴ء سے یہیں ہو، وطن نہ جا سکا۔ یہاں دو سال پریس چلایا، پھر ڈنڈی میں مدرسی و امامت کی اور یہ سلسلہ مختلف اوقات میں ڈنڈی میرس برگ ورشبنک پریٹوریا میں جاری رہا اور اب مستقل طور پر، ۱۹۳۹ء سے دربن میں مقیم ہوں۔ یہاں بھی تقریباً ۷ر سال مدرسۂ انجمنِ اسلام میں بہ حیثیتِ پرنسپل رہا۔ جنوری ۱۹۴۱ء میں بہ حیثیتِ مسلم میرج افسر علاقۂ ناٹال حکومت کی جانب سے مامور ہوا۔ ربّ العزّت نے اس بے علم کو بَاِعزاز رکھا اور بِحَمْدِ اللہ بہ خطابِ "مولوی" و "مولانا" مخاطب کرایا۔

ذَالِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ... فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكَ۔

تقریباً ۸ر سال سے صدّیقی ہاؤس میں رہتا ہوں۔۔۔۔ ۴۹۵/، ریگنی روڈ، یکّہ۔

مرقومہ ۲۷ر اگست ۱۹۵۸ء ۷ر شوّال المکرم ۱۳۷۷ھ"[31]

---

31 دستی تحریرِ علامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ۔

علامہ بشیر صدّیقی کی تاریخِ ولادت پر، ایک اِشکال:

مذکورۂ بالا اقتباس میں حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ نے اپنی تاریخِ ولادت:

"۱۳/ جمادی الاخریٰ ۱۳۰۰ھ بروز سہ شنبہ (منگل) صبح صادق کے وقت ۲۱/ مارچ ۱۸۸۳ء"

لکھی ہے۔ آپ کی قبرِ مبارک کے کتبے پر بھی یہی تاریخ: "۲۱/ مارچ ۱۸۸۳ء / ۱۳/ جمادی الاخریٰ ۱۳۰۰ھ" مرقوم ہے۔

یہاں ایک اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ تقویمِ ہجری وعیسوی اور آن لائن کیلنڈر کے مطابق،

"۱۳/ جمادی الاخریٰ ۱۳۰۰ھ" کو "ہفتہ ۲۱/ اپریل ۱۸۸۳ء" تھا، نہ کہ "سہ شنبہ (منگل) ۲۱/ مارچ ۱۸۸۳ء"۔

اسی طرح ۲۱/ مارچ ۱۸۸۳ء کو "بدھ، ۱۲/ یا ۱۳/ جمادی الاولیٰ ۱۳۰۰ھ" تھا، نہ کہ "منگل، ۱۳/ جمادی الاخریٰ ۱۳۰۰ھ"۔

اب یا تو پیدائش مارچ / جمادی اولیٰ میں ہوئی ہے یا پھر اپریل / جمادی الاخریٰ میں۔ اس گتھی کو سلجھانے کے لئے، حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ کے مذکورۂ بالا اقتباس میں تاریخِ پیدائش کے بعد والی حسبِ ذیل عبارت سے کسی قدر مدد لی جاسکتی ہے:

" اُس روز حضرت والد صاحب قبلہ قُدِّسَ سِرُّہٗ کی عمر شریف

بحسابِ قمری پورے پچاس (۵۰) سال کی تھی۔ "

آپ کے قمری تاریخ یعنی ۱۳/ جمادی الاخریٰ ۱۳۰۰ھ" پر زور دینے سے اندازہ ہوتا ہے کہ قمری تاریخ زیادہ اہم ہے، نیز جیسا کہ ابھی ذکر کیا جاچکا ہے کہ تقویمِ ہجری وعیسوی اور آن لائن کیلنڈر کے مطابق

"۱۳/ جمادی الاخریٰ ۱۳۰۰ھ" کو "ہفتہ ۲۱/ اپریل ۱۸۸۳ء" تھا۔

لہٰذا، یہی تاریخ حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ کی لکھی ہوئی تاریخ:

"۱۳/ جمادی الاخریٰ ۱۳۰۰ھ بروز سہ شنبہ (منگل) صبحِ صادق کے وقت ۲۱/ مارچ ۱۸۸۳ء"

کے قریب بھی ہے کہ صرف منگل کی جگہ ہفتہ اور مارچ کی بجائے اپریل کرنا ہوگا، تاریخِ عیسوی ۲۱/ ہی رہے گی۔

اب اس طرح آپ کی درست تاریخِ ولادت: ۱۳/ جمادی الاخریٰ ۱۳۰۰ھ، ہفتہ، ۲۱/ اپریل ۱۸۸۳ء معلوم ہوتی ہے۔

نوٹ: آپ کے سبھی تذکرہ نگاروں نے آپ کی تاریخِ ولادت: "۱۳/ جمادی الاخریٰ ۱۳۰۰ھ" لکھی ہے۔

وَاللّٰہُ تَعَالٰی وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ ﷺ۔

جناب امداد صابری صاحب رقم طراز ہیں:

"مولانا محمد بشیر صدّیقی ۱۳/ جمادی الثانی ۱۳۰۰ھ کو میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد مولانا عبد الحکیم جوؔش صدّیقی تھے۔ آپ نے اپنے چچا مولانا اسماعیل میرٹھی سے تعلیم پائی اور دینی تعلیم کی تکمیل کی۔ قومی مدرسہ کے مدرّس بھی رہے اور کافی عرصہ درس و تدریس میں مشغول رہے۔ ۱۰/ اکتوبر ۱۹۱۰ء میں اپنے بھائی مولانا احمد مختار صدّیقی صاحب کے ساتھ جنوبی افریقہ پہنچے اور وہاں پر دینی خدمات انجام دیتے رہے۔[32]

جناب عرفان عباسی صاحب حضرت مولانا محمد بشیر صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت اور تعلیم و خدمات سے متعلق لکھتے ہیں:

"علم و ادب کا ذوق رکھنے والے خاندان کے فرد مولانا عبد الحکیم صاحب کے گھر ۱۳/ جمادی الثانی ۱۳۰۰ھ مطابق ۱۸۸۳ء کو میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ بچوں کے محبوب و مقبول شاعر مولانا اسماعیل میرٹھی ان کے چچا تھے، انھیں سے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔ تکمیلِ تعلیم کے بعد درس و تدریس کو پیشہ بنایا، کئی سال قومی مدرسے میں معلّم رہے۔ ۱۹۱۰ء میں ان کے بھائی مولانا احمد مختار صدّیقی صاحب، جو جنوبی افریقہ

32 "جنوبی افریقہ کے اُردو شاعر"، ص ۲۳۵۔

میں پیام پزیر تھے، انھیں اپنے ساتھ لے گئے۔، جہاں پہنچ کر، وہ علمی، ادبی و مذہبی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لینے لگے۔ کئی دینی درس گاہیں قائم کیں، ان میں قرآنِ مجید کے ساتھ ہندوستانی زبانوں کی تعلیم کا انتظام کیا اور آخر تک ان کی ترویج و ترقی کے لئے سرگرم رہے۔

شاعری کا ذوق انھیں فطری طور پر ودیعت ہوا تھا۔ خاندان کے بیشتر افراد شاعر تھے: باپ، چچا اور بھائی خوش فکر شاعر تھے اور اچھی شہرت رکھتے تھے۔ رفتہ رفتہ انھوں نے بھی دلی جذبات کے اظہار کا وسیلہ شاعری کو بنا لیا اور اپنے بھائی مختار صدّیقی صاحب سے اصلاح لینے لگے۔ وہ جنوبی افریقہ کے ڈربن وغیرہ مقامات پر منعقد ہونے والے مُشاعروں میں بہ کثرت شرکت کرتے تھے اور سراہے جاتے تھے۔

بشیر صاحب نے تبلیغِ اسلام، ادبی، علمی، دینی،، ملّی و سماجی خدمات میں عمر کا بیش تر حصّہ گزار کر ڈربن میں ۱۹۶۷ء میں داعیِ اَجل کو لَبَّیْكَ کہا۔"[33]

33 "تذکرہ شعرائے اترّپردیش"، جلد ۶، ص ۶۷۔

افریقہ میں قیام / اسکول کے پرنسپل:

حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کے افریقہ میں قیام کے حوالے سے، حضرت علّامہ سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی صاحب لکھتے ہیں:

"نجیب المصطفیٰ حضرت شاہ محمد عبد الحکیم صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے صاحبزادے حضرت شاہ احمد مختار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۹۰۶ء میں جنوبی افریقا تشریف لے گئے، انھوں نے اپنے چھوٹے بھائی حضرت مولانا محمد بشیر کو عالمِ دین کی حیثیت سے (۱۰/ اکتوبر) ۱۹۱۰ء میں افریقا بلوایا۔ انھوں نے (یعنی شاہ احمد مختار نے) مسلم اتّحاد اور اُخوّت و بھائی چارہ کے فروغ کے لئے "بزمِ اخوان الصفا" قائم کی اور دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے اسلامک اسکول قائم کیا۔ اسکول کے پرنسپل مولانا محمد بشیر صدّیقی تھے۔"[34]

مُلک کے پہلے مسلم میرج آفیسر:

مولانا محمد بشیر صدّیقی ۱۹۴۱ء میں مُلک کے پہلے مسلم میرج آفیسر مقرّر ہوئے، آخر دم تک تدریس و تعلیم اور اسلام اور انسانیّت کی خدمت میں مصروفِ عمل رہے۔"[35]

---

34 "جنوبی افریقہ میں صدّیقی علماو مشائخ"، از علّامہ سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی مدّظلّہُ العالی۔

35 "جنوبی افریقہ میں صدّیقی علماو مشائخ"، از علّامہ سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی مدّظلّہُ العالی۔

افریقہ میں تبلیغِ اسلام:

ڈاکٹر فریدہ احمد صدّیقی بنتِ مبلغِ اعظم شاہ عبد العلیم صدّیقی اپنے تایا علّامہ محمد بشیر صدّیقی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم) کے متعلق فرماتی ہیں:

"آپ بھی مبلغِ اسلام تھے، افریقہ کے کئی علاقوں میں آپ نے اشاعتِ اسلام کا کام کیا۔"[36]

تحریکِ خلافت میں حصّہ:

یہ بات تو مشہور ہے کہ تحریکِ خلافت میں مبلغِ اعظم شاہ عبد العلیم صدّیقی اور اُن کے دو بڑے بھائی حضرت شاہ احمد مختار صدّیقی اور حضرت مولانا نذیر احمد خجندی عَلَیْہِمُ الرَّحْمَۃ نے ایک نمایاں کردار ادا کیا تھا، اور اُس تحریک کے لیے اُس وقت کے تین لاکھ روپے کا فنڈ جمع کیا تھا؛ لیکن یہ بات لوگوں کے علم میں نہیں ہے کہ اُن کے ایک اور بھائی حضرتِ بشیر عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ نے بھی تحریکِ خلافت میں اپنی خدمات انجام دی تھیں۔

چناں چہ ۴/ مئی ۲۰۱۲ء کی ملاقات کے دوران محترمہ ڈاکٹر فریدہ احمد صدّیقی صاحبہ عَلَیْہَا الرَّحْمَۃ نے اس فقیر (ندیم احمد ندیم نورانی) سے ارشاد فرمایا:

"تحریکِ خلافت میں میرے ایک اور تایا مولانا محمد بشیر صدّیقی نے بھی بڑھ چڑھ کر حصّہ لیا تھا۔"

---

36 "تذکرۂ خانوادۂ علیمیہ از ڈاکٹر فریدہ احمد صدّیقی، مشمولہ مجلّہ "عظیم مبلغِ اسلام حضرت علّامہ شاہ محمد عبد العلیم صدّیقی القادری المدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ"، ص ۵۷۔

ہفت روزہ البشیر کا اجرا:

حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ عَلَیۡہِ الرَّحۡمَۃ کی اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر میں اوپر یہ بیان ہو چکا ہے کہ آپ نے پریس بھی، چلایا، اس حوالے سے ایک بات یہ بھی بیان کر دینا ضروری ہے کہ آپ نے اثادہ، جنوبی افریقہ سے اردو زبان میں ایک ہفت روزہ اخبار "البشیر" بھی جاری کیا تھا، جیسا کہ علامہ شاہ حُسین گردیزی صاحب مدّ ظلہ العالی نے اپنے مضمون: "فروغِ صحافت، میں اہلِ سنّت کا کردار" میں اس کا ذکر فرمایا ہے۔[37]

نوٹ: یہ مضمون حضرت علامہ سیّد شاہ تراب الحق قادری صاحب عَلَیۡہِ الرَّحۡمَۃ نے دارالکتب حنفیہ، کھارادر، کراچی سے شائع کروایا تھا؛ جو پی ڈی ایف کی صورت میں، عزیزِ محترم جناب مفتی محمد اکرام المحسن صاحب مدّ ظلہ (سرپرست انجمن ضیائے طیبہ، کراچی) کے ذریعے ہمیں موصول ہوا، جس کے لئے ہم اُن کے شکر گزار ہیں۔ اس مضمون کے مطابق حضرت علامہ شاہ محمد عبد الحکیم جوشؔ صدّیقی عَلَیۡہِ الرَّحۡمَۃ بھی میرٹھ سے ایک ہفت روزہ اخبار "النجم" اردو زبان میں نکالتے تھے۔[38]

۞۞۞۞۞۞۞

37 "فروغِ صحافت میں اہلِ سنّت کا کردار"، ص ۱۲۔

38 "فروغِ صحافت میں اہلِ سنّت کا کردار"، ص ۱۲۔

کلامِ شاہ محمد عبد الحکیم جوشؔ و حکیمؔ صدّیقی رحمۃ اللہ علیہ:

مَلائک آمنہ خاتون کو مژدہ سناتے ہیں
ابو القاسم محمد مصطفیٰ تشریف لاتے ہیں
حبیب اللہ کی اُمّ القُریٰ میں آمد آمد ہے
شواہد قدرتِ حق کے خلائق کو دکھاتے ہیں
اگر کعبے کی دیواریں کریں سجدہ عجب کیا ہے
کہ مِصداقِ دعائے حضرت ابراہیم آتے ہیں
فرشتے منتظر تھے آمنہ خاتون کے گھر میں
کہ اب حضرت جمالِ حق نما اپنا دکھاتے ہیں
حرم سے تا بہ مُلکِ شام روشن ہے زمیں یک سر
کہ دار الملک جن کا شام ہے وہ شاہ آتے ہیں
یہ محفل محفلِ میلاد ہے آداب سے آ کر
سنو اخلاص سے ذکرِ رسول اللہ سناتے ہیں
حکیمؔ اب وقتِ پیری ہے درِ احمد پہ جا بیٹھو
حیاتِ جاودانی جس جگہ عشّاق پاتے ہیں

("ذکرِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم"، حصۂ اوّل، ص 113)

تیسرا باب:

حجِ بیت اللہ اور روضۂ اقدس پر حاضری

تیسراباب:

حجِ بیت اللہ اور روضۂ اقدس پر حاضری

ہر مسلمان اور ہر عاشقِ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی طرح حضرت علّامہ محمد بشیر صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دل میں بھی حج و زیارتِ حرمینِ شریفین کی حاضری کی تڑپ موجود تھی، آپ بھی حبیبِ خدا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے روضۂ اقدس پر حاضر ہونے کے لیے بے قرار رہتے تھے۔ اپنی اِس بے قراری کا اظہار آپ نے حسبِ ذَیل اشعار میں بھی کیا ہے:

الٰہی! مدینہ مجھے بھی دکھا دے ۔۔۔ مدینے ہی میں مجھ کو بس آسرا دے
ہوئی بے خودی ہجرِ احمد میں طاری ۔۔۔ مجھے بوئے طیبہ سنگھا دے سنگھا دے
ہوں پروانۂ شمعِ ہستیِ اوّل ۔۔۔ اُسی کی لپٹ میں یہ ہستی جلا دے
میں ہجرِ نبی میں تڑپتا ہوں، یا رب! ۔۔۔ یہ دل کی لگی بھی بجھا دے بجھا دے
نہیں کام آتی ہے تدبیر کوئی ۔۔۔ مِری بگڑی تقدیر تو ہی بنا دے
نہیں بنتا ساماں دیارِ نبی کا ۔۔۔ تو ہی غیب سے اب تو ساماں بنا دے
تڑپتا ہے دل اور روتی ہیں آنکھیں ۔۔۔ صبا! حال میرا یہ اُن کو سنا دے
الٰہی! کہاں جاؤں اور کس سے مانگوں ۔۔۔ مریضِ محبّت کو تو ہی دوا دے

طنابیں زمیں کی کھنچیں اور میں پہنچوں — یہ بارِ گناہ اپنی گردن پہ لا دے
کروں عرض، اے شافعِ حشر! للہ! — عذابِ الٰہی سے مجھ کو بچا دے
کروں طَوفِ کعبہ، میں قربان جاؤں — مِرے مولیٰ! گر مجھ کو کعبہ دکھا دے
کروں پاک زَم زم سے میں جسم وجاں کو — حیاتِ ابد کا وہ شربت پلا دے
مِرے بھائی، ماں باپ زائر بنے سب — تو مجبوری میری بھی، مولا! مٹا دے

بشیر! اب کمر باندھ چل نذر لے کر
جو اَشعار حاضر ہیں یہ سیدھے سادے[39]

اس کلام سے حرمینِ شریفین کی حاضری کے لیے آپ کی تڑپ کا بہ خوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

والدین اور تمام بھائیوں کو زیارتِ حرمینِ شریفین:

مندرجۂ بالا کلام کے مقطع سے پہلے والے شعر:

مِرے بھائی، ماں باپ زائر بنے سب — تو مجبوری میری بھی، مولا! مٹا دے

میں اس بات کی صراحت ہے کہ حضرت مولانا بشیر صدّیقی کے والدین اور تمام بھائیوں (علیہم الرحمۃ) کو زیارتِ حرمینِ شریفین کا شرف حاصل ہوا تھا۔

39 "جنوبی افریقہ کے اُردو شاعر"، ص ۲۳۸ تا ۲۳۹۔

آپ کی بھی آرزو بر آئی:

اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ پر بھی کرم کی برکھا نازل فرمادی کہ حج وزیارت کا شرف عطا کرکے آپ کی دیرینہ آرزو پوری فرما دی۔

چناں چہ جناب امداد صابری صاحب (مرحوم) لکھتے ہیں:

"آپ (مولانا محمد بشیر صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) نے حجِ بیت اللہ کا فریضہ بھی انجام دے لیا تھا۔"[40]

آپ مزید لکھتے ہیں:

"۱۹۳۴ء میں صفؔی صاحب اپنے والد مولانا محمد بشیر صدّیقی صاحب کے ہمراہ حج کو تشریف لے گئے۔ اُن کی والدہ بھی ساتھ تھیں، وہاں سے صفی صاحب والدہ کے ہمراہ ہندوستان پہنچے اور مرادآباد[41] میں، جہاں اُن کی ننھیال تھی، چھے (6) سال گزارے۔"[42]

۞۞۞۞۞۞۞

40 "جنوبی افریقہ کے اُردو شاعر"، ص ۲۳۵۔
41 "مرادآباد" سے یہاں "گنج مرادآباد" مراد ہے۔ (ندیم)
42 "جنوبی افریقہ کے اُردو شاعر"، ص ۲۴۳۔

چوتھا باب:

بیعت اور اجازت و خلافت

چوتھا باب:

بیعت اور اجازت و خلافت

حضرت علّامہ سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی صاحب دامت برکاتہم العالیۃ کے مضمون[43] کے مطابق حضرت علّامہ محمد بشیر صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے والدِ ماجد حضرت علّامہ مولانا شاہ محمد عبد الحکیم جوؔش و حکیمؔ صدّیقی میرٹھی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے شرفِ بیعت رکھتے تھے، اور حضرت علامہ بشیر صاحب کے نواسے محترم قاری سعد قاضی صاحب زِیْدَ مَجْدُہٗ نے وہاٹس اپ کال پر بات گفتگو کے دوران اِس فقیر (ندیم احمد ندؔیم نورانی) سے ذکر کیا کہ حضرت علامہ بشیر صدّیقی کے پاس حضرت سیّد غوث علی شاہ قلندر پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا شجرۂ طریقت تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے آپ اپنے والدِ بزرگوار سے سلسلۂ قادریہ غوثیہ نجیبیہ میں مرید تھے۔

وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ بِالصَّوَاب۔

---

43 ”جنوبی افریقہ میں صدّیقی علماومشائخ“۔

شجرۂ طریقت:

جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا ہے کہ حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ اپنے والدِ ماجد حضرت شاہ عبد الحکیم جوؔش صدّیقی علیہ الرحمۃ کے مرید تھے، اب یہ بھی ذکر کیے دیتے ہیں کہ حضرت شاہ عبد الحکیم اور حضرت مولانا محمد اسماعیل میرٹھی علیہ الرحمۃ یہ دونوں ہی بھائی سلسلۂ قادریہ میں حضرت سیّدنا غوث علی شاہ قلندر پانی پتی قَدَّسَ اللّٰہُ تَعَالٰی سِرَّہُ الْعَزِیْز سے شرفِ بیعت رکھتے تھے۔ حضرت مولانا اسماعیل میرٹھی صاحب علیہ الرحمۃ نے ۱۸۸۰ء میں حضرت غوث علی شاہ کا شجرۂ طریقت فارسی زبان میں نظم فرمایا تھا، جسے اُن کے صاحبزادے جناب محمد اسلم سیفی صاحب نے "حیاتِ اسماعیل" میں نقل فرمایا ہے، ہم وہ شجرۂ طیّبہ مع تمہید اُسی کتاب سے ہدیۂ قارئین کر رہے ہیں۔

چناں چہ محترم محمد اسلم سیفی صاحب رقم طراز ہیں:

"اس شجرے کو مولانا (محمد اسماعیل میرٹھی) نے نظم فرمایا ہے، یہ نظم ایک رسالہ الموسوم بہ دورِ آخر میں، جو مولانا کی تصنیف سے ہے، چھپ چکی ہے۔ اب یہ رسالہ نایاب ہے، اس لئے شجرۂ منظومہ اِس موقعہ پر نقل کیا جاتا ہے:

شجرۂ طیّبہ قادریہ برسبیلِ ایجاز

پاک آں ذاتِ کبریائے احد	کہ بدو ہیچ سلسلہ نہ رسد
لیک اندر طریقۂ ارشاد	دست در دست رہ نمایاں داد

اشرف الانبیاء حبیبِ خدا	اسد اللہ بابِ علمِ ہدا
ہم حسن، ہم حبیب، ہم داؤد	باز معروف راہِ حق پیمود
زدہ سرّی، جنید و شبلی دم	عبدِ واحد، ابو الفرَح پیہم
بو الحسن، بو سعید آمد باز	غوثِ اعظم کشود پردۂ راز
عبدِ رزّاق شد ابو صالح	اقتدایش نمود ابو صالح
از پسِ شاہ احمدِ اولیٰ	کرد دعوت شہابِ دیں بخدا
شمسِ دین ست و پس علاء الدیں	باز نورِ محمدؔ ست ببیں
بعدِ محمود ہست عبدِ جلال	پس بہاول قلندرِ خوش حال
بو المعالیٰ ست رہ نمائے یقیں	باز حضرت مقیم محکمِ دیں
بعدِ سیّد امیر بالا پیر	راہِ عبداللطیف برّی گیر
شیخ درویش و خان احمد شاہ	باز عبداللطیف حق آگاہ
مدحِ شاہ است و سیّد اعظم علی	شاہ غوثِ علیؒ و مولائی
شہ سوارِ معارکِ تجرید	تاجِ دارِ ممالکِ توحید
بحرِ عرفاں محیطِ بے پایاں	بر تر از وصف و ما وَراءِ بیاں"[44]

مندرجۂ بالا منظوم شجرۂ مبارکہ میں مذکور اسمائے مبارکہ کی جو تشریح "حیاتِ اسماعیل" اور "تذکرۂ غوثیہ" میں ہے، وہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں:

44 "حیاتِ اسماعیل" مع "کُلیاتِ اسماعیل"، ص ۴۵ تا ۴۶، نسخۂ دہلی۔

1	حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ	18	حضرت سیّد شہاب الدین
2	حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجھہ	19	حضرت سیّد شمس الدین
3	حضرت خواجہ حسن بصری	20	حضرت سیّد علاء الدین شاہ
4	حضرت خواجہ حبیب عجمی	21	حضرت سیّد نور محمد شاہ
5	حضرت خواجہ داؤد طائی	22	حضرت سیّد محمود
6	حضرت خواجہ معروف کرخی	23	حضرت سیّد عبد الجلال صحرائی
7	حضرت خواجہ سری سَقَطی	24	حضرت سیّد بہاول شیر قلندر
8	سیّد الطائفہ حضرت جُنید بغدادی	25	حضرت سیّد ابو المعالی
9	حضرت ابو بکر شبلی	26	حضرت سیّد مقیم محکم الدین حُجروی
10	حضرت شیخ عبد الواحد بن عبد العزیز تمیمی	27	حضرت سیّد شاہ امیر بالا پیر
11	حضرت ابو الفرح طرطوسی	28	حضرت عبد اللطیف برّی
12	حضرت ابو الحسن علی قریشی الہنکاری	29	حضرت شیخ درویش محمد
13	حضرت ابو سعید مبارک بن علی المخزومی	30	حضرت خان احمد شاہ کرت پوری
14	حضرت شیخ محی الدین سیّد عبد القادر جیلانی	31	حضرت عبد اللطیف ثانی کرت پوری
15	حضرت سّید عبد الرزّاق	32	حضرت مدح شاہ مند اوری
16	حضرت ابو صالح	33	حضرت سیّد اعظم علی شاہ بابروی
17	حضرت سیّد شاہ احمد علی (سیّد احمد شاہ اولیٰ)	34	حضرت سیّد محمد غوث علی شاہ قلندر پانی پتی[45] رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین

45 "حیاتِ اسماعیل" مع "کُلیاتِ اسماعیل"، ص ۴۶، نسخۂ دہلی؛ "تذکرۂ غوثیہ"، ص 26۔

حضرتِ بشیر کے گھر کے پانچ افراد کو حضور اشرفی میاں سے اجازت وخلافت:

مخدوم الاولیا، قطب المشائخ حضور سیّد شاہ علی حُسین اشرفی الجیلانی المعروف بہ "اشرفی میاں" قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَزِیْز نے سلسلۂ اشرفیّہ کی تجدید فرمائی، آپ اس سلسلے کے فروغ کا ایک اہم ذریعہ اور سبب بنے۔ آپ کے خلفا میں اپنے وقت کے بڑے بڑے علمائے کرام و مشائخِ عظام کے نام آتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل و محدث بریلوی قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَزِیْز کے بہت سے خلفائے کرام ایسے بھی ہیں جن کو حضور اشرفی میاں سے بھی خلافت و اجازت کا شرف حاصل ہے۔ حضرت مولانا محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ کے والدِ ماجد حضرت شاہ محمد عبد الحکیم صدّیقی، ایک بڑے بھائی مبلغِ اسلام حضرت علّامہ مولانا شاہ احمد مختار صدّیقی[46] اور دو چھوٹے بھائیوں خطیب العلما حضرت علّامہ مولانا نذیر احمد خجندؔی[47] اور مبلغِ اعظم حضرت علّامہ شاہ محمد عبد العلیم صدّیقی[48] کو بھی حضور اشرفی میاں سے

46 حضرت شاہ احمد مختار صدّیقی کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قُدِّسَ سِرُّھُمَا سے بھی اجازت وخلافت حاصل تھی۔
("کشفِ ضلالِ دیوبند" شرحِ "اَلْاِسْتِمْدَاد عَلٰی اَجْیَالِ الْاِرْتِدَاد"، ص ٦٨)

47 مولانا امین نورانی صاحب نے لکھا ہے: "حضرت مولانا نذیر احمد صدّیقی خجندؔی کو بھی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے منصبِ خلافت حاصل تھا۔"
("عہدِ رواں کی عبقری شخصیّت"، ص ١٣ تا ١٤) وَاللہُ تَعَالٰی وَرَسُوْلُہٗ ﷺ اَعْلَم۔

48 مبلغِ اعظم حضرت علّامہ شاہ محمد عبد العلیم صدّیقی علیہ الرحمۃ کا اسمِ گرامی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کے مشہور خلفا میں شامل ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

اجازت و خلافت حاصل تھی، اور خود مولانا محمد بشیر صدّیقی کو بھی حضور اشرفی میاں نے اجازت و خلافت سے نوازا تھا۔[49] اس طرح آپ کے گھر کے پانچ افراد کو حضور اشرفی میاں سے اجازت و خلافت کا شرف حاصل ہوا (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم)۔

خلفائے حضور اشرفی میاں علیہ الرحمۃ کی فہرست میں، حضرت علّامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ کا نام اس طرح درج ہے:

"مولوی محمد بشیر صدّیقی بن مولانا الحاج محمد عبدالحکیم ۲۸/ محرّم ۱۳۵۶ ہجری مشائخاں میرٹھ (و) نٹال میرس برگ، جنوبی افریقہ۔"[50]

سالِ خلافت "۱۳۵۶" درست نہیں:

مذکورۂ بالا اقتباس میں "۱۳۵۶" غالباً کمپوزنگ کی غلطی ہے، کیوں کہ ۱۱/ رجب المرجّب ۱۳۵۵ھ کو حضور اشرفی میاں علیہ الرحمۃ کا وصالِ مبارک ہو چکا تھا، وصال کی یہی تاریخ خود حضرت علّامہ محمود احمد رفاقتی کان پوری صاحب نے "حیاتِ مخدوم الاولیا" ہی میں لکھی ہے[51]، بلکہ اپنی دوسری کتاب "تذکرۂ علمائے اہلِ سنّت" میں بھی لکھی ہے۔[52]

"کشفِ ضلالِ دیوبند" شرحِ "اَلْاِسْتِمْدَاد عَلٰی اَجْیَالِ الْاِرْتِدَاد"، ص۶۸۔

49 "حیاتِ مخدوم الاولیاء"، صفحات: ۳۰۰، ۳۱۰، ۳۱۲، ۳۱۸، ۳۳۶۔

50 "حیاتِ مخدوم الاولیاء محبوبِ ربّانی" (مطبوعہ ۲۰۱۳ء)، ص ۳۱۳۔

51 "حیاتِ مخدوم الاولیاء محبوبِ ربّانی، صفحہ ۳۹۹، ۴۰۳۔

52 "تذکرۂ علمائے اہلِ سنّت"، ص ۱۹۰۔

لہٰذا، ۱۳۵۶ ہجری کو حضور اشرفی میاں علیہ الرحمۃ کا حضرت مولانا محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ کو خلافت عطا فرمانا ممکن نہیں۔

ہو سکتا ہے کہ درست سنِ ہجری "۱۳۵۲" ہو؛ آخر کے "۲" کو غلطی سے "۶" لکھ دیا گیا ہو، جیسا کہ کمپوزنگ میں بعض اوقات اس طرح کی غلطی ہو جاتی ہے۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی وَرَسُوْلُہٗ ﷺ اَعْلَمُ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ۱۳۵۲ھ ہی درست نکلا:

حضرت علّامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ کے سالِ خلافت سے متعلّق آج (پیر، ۲۹/ شوّال ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۴/ جولائی ۲۰۱۷ء) سے تقریباً سوا سال قبل ہم نے مندرجۂ بالا تحریر میں اپنا یہ گمان ظاہر کیا تھا کہ "ہو سکتا ہے کہ درست سنِ ہجری ۱۳۵۲ ہو" اور آج سے تین چار روز قبل ہمیں انٹرنیٹ سے "حیاتِ مخدوم الاولیاء محبوبِ ربّانی" کا ایک پرانا نسخہ ملا، جو ۱۴۲۱ھ / ۲۰۰۱ء میں شائع ہوا تھا، اُس میں حضرت علّامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ کی خلافت سے متعلّق تحریر میں "۱۳۵۲ھ" ہی لکھا ہے۔[53] اس طرح ہمارا یہ گمان درست ثابت ہوا کہ آپ کو حضور اشرفی میاں قُدِّسَ سِرُّہٗ سے ۱۳۵۲ھ میں خلافت حاصل ہوئی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ عَلٰی ذٰلِكَ!

۞۞۞۞۞۞۞۞

---

53 "حیاتِ مخدوم الاولیاء محبوبِ ربّانی" (مطبوعہ ۲۰۰۱ء)، ص ۳۶۸۔

پانچواں باب:

نَثرِ بَشِیر

پانچواں باب:

نَثرِ بَشِیر

ہمیں حضرت علّامہ مولانا محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ کا ایک مطبوعہ مضمون، ایک مطبوعہ مکتوبِ گرامی اور کچھ مطبوعہ منظوم کلام ملے ہیں؛ علاوہ ازاں، آپ کی ایک دستی تحریر بھی موصول ہوئی ہے۔ اس باب میں ہم وہ مضمون، مکتوبِ گرامی اور دستی تحریر ہدیۂ قارئین کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اگلے باب (نظمِ بشیر) میں آپ کے منظومات بھی قارئینِ کرام کی نذر کر دیے جائیں گے۔

مضمون اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں!

”محفلِ میلادِ مبارک

از حضرت مولانا الحاج محمد بشیر صاحب صدّیقی مدّظلّہُ العالی

مقیم پریٹوریا، ٹرانسوال

”دنیا کی پیدائش سے لے کر آج تک ذکرِ پاکِ رسولِ کریم عَلَیۡهِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسۡلِیۡم مختلف صورتوں میں ہوتا آیا ہے۔ ہاں جس وقت سے کفر کی تاریکی نے اپنا اثر جمانا شروع کیا، خدا کو بھلانے والے پیدا ہوئے، خدا کے حبیب کی مخالفت بھی کرنے لگے۔

علّامہ رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ انجیلِ مقدّس میں نامِ نامی و ذکرِ سامیِ جنابِ رسالت مآب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم دیکھ کر بعض چومتے اور آنکھوں سے لگاتے تھے اور بعض توہین کرتے اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ یہی کیفیت اب بھی ہے کہ عاشقانِ حبیبِ خدا اشرف الانبیا عَلَیۡهِ التَّحِیَّةُ وَالثَّنَا ذکرِ محبوب کو حرزِ جاں اور جان و ایمان جانتے ہیں اور دشمنانِ خیر البشر اس کو بدعت و حرام بتاتے ہیں۔ گرفت میں آتے ہیں تو ہیئتِ کذائیہ کے پردے میں مُنہ چھپالیتے ہیں۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اس کی ہر ہیئت

کو شرعی نقطۂ نظر سے دیکھیں۔

محفلِ میلادِ مبارک کی ہیئتِ کذائیہ کیا ہے؟

1۔ لوگوں کو بلانا

2۔ دن، تاریخ اور وقت معیّن کرنا

3۔ پڑھنے والوں کے لئے تخت اور سننے والوں کے لئے نشست کا انتظام کرنا

4۔ روشنی اور پھول وغیرہ سے مجلس کو آراستہ کرنا

5۔ لوبان، بخور وغیرہ سلگانا

6 درود و سلام کھڑے ہو کر پڑھنا

7۔ شیرینی تقسیم کرنا۔

اب ملاحظہ ہو:

1۔ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو حکم ہوتا ہے:

وَ اَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَکَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ ﴿۲۱۴﴾[54]

(ترجمہ) ”تم اپنے قریبی رشتے داروں کو ڈراؤ۔“

تو آپ کوہِ صفا پر چڑھ کر ایک ایک قبیلے کا نام لے کر بُلاتے ہیں، یہاں

---

54 پارہ: ۱۹، اَلشُّعَرَآء: ۲۱۴۔

تک کہ جب سب جمع ہو جاتے ہیں تو آپ اُن کو توحیدِ الٰہی اور اپنی رسالت کی دعوت پہنچاتے ہیں۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بھلی بات سنانے کے لئے بُلانا سنّتِ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہے۔

2۔ اللہ تعالیٰ نے ہر کام کے لئے ایک وقت اور ہر وقت کے لئے ایک کام مقرّر کر کے ہمیں تعلیم کیا ہے کہ اپنے سارے کاموں کو اِسی پیرائے پر چلائیں۔ روزے کے لئے رمضان معیّن، عید کے لئے ایک دن معیّن، حج کے لئے ۹/ ذوالحجہ معیّن، قربانی کے لئے ۱۰، ۱۱، ۱۲ معیّن؛ روزانہ نماز کے لئے پانچ وقت معیّن؛ تعیّنِ اوقات کی پابندی ضروری ولازمی۔

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہم اُمورِ نافلہ میں پابندی و تعیّنِ اوقات کریں تو ہرگز ممنوع نہیں ہو سکتی۔

3۔ حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک قصیدۂ نعتیہ لکھ کر لاتے ہیں، تو حضورِ اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم منبر لگاتے ہیں؛ جس پر کھڑے ہو کر، وہ مدّاح النبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم وَ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنا قصیدہ سناتے ہیں حضور صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم خوش ہوتے ہیں اور اُن کے حق میں دعا فرماتے ہیں۔

اِس لئے ثابت ہوتا ہے کہ نعت و مدحتِ رسولِ اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی عزّت و عظمت کے لئے اونچی جگہ، بہترین جگہ مقرّر کرنا سنّت

ہوئی ہے۔

4۔ آرائش کے سامان مولیٰ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ نے ہماری آسائش کے لئے پیدا فرما کر ارشاد فرمایا: قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ[55]

(ترجمہ) "رسول اللہ! آپ فرمادیجیے کہ زینتِ الٰہی کو کس نے حرام کیا ہے؟"

یہ آیت بتارہی ہے کہ اِسراف سے بچ کر، اعتدال میں رہ کر، جس قدر آرائش کریں، جائز ہے؛ اُس کا حرام کرنے والا سوائے وہابی لہابی کے کون ہو سکتا ہے؟

5۔ جناب رسولِ اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو خوشبو نہایت مرغوب و محبوب تھی۔ حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمْ (اَلْحَدِیْث)[56] میں سب سے پہلے خوشبو ہی کا ذکر فرمایا۔

پھر جہاں مجمع ہوتا ہے، ہَوا کی اصلاح کی ضرورت ہوتی ہے؛ جس کے لئے لوبان وغیرہ بہترین اشیا ہیں۔

پس اِس کی ممانعت کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔

6۔ مولیٰ تعالیٰ نے نماز کے لئے چار ہیئتیں مقرّر فرمادیں: قیام، رکوع، سجدہ، قعود۔

---

55 پارہ:۸، اَلْاَعْرَاف: ۳۲۔

56 یعنی تمہاری دنیا کی چیزوں میں سے جو چیزیں مجھے محبوب ہیں۔ (ندیم)

نماز کے علاوہ، تسبیح، تہلیل، تکبیر، استغفار، درود و سلام وغیرہ تمام اَذکار کے لئے اختیار دیا ہے کہ جو ہیئت پسند و مرغوب و محبوب ہو، مقرّر کر لو۔

چناں چہ فرماتے ہیں:

فَاِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ[57]

(ترجمہ) "جب نماز ادا کر چکو، تو اَب ذکرِ الٰہی کھڑے، بیٹھے، لیٹے جیسے چاہو، کرو۔"

پس اگر ہم نے دُرود و سلام کے لئے قیام مقرّر کر لیا، تو عینِ فرمانِ خداوندی کی تعمیل ہوئی۔

پھر یہ معتبر و مستند روایات سے ثابت ہے کہ حضورِ اکرم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی ولادت کے وقت فرشتے پرے کے پرے باندھے کھڑے تھے، تسبیح و تہلیل اور دُرود و سلام پیش کر رہے تھے۔

ع: ذکرِ حبیب کم نہیں وصلِ حبیب سے

ہم ان کی ولادتِ باسعادت کا مبارک ذکر پڑھ کر فرشتوں کی طرح کھڑے ہو کر اُن کی خدمت میں دُرود و سلام پیش کرتے ہیں۔ فِیْ نَفْسِہٖ

---

57 پارہ: ۵، اَلنِّسَآء: ۱۰۳۔

دُرود و سلام منع نہیں، بلکہ مامور ہے؛ کھڑے ہو کر پڑھنا ممنوع نہیں۔

حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحب مجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 'تَحْقِیْقُ الْحَقِّ الْمُبِیْن' میں فرماتے ہیں:

'چیزیکہ خوبیِ او از شارع ثابت شد از تخصیص وقت و روز حُسنِ آں نمی رود، چنانچہ در دُرُّ الْمُخْتَار مسطور است:

اَلْمُصَافَحَةُ حَسَنَةٌ وَّلَوْ بَعْدَ الْعَصْرِ وَالْفَجْرِ۔'

یعنی جس چیز کی خوبی شارع سے ثابت ہو گئی، وقت اور دن کے خاص کرنے سے اس کی خوبی جاتی رہتی ہے، جیسا کہ دُرِّ مختار میں لکھا ہے کہ مصافحہ عمدہ اور اچھا ہے، اگرچہ نمازِ عصر اور فجر کے بعد ہو۔

7۔ اجتماعِ احباب پر شیرینی یا کھانا تقسیم کرنا ممنوع نہیں، بلکہ محبّت بڑھانے والی چیز ہے۔ اگر کہا جائے کہ بعض لوگ صرف شیرینی کے لئے آتے ہیں تب بھی مضائقہ نہیں، دَوَاعِیْ اِلَی الْخَیْر، خیر ہوتے ہیں؛ کم از کم شیرینی کے بہانے سے اتنی دیر مَنْہِیَّات سے بچے رہیں گے اور ذکرِ خیر میں شریک رہیں گے۔

بہر حال اس کی حرمت کی کوئی وجہ نہیں۔

تنبیہ:

ہاں ذکرِ میلادِ مبارک پڑھنے والوں کو چند اُمور ضرور ملحوظ رکھنے چاہییں:

1۔ پاک صاف، باوضو ہوں۔

2۔ نشیلی چیز پی کر نہ پڑھیں۔

3۔ روایات معتبر اور صحیح ہوں۔

4۔ صرف گانے پر منحصر نہ کریں۔

بلکہ حالاتِ طیّباتِ جناب رسالت مآب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم بیان کیے جائیں تا کہ سامعین کو اُسوۂ رسولِ کریم عَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالتَّسۡلِیۡم کا پتا چلے۔ ہاں کہیں کہیں کوئی قصیدۂ نعتیہ بھی پڑھ لیں جو حُدودِ شرع کے اندر ہو۔"[58]

۞۞۞۞۞۞۞۞۞

58 ماہ نامہ "شاہراہ" بمبئی، ربیع الاوّل ۱۳۵۶ھ، ص ۸ تا ۹۔

حضرت شاہ احمد مختار کی خدمات پر
حضرت علّامہ محمد بشیر صدّیقی کا ایک مکتوبِ گرامی:

مولانا محمد بشیر صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے چھوٹے بھائی مولانا نذیر احمد خجندی کو اپنے برادرِ اکبر حضرت علامہ شاہ احمد مختار صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات کے بعد ایک خط لکھا تھا، جس کا ذکر کرتے ہوئے جناب اِمداد صابری صاحب فرماتے ہیں:

"آپ (مولانا محمد بشیر صدّیقی) نے اپنے بھائی مولانا خجندی صاحب کو مولانا احمد مختار صدّیقی کی وفات کے بعد ۹ر شوّال ۱۳۶۵ھ[59] مطابق ۱۹۴۶ء کو حسبِ ذیل خط لکھا تھا، جس کو مولانا خجندی صاحب نے اپنی تالیف 'مخدومِ خجندی' میں شائع کیا۔ اس خط میں مولانا احمد مختار صدّیقی صاحب کی اُن خدمات کا ذکر کیا (گیا) ہے جو انھوں نے جنوبی افریقہ وغیرہ میں انجام دی تھیں۔"[60]

اب ہم اگلے صفحے پر، "جنوبی افریقہ کے اُردو شاعر" سے مذکورۂ بالا مکتوبِ گرامی نقل کر کے نذرِ قارئین کرتے ہیں، جو امداد صابری صاحب نے حضرت مولانا نذیر احمد خجندی رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف "مخدومِ خجندی" سے نقل فرمایا تھا۔

59 یہاں سنِ ہجری میں صرف "۱۳" لکھا تھا، چوں کہ ۱۹۴۶ء میں جو شوّال آیا تھا وہ ۱۳۶۵ ہجری کا شوّال تھا، اس لیے ہم نے "۱۳۶۵ھ" پورا سن لکھ دیا۔ (ندیم)

60 "جنوبی افریقہ کے اُردو شاعر"، ص ۲۳۵ تا ۲۳۶۔

علامہ محمد بشیر صدّیقی کا ایک مکتوبِ گرامی

اپنے بھائی علامہ نذیر احمد خجندی کے نام

"۱۹۰۶ء میں جب چہ چپئ لارنسومارکس (پرتگیز) میں حاجی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ [61] تشریف لے گئے اس وقت مسلم کانفرنس قائم کی، جس میں گورنر بھی آیا تھا۔ اسی زمانے میں ایک تقریر فرمائی اور دورانِ تقریر میں شراب فروشی [62] اورمے نوشی کی برائیاں بیان کرتے ہوئے حکمِ شریعت سنایا تو بارش کے پانی کی طرح راستوں میں شراب بہتی تھی۔ حقیقت یہ تھی کہ مسلمان تاجر عام طور پر شراب فروشی کے خوگر تھے۔ ایک سو سے زائد شراب بیچنے والوں نے مولانا کے دستِ مبارک پر توبہ کی اور وعدہ کیا کہ آئندہ شراب فروشی اور مے نوشی سے محفوظ رہیں گے۔

۸-۱۹۰۷ء میں جب کہ حکومتِ ساؤتھ افریقہ نے ٹرانسول والوں کے لیے (انڈین) حکم دیا کہ ان کے پرمٹوں پر انگوٹھوں کا نشان لیا جائے، بلکہ بیسیوں اُنگلیوں کے نشان لیے جائیں، انڈین کے بچے جو انڈیا میں پیدا ہوئے ہیں وہ آٹھ

---

61 یعنی حضرت مولانا شاہ احمد مختار صدّیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ۔ (ندیم)

62 "جنوبی افریقہ کے اُردو شاعر" میں اِس جگہ "فروشی" کی بجائے "نوشی" مرقوم تھا؛ لیکن آنے والی عبارت سے اندازہ ہو رہا ہے کہ اصل مکتوب میں یہاں لفظِ "فروشی" ہو گا۔ (ندیم)

سال کی عمر کے اندر یہاں آسکتے ہیں۔ مولانا نے اس کی مخالفت فرمائی اور حکومت نے اس کو قبول کیا، لیکن گاندھی نے قبول نہیں کیا، جو اس زمانے میں انھیں حالات کی مخالفت کرتا ہوا ستیہ گرہ کر کے جیل میں موجود تھا۔ اس نے اپنی کم زوری کے ماتحت سب انگلیوں کا نشان دیا اور حکومت کے فرمان کو قبول کیا اور جیل سے چھوٹ گیا؛ پھر بھی حضرت مولانا کی تحریک سے یہ معاملہ پریوی کونسل لندن سے طے ہوا اور ۱۶/ برس کی عمر والے ہندوستانی بچوں کو آنے کی اجازت ملی اور بے پڑھے لوگوں کو صرف انگوٹھے کا نشان دینے کے لیے حکم ہوا۔

اسی زمانے میں حمیدیہ سوسائٹی جوہانسبرگ ٹرانسول میں قائم کی۔ ۱۹۰۹ء کو کیپ ٹاؤن میں تعزیہ بنانے والوں، جلوس نکالنے والوں اور پٹھانوں کے درمیان فساد ہوا؛ تعزیے والوں کا ایک شخص مارا گیا؛ حضرت مولانا کی کوششوں سے پٹھان رہا کر دیا گیا اور ہمیشہ کے لیے کیپ ٹاؤن میں جلوس نکالنے کی ممانعت ہوئی۔

۱۹۱۰ء میں ڈربن تشریف لائے اور 'الاسلام' گجراتی زبان میں جاری کیا، جس میں گاندھی کے خلاف مضامین لکھ کر مسلمانوں کو گاندھی کی چال بازیوں سے آگاہ کیا۔ اتفاقاً ایک سال بعد یہ اخبار بند فرما کر آپ اپنے وطن شہر میرٹھ تشریف لے گئے۔

۱۹۱۰ء میں مدرسۂ انجمنِ اسلام ڈربن سے جاری کیا، جس میں تعلیمِ قرآن کے ساتھ ساتھ اُردو، گجراتی اور اِنگریزی کا سلسلہ بھی تھا، جو آج تک ایک شان دار عمارت میں جاری ہے۔ ۱۹۳۲ء، ۱۹۳۴ء، ۱۹۳۸ء تک زمانۂ قیامِ ڈربن

میں حضرت مولانا نے کثیر التعداد غیر مسلموں کو داخلِ اسلام فرمایا، جس میں زیادہ تعداد یورپین حضرات کی تھی۔۔۔۔ دو مرتبہ وعظ میں قرآن شریف کی پوری تفسیر بیان فرمائی۔ مرضِ دمہ کی وجہ سے ہمیشہ علیل رہے؛ تاہم، وعظ بیان کرنے سے کبھی گریز نہیں کیا۔ بسا اوقات دو دو آدمی پکڑ کر ممبر پر بٹھاتے تھے۔ تھک جانے کے بعد آپ فرمایا کرتے تھے کہ کچھ سننا چاہو تو میری دوا کرو یعنی بلند آواز سے درود شریف پڑھو؛ حاضرین، جن کی تعداد سینکڑوں ہوتی تھی، تین تین بار بلند آواز سے درود شریف پڑھتے، پھر آپ سلسلۂ کلام جاری فرماتے۔ مولانا نو جوانوں کی طرح بلند آہنگی سے بیان فرمایا کرتے تھے؛ اطبّا آپ کی یہ حالت دیکھ کر حیران رہ جایا کرتے تھے، جو حقیقتاً آپ کی قوّت یا طاقت نہیں تھی؛ بلکہ قدرت کی طرف سے آپ کی کرامت تھی۔ آج کل جوان و تن درست علما بھی ذرا سے زکام و بخار کے سبب بیان کرنے کے بعد تکان کے بہانے دو دو وقت کی نماز چٹ کر جاتے ہیں۔ آپ کے صحبت یافتہ آج نہایت خوبی کے ساتھ تبلیغِ اسلام کی خدمت انجام دے رہے ہیں۔ وہ نوجوان جن سے والدین دست بردار ہو چکے تھے بِحَمْدِ اللہِ تَعَالٰی مولانا کی تربیت سے والدین کے مطیع و فرماں بردار اور خادمِ اسلام ہیں، اور والدین اور قوم اُن پر فخر کرتی ہے۔

۱۹۳۲ء سے بصارت جواب دے چکی تھی؛ لیکن، مولانا تعویذ اور خطوط ہمیشہ اپنے ہی دستِ مبارک سے تحریر فرمایا کرتے تھے۔ تحریر کا روزانہ اوسط دس بارہ صفحہ سے کم نہ تھا؛ دیکھنے والے حیران تھے۔ آج بھی اُن کی وہ تحریریں موجود

محفوظ ہیں۔

۱۹۳۴ء میں مدرسۂ بَنات المسلمین ڈربن ناٹال آپ کی نگرانی میں نہایت شان و شوکت سے جاری کیا گیا۔ اس مدرسے کا سیّد رضا علی صاحب نے اپنے قیام کے دوران معائنہ فرمایا، بچیوں کا امتحان لیا، تو معلوم ہوا کہ وہ چھوٹی بچیاں اس سے بخوبی واقف ہیں کہ پہلے زمانے میں مسلمان خواتین کس ناموَری اور شان و شوکت سے اپنی زندگی بسر کرتی تھیں اور کیسی عظمت والی تھیں۔ نیو ٹاؤن میں 'حمیدیہ مسجد' کے نام سے ایک عظیم الشان مسجد بھی مولانا نے مسلمانوں کو توجّہ دلا کر تعمیر کرائی۔"[63]

۞۞۞۞۞۞۞۞۞

[63] "جنوبی افریقہ کے اُردو شاعر"، ص۲۳۶ تا ۲۳۸۔

حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ کے خود اپنے دستِ مبارک سے لکھی ہوئی تحریر اور آپ کی صاحبزادی مُنیرہ خاتون قاضی کی طرف سے میسینجر کال(Messenger Call)

آنے والے آٹھ صفحات خود حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ کے اپنے دستِ مبارک سے لکھی ہوئی تحریر پر مشتمل ہیں؛ جن کی پی ڈی ایف، آپ کی صاحبزادی محترمہ حضرت منیرہ خاتون قاضی صاحبہ نے، منگل ۱۹ر ستمبر ۲۰۱۷ء کو ڈربن جنوبی افریقہ سے اپنے صاحبزادے حافظ محمد راشد قاضی صاحب کے ذریعے ہمیں ای میل کروائی ہے، جس کے لئے ہم اُن دونوں کے شکر گزار ہیں۔ یہ تحریر خود حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی کے بارے میں، اور اُن کے شجرۂ نسب اور اہلِ خاندان کے بارے میں اہم معلومات پر مشتمل ہے۔ واضح رہے کہ اس تحریر میں سے بہت سی اہم معلومات ہم نے اِس کتاب کے مختلف صفحات میں

”دستی تحریرِ علامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ“ کے حوالے سے درج کر دی ہیں۔

یہ بھی واضح رہے کہ یہ تحریر میل کروانے کے بعد حضرت منیرہ خاتون قاضی صاحبہ مدّ ظلّہا العالیۃ نے میسنجر کال (Messenger Call) کے ذریعے حسبِ ذیل گفتگو فرمائی:

”اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ!

ندیم بیٹا!

میں مُنیرہ خاتون قاضی بول رہی ہوں، حافظ راشد کی امّی۔

میرے والدِ بزرگوار پر آپ آرٹیکل لکھ رہے ہیں۔

بہت بہت شکریہ!

جو بھی انفارمیشن میرے پاس تھی، اُنھیں کے ہاتھ کی لکھی ہوئی، اُنھیں کی کتاب سے میں نے نکالی اور اُس کے فوٹو میں نے بھجوا دیے۔ حافظ راشد نے آپ کو سینڈ کر دیے۔ تو جو بھی انفارمیشن تھی اُسی تحریر میں ہے۔ اُمّید ہے کہ آپ کے کام آئے گی۔“

تحریر موصول ہونے کی خوشی تو اپنی جگہ، لیکن آپ نے اس گفتگو میں ”ندیم بیٹا“ کہہ کر جو مجھے مخاطب کیا ہے، اُس سے میرے دل میں جو فرحت اور خوشی پیدا ہوئی، اُس کا اندازہ کرنا بہت مشکل ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت منیرہ خاتون قاضی صاحبہ کی عمر شریف میں صحت و عافیت کے ساتھ برکتیں عطا فرمائے اور اُنھیں دارین کی نعمتوں سے خوب نوازے!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ علی سید المرسلین علیہ وآلہ واصحابہ الکرام

اما بعد بندہ حقیر و فقیر اشرف علی بن نعمت علی ساکن للاوڑ پرگنہ میرٹھ ظاہر کرتا ہے کہ مسمی شیخ حمید الدین و خواجہ نور اللہ صاحب بن منصور خوزندی غفر اللہ لہما ذنوبہ اولاد محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ معروف بہ صدیقی ولایت خوزند (خجند) سے مع قبائل و اہل عیال و وابستگان یک ہزار سواروں کے ساتھ بابر بادشاہ کے زمانہ میں ممالک محروسہ ہندوستان میں بارادہ بود و باش و قیام اس ملک ہند رضوان آئیں (جنت نشان) میں اپنے وطن سے سنہ ہجری مقدسہ میں آکر بمقام لب دریائے گنگ سیکری مستقل طور پر قیام کیا۔ بہت مدت کے بعد خواجہ نور اللہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز پانچ سواروں کے ساتھ پورب کی جانب اشاعت اسلام کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک درویش اہل اللہ معرفت شناس خدا پرست سے ملاقی ہوئے اور ان کے معانقہ میں اسرار الٰہی و راز باطنی منکشف ہوئے اپنے تمام ملازم سواروں کو موقوف کر کے راہ مولیٰ میں وقف کیا اور خود علیحدگی (گوشہ نشینی) اختیار کی۔

ذکر ہے کہ آپ جس دم فرماتے تھے آپ کی عمر شریف در سو بہتر سال کی ہوئی آپ کا مزار مبارک قصبہ للاوڑ ضلع میرٹھ میں ۸ کوس کے فاصلہ پر ہے۔

مولانا حمید الدین خوزندی سیکری میں مقیم رہے۔ بادشاہ وقت کی جانب سے زمینداری و چودھرائی عطا ہوئی اور ایک فرزند مسمی مولانا احمد منصبدار ہوئے

اسی زمانہ میں زمینداری کے معاملہ (تنازعہ) میں کسی ایک عامل کو ~~قتل کیا اور~~ کسی بھائی کے ساتھ قتل کیا اور بادشاہ شیر شاہ کے زمانہ میں للاوڑ میں سکونت اختیار فرمائی اور منصب و عہدہ چودھرائی سے استعفیٰ دیا۔ اور سال سنہ ہجری مقدسہ میں بمقام قصبہ للاوڑ مقیم ہوئے۔ چنانچہ یہ احوال کتاب میں اور مختلف پرچوں میں لکھا ہوا پایا جو یہاں تحریر کیا جو بزرگوں کی تحریر اور یادداشت میں پائے گئے۔

شیخ احمد بن حمید الدین خوزندی کو اور مولانا داؤد بن شیخ احمد کو کچھ علاقہ دیا لیکن منفرد بادشاہ سے اپنے لئے قبول نہ فرمایا اور فرزندان مولانا یوسف و بایزید اور عموی (چچا) یعقوب کو بادشاہ کی خاطر کہ عہد شکنی کا خیال نہ ہو دلا دیا۔ یہ حالات جمع کر کے یہاں لکھے۔

(یہ مضمون اور شجرہ مبارکہ نبیرہ عم بزرگوار خلیفہ غلام نبی صاحب کے مسمی محمد بشیر کے پاس دیکھنے میں آیا اس کو اپنی اور آنے والے جانشینوں کی آگہی کے لئے نقل کیا ۱۴۰۵ء بفرمائش عزیزہ دختر نیک اختر سیدہ بی بی عرف منیرہ خاتون سلمہا صفحات سابقہ سے ترجمہ کر کے لکھ رہا ہوں۔ اس کو ان چیزوں سے رغبت ہے اور مطالعہ کا شوق مولیٰ تعالیٰ اس کو اور اس کے بہن بھائیوں کو نیک نصیب فرمائے اور محمد طیبی بھلا کرے۔ ۱۹۲۹ء سے آل حکیم قدس اللہ سرہ العزیز جو ماہ شعبان سنہ ۹۰ ہجری وہیں مسکن جنوبی افریقہ کے صوبہ نٹال میں آباد ہے رحال و رشاد و رہے)

راقم آثم ابویحییٰ محمد بشیر الصدیقی عرف محمد ملا مصطفیٰ ۳۰ جمادی الاخری ۱۳۱۰ھ

بروز یکشنبہ صبح صادق کے وقت اپنے آبائی ... ۱۳۱۰ھ ۱۸۹۳ء کو عالم وجود میں آیا

اس وقت حضرت والد صاحب قبلہ قدس سرہ کی عمر شریف بحساب قمری پورے

پچاس سال کی تھی۔ ۲۳ سال تک حضور اقدس کے زیر سایہ رہا۔ حضور کے وصال کے بعد

بسلسلہ ملازمت صیغہ رجسٹری متعلقہ عدالت جج میرٹھ میں پانچ سال کامل کام کرتا رہا

اور منصرم چونکہ ہندو تھا اس عرصہ میں مستقل ملازمت نہ ملی یہاں ...

۲۵-۲۷ سال وہیں رہے لیکن مستقل تقرر نہیں ہو سکا۔ بہرحال آب و دانہ اس

ملک میں تھا اس زمانہ میں مولانا احمد مختار صدیقی نے ۱۹۰۸ء سے اس ملک میں ...

اخبار الاسلام اور پریس کے مالک مجھکو یہاں بلا دیا۔ چنانچہ اگست ۱۹۰۸ء میں

وطن سے روانہ ہو کر بمبئی آیا تیسرے رمضان کو ... سوار ہو کر آخر رمضان میں

... (محلہ ...) ... مولانا ... کو وہاں پایا وہاں سے

... ستمبر ۱۹۱۰ء میں ڈربن پہنچا

اس عرصہ میں چار بار وطن گیا اور اب جنوری ۱۹۲۴ء سے یہیں ہوں وطن کا ...

یہاں دو سال پریس چلایا پھر ڈنڈی میں ... امامت کی اور ... مختلف اوقات میں

ڈنڈی میں ... جاری رہا اور اب مستقل طور پر ۱۹۳۹ء سے

ڈربن میں مقیم ہوں یہاں بھی تقریباً ۲ سال ... میں بحیثیت ... رہا

جنوری ۱۹۴۱ء میں بحیثیت مسلم میرج رجسٹرار ... حکومت کی جانب سے مامور ہوا

رب العزت نے اس بے علم کو باعزت رکھا اور بحمد اللہ ...

ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء — والحمد للہ علیٰ ذالک ... اگست ۱۹۵۸ء ... شوال المکرم

... سے صدیقیہ ڈربن میں رہتا ہوں ۲۹۵ ... انگیشی روڈ ...

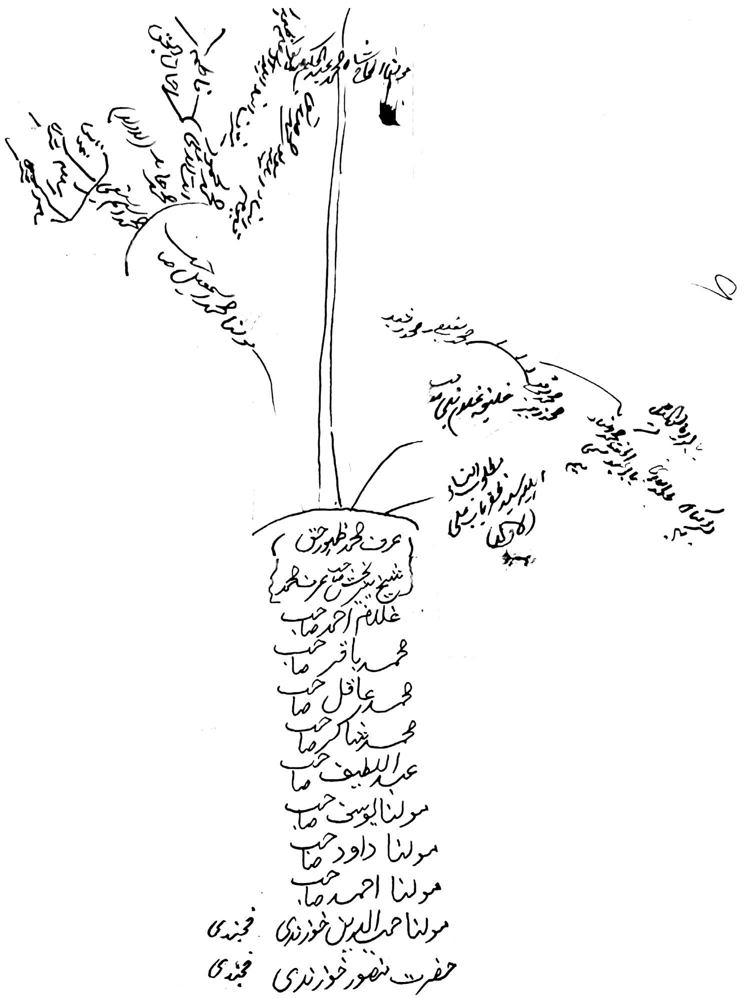

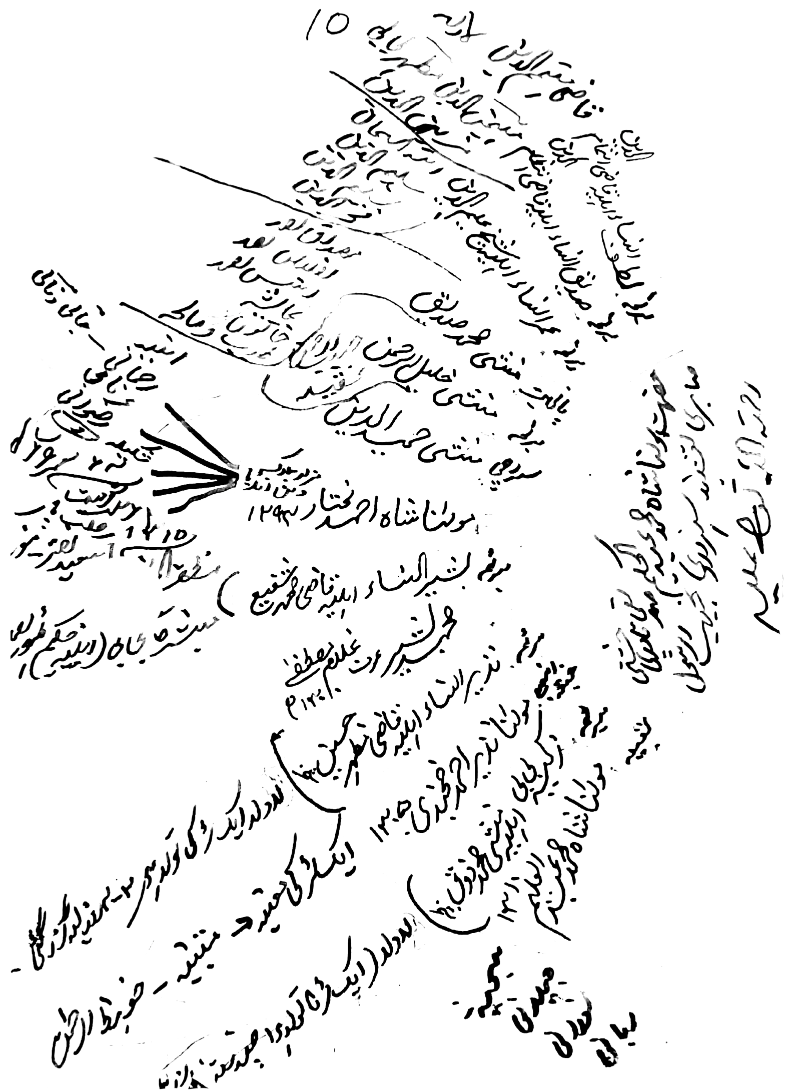

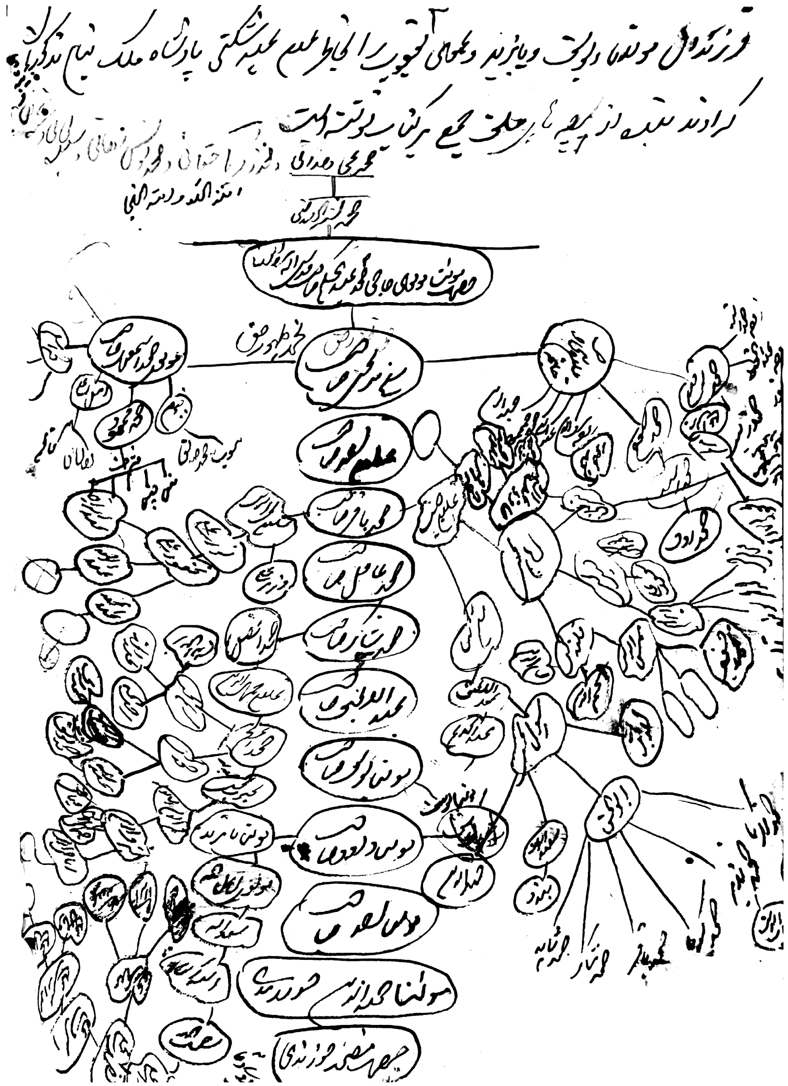

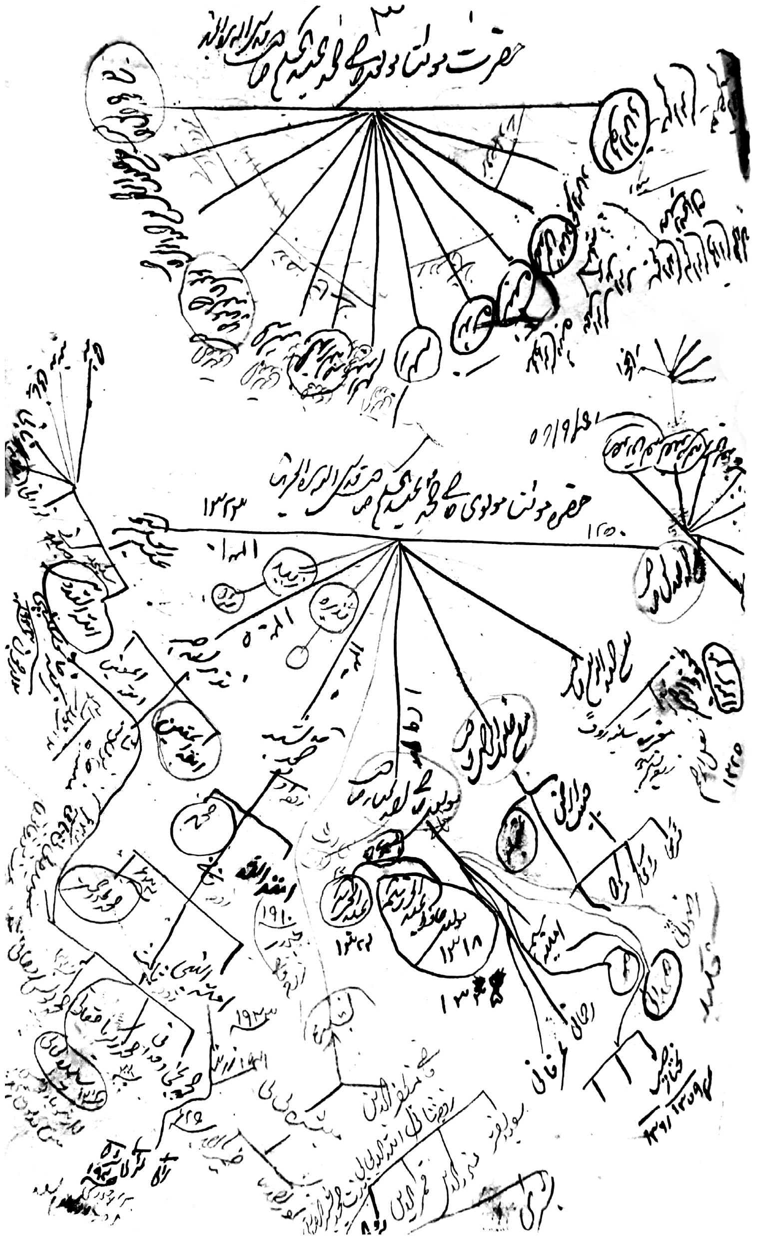

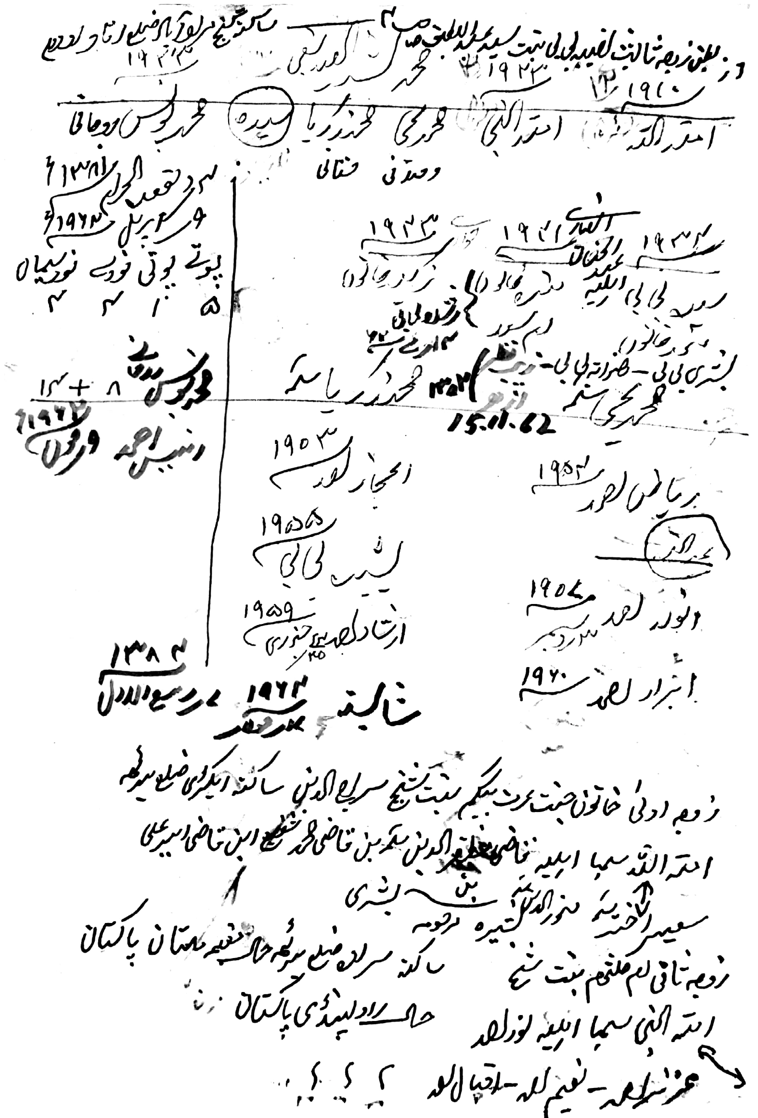

چھٹا باب:

نظمِ بشیر

چھٹا باب:

نظمِ بشیر

حضرت مولانا محمد بشیر صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا پورا خاندان علمی و عملی، ادبی اور شاعرانہ ذوق رکھتا تھا، آپ کے والدِ ماجد بھی شاعر تھے، آپ کے چچا حضرت مولانا محمد اسماعیل میرٹھی ایک معروف و مقبول شاعر تھے، نیز آپ کے تمام بھائی بھی شاعر تھے اور آپ کی اولاد بھی شاعر۔

آپ کی شاعری کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے جناب امداد صابری صاحب رقم طراز ہیں:

"شعر و شاعری سے تعلق خاندانی ہے۔ باپ شاعر اور تقریباً تمام بھائی شاعر تھے۔ اُن کا کلام پاکیزہ اور دلی کیفیات و جذبات کا ترجمان تھا۔ یہ اگر کسی محفل میں تشریف لے جاتے تھے تو اُس میں تر و تازگی پیدا ہو جاتی تھی۔ بچوں کی محفل ہوتی، خواہ بڑوں کی، اُس میں اپنے آپ کو فِٹ کر لیتے تھے۔ اسی موقع و محل کے لئے مولانا صدّیقی نے یہ شعر فرمائے تھے:

یہ پیرِ ہشتاد سالہ دیکھو تمھاری محفل میں ہوا شامل
بڑھاپا اپنا چھپا رہا ہے، جوانی اپنی دکھا رہا ہے

گوشہ نشیں رہوں یہ تقاضائے عمر ہے
دل کا تقاضا ہے چلو جشنِ بہار میں

ڈربن کے تقریباً ہر مشاعرے میں آپ نے شرکت کی۔[64]

کلام کی اصلاح اور تخلص:

جناب امداد صابری صاحب لکھتے ہیں:

"مولانا محمد بشیر صدّیقی اپنا کلام مولانا احمد مختار صدّیقی کو دکھاتے تھے۔ آپ کے دو تخلص: بشیرؔ و صدّیقیؔ تھے۔"[65]

ڈربن کے پہلے مشاعرے میں کلام سنایا:

حضرت علّامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ نے ڈربن (جنوبی افریقہ) میں منعقد ہونے والے اردو کے سب سے پہلے مشاعرے میں اپنا کلام سنایا[66]، جس کی تفصیل باب نمبر۹ (صفحہ 191 تا 193) میں ملاحظہ فرمائیں۔

64 "جنوبی افریقہ کے اُردو شاعر"، ص۲۳۵۔

65 "جنوبی افریقہ کے اُردو شاعر"، ص ۲۳۸۔

66 "جنوبی افریقہ کے اُردو شاعر"، سببِ تالیف، ص۵۷۔

کلام:

حضرت مولانا محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ کا جس قدر کلام ہمیں تاحال دستیاب ہو سکا ہے، وہ ذیل میں ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے۔

"الٰہی! تِری رحمتِ خاص مجھ پر

از حضرت الحاج مولانا محمد بشیر صاحب صدّیقی

الٰہی! تِری رحمتِ خاص مجھ پر — بحقِ محمد ﷺ رہے سایہ گستر
الٰہی! وہ دل دے کہ عشقِ نبی سے — رہے میرے پہلو میں بے تاب و مضطر
خدا کی عبادت نہ کرتا تھا کوئی — بتوں کی پرستش عرب میں تھی گھر گھر
وہ ماحی کہ جس نے دیارِ عرب میں — کیا محو کفر و ضلالت کا دفتر
وہ توحید کا جس نے سکّہ جمایا — کہ کہنے لگے بُت بھی اَللّٰہُ اَکْبَر
تِرے خُلق پر خَلق قربان شاہا! — کہ اَعرابِ سرکش ہوئے سب مسخّر
حبیبِ خدا ہو، کلامِ خدا میں — بھلا کیوں نہ ہو آپ کا ذکر اکثر
تمھاری طلب ہو نہ جس دل میں، شاہا! — وہ دل کیا ہے، اُس دل سے بہتر ہے پتھر"[67]

67 ماہ نامہ "شاہراہ" بمبئی، ربیع الاوّل ۱۳۵۶ھ، ص۸۔

مندرجۂ ذیل کلام حضرت علّامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ نے ۱۹۲۸ء میں کہا تھا، اُس وقت تک آپ کو حجِ بیت اللہ و حاضریِ روضۂ اطہر کا شرف حاصل نہیں ہوا تھا:

الٰہی! مدینہ مجھے بھی دکھا دے
مدینے ہی میں مجھ کو بس آسرا دے

ذرا شربتِ دیدِ احمد پلا دے
ہوں پیاسا میں کب کا مجھے بھی جھکا دے

میں ہوں تشنہ کامِ شرابِ محبّت
مِری پیاس بھی، میرے مولا! بجھا دے

بُھلاؤں میں اس وہمِ ہستی کو دل سے
وہ جامِ محبّت پلا دے پلا دے

ہوئی بے خودی ہجرِ احمد میں طاری
مجھے بوئے طیبہ سنگھا دے سنگھا دے

ہوں پروانۂ شمعِ ہستیِ اوّل
اُسی کی لپٹ میں یہ ہستی جَلا دے

میں ہجرِ نبی میں تڑپتا ہوں، یا رب!
یہ دل کی لگی بھی بجھا دے بجھا دے

نہیں کام آتی ہے تدبیر کوئی
مِری بگڑی تقدیر تو ہی بنا دے

نہیں بنتا ساماں دیارِ نبی کا
تو ہی غیب سے اب تو ساماں بنا دے

صبا! تیرا ممنونِ احسان ہوں گا
خبر میرے محبوب کی گر تو لا دے

تڑپتا ہے دل اور روتی ہیں آنکھیں
صبا! حال میرا یہ اُن کو سنا دے

الٰہی! کہاں جاؤں اور کس سے مانگوں
مریضِ محبّت کو تو ہی دوا دے

طنابیں زمیں کی کھنچیں اور میں پہنچوں
یہ بارِ گناہ اپنی گردن پہ لا دے

کروں عرض، اے شافعِ حشر! للہ!
عذابِ الٰہی سے مجھ کو بچا دے

کروں طوفِ کعبہ، میں قربان جاؤں
مِرے مولیٰ! گر مجھ کو کعبہ دکھا دے

کروں پاک زَم زَم سے میں جسم وجاں کو
حیاتِ ابد کا وہ شربت پلا دے

مِرے بھائی، ماں باپ زائر بنے سب
تو مجبوری میری بھی، مولا! مٹا دے

بشیرؔ! اب کمر باندھ چل نذر لے کر
جو اَشعار حاضر ہیں یہ سیدھے سادے[68]

وحدت کے جام پیتے ہیں خیر البشر سے ہم
دَیر و حرم کو دیکھتے ہیں اک نظر سے ہم
ہو تو ہی تو نگاہ میں جلوہ فگن اگر
تیرے سوا نہ دیکھیں کسی کو نظر سے ہم
ہو جائیں محو تیری ہی ذات و صفات میں
ٹھکرائیں جائیں کیوں بھلا پھر در بہ در سے ہم
ہستی مٹا کے اپنی جو ہم اُس کے ہو گئے
تب دیکھتے ہیں اُس کو اُسی کی نظر سے ہم[69]

---

68 ”جنوبی افریقہ کے اُردو شاعر“، ص۲۳۸تا۲۳۹۔

69 ”جنوبی افریقہ کے اُردو شاعر“، ص۲۳۹تا۲۴۰۔

ساقی مجھے اک جام ذرا ایسا پلا دے
دل میں تو ہی تو ہو مِری ہستی کو بُھلا دے
اوّل تو ہی آخر تو ہی ظاہر تو ہی باطن
ہو جائیں فنا تجھ میں تو وہ جامِ بقا دے
مستانے چلے آتے ہیں مَے خانے میں تیرے
جام اُن کو عطا ہوں مجھے تلچھٹ ہی پِلا دے[70]
نظّارہ ہے مشتاق تو بے تاب نگاہیں
اک جلوہ دل افروز ذرا اپنا دکھا دے
ساقی! متمنّی ہوں تِری ایک نظر کا
جو قلبِ حزیں کو مِرے آئینہ بنا دے
صؔدّیقی! چل اٹھ دیر نہ کر وقتِ سفر ہے
کہنا ہے جو کچھ جا کے مدینے میں سنا دے[71]

70 یہ ابتدائی پانچ اَشعار "جنوبی افریقہ کے اُردو شاعر" میں مقطع:
"صؔدّیقی! چل اٹھ دیر نہ کر وقتِ سفر ہے"
کے بعد لکھے تھے۔ چوں کہ مطلع اِنھیں پانچ کے شروع میں ہے؛ لہٰذا، ہم نے اِنھیں کلام کے بالکل شروع میں سیٹ کر دیا ہے۔ (ندیم)

71 "جنوبی افریقہ کے اُردو شاعر"، ص ۲۴۰۔

وہی اوّل، وہی آخر، وہی ظاہر، نہاں ہو کر
ہمیں وہ آزماتا ہے ہمارا راز داں ہو کر
مٹائیں گر وجود اپنا تو پائیں اس کی ہستی کو
وہی ہے خانۂ دل میں مکینِ لا مکاں ہو کر
کُھلیں گے رازِ پنہاں حشر میں تخلیقِ آدم کے
خلیفہ کیوں بنایا تھا عیاں ہو کر، بیاں ہو کر
دیا ہم کو سبق حسنین نے اپنی شہادت کا
دکھاؤ ہمّت و جرأت ذرا تم تر کماں ہو کر
تو بن بارش کا قطرہ فیض پہنچا سارے عالَم کو
کہ تا دُرِّ عدم بن کر رہے تاجِ شہاں ہو کر
تو گر حقّ العباد اور حقِّ مولیٰ کو ادا کر لے
خدا آسان فرمائے گا مشکل مہرباں ہو کر
ہو ممکن چین تک جانا تو جا کر علم تم سیکھو
یہ وہ کہتے ہیں جو آئے نبیِّ مرسَلاں ہو کر
زمانے کی روش بدلی جو اکبؔر اور حاؔلی نے
مگر اقباؔل نے بدلا اُسے روحِ رواں ہو کر
خدا نے دی ہے جو دولت تو صؔدّیقی ہو وہ مصرف
کہ جو دنیا و دیں میں کام آئے ضو فشاں ہو کر[72]

72 "جنوبی افریقہ کے اُردو شاعر"، ص ۲۴۰ تا ۲۴۱۔

دل بھر آیا قوم کی سمتِ مضطر دیکھ کر
رو دیے ہم اس کی بربادی کا منظر دیکھ کر
لٹ رہا ہے کاروانِ ملّتِ اسلامیہ
پل پڑے ہیں راہزن، بے یار و یاور دیکھ کر
کبر و نخوَت، جہل و بدعت اُن میں اب گھر کر گئے
اک حقیقت کہہ رہا ہوں اُن کا گھر گھر دیکھ کر
جل اٹھا ہے خرمنِ خُلقِ جوانانِ چمن
مغربی بجلی گری ہے ان کا بستر دیکھ کر
کل ترِے اَخلاق نے جن کو مسخّر تھا کیا
آج نفرت کرتے ہیں تیرا کریکٹر دیکھ کر
کاش صدّیقی! خدا اِس قوم کو کچھ عقل دے
فکرِ مستقبل کرے ماضی کا منظر دیکھ کر[73]

73 ”جنوبی افریقہ کے اُردو شاعر“، ص ۲۴۱۔

تاریخ گوئی پر مہارت:

حضرت علّامہ محمد بشیر صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو تاریخ گوئی پر بھی کمال حاصل تھا، جس پر مندرجۂ ذیل تاریخی قطعہ شاہد و گواہ ہے:

۱۳۷۱ھ میں اپنے ایک عزیز دوست کی رحلت پر یہ تاریخی قطعہ کہا:

آہ! کس قدر تھی تمھیں[74] عجلت — بزم میں بھی نہ کر سکے شرکت
بزم کے رکنِ خاص اک تم تھے — دے گئے بزم کو غمِ فرقت
سنی قوّال سے جو حقّانی — اور ہوئی طاری آپ پر رقّت
روح عاشق کی جسمِ خاکی سے — عالَمِ وجد میں ہوئی رخصت
آئی آواز اب امام کہاں — وہ ہوئے آج داخلِ جنّت
ہوئے حیراں طبیب اور اَحباب — تم نے پائی جو وصل کی لذّت
ڈھونڈتے ہیں پیارے مشفق کو — نظر آتی نہیں مگر صورت

کہا ہاتف نے کہہ دو، صدّیقی!
”عاشقِ یار کی ہوئی رحلت“ (۱۳۷۱ھ)[75]

74 ”جنوبی افریقہ کے اُردو شاعر“ میں اِس جگہ ”تمھیں تھی“ تھا، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتا ہے؛ وزنِ شعری کے اعتبار سے یہاں ”تھی تمھیں“ ہونا چاہیے۔ (ندیم)

75 ”جنوبی افریقہ کے اُردو شاعر“، ص ۲۴۱۔

پتا لگتا نہیں اس ذات کا جو دل میں پنہاں ہے
بتاتے ہیں اسے دل میں مگر دل خود جویاں ہے
کریں قربان گر خوابِ خورش اور عیشِ آسائش
تو پھر خود دیکھ لو گے قلب میں وہ ہی درخشاں ہے
زبان و چشم و گوش اپنے کرو گے بند تم جس دم
بصیرت تب دکھا دے گی کہ وہ ہی نور افشاں ہے
کرو تم دور دل سے رنج و غم اور فکرِ آسائش
ہو کیسے آشکارا رازِ دل جب دل پریشاں ہے
کہاں تو اور کہاں یہ معرفت کا بحرِ بے پایاں
جو طے کرتا ہے صدّیقی یہ بس اُن کا ہی[76] فیضاں ہے[77]

---

76 ”جنوبی افریقہ کے اُردو شاعر“(ص ۲۴۲) میں اس جگہ ”پر بس انکاری کا“ کے الفاظ لکھے ہیں؛ جو یقیناً کتابت کی غلطی ہے، جس کی وجہ سے مصرع ساقط البحر ہونے کے علاوہ معنوی طور پر بے ربط بھی ہو گیاہے؛ جب کہ ”تذکرۂ شعرائے میرٹھ“ (ص ۳۰۶) میں ”پر بس انکاری کا“ کی جگہ ”یہ بس اُن کا ہی“ کے الفاظ ہیں؛ جس سے مصرع موزوں بھی رہا اور معنوی طور پر بھی درست ہو گیا؛ لہٰذا، ہم نے اِنھی الفاظ کو ترجیحاً یہاں درج کر دیاہے۔(ندیم)

77 ”جنوبی افریقہ کے اُردو شاعر“، ص ۲۴۱ تا ۲۴۲۔

اس ضعف و نقاہت میں خیالات چھپائے
الفاظ کی بندش میں وہی بول رہا ہوں
دو بار چہل سال کے چکر ہیں لگائے
منزل کے قریب آ کے کھڑا سوچ رہا ہوں

ظاہری آنکھوں سے دیکھو تو نظر آتا نہیں
اُس کی قدرت کے سوا کچھ بھی نظر آتا نہیں
روشنی اک دیکھ کر موسیٰ جو پہنچے طور پر
روشنی تھی، روشنی والا نظر آتا نہیں
آفتاب و ماہِ برق و شعلہ سب ہی[78] میں ہے وہ
کون سی شے ہے کہ جس کو نور چمکاتا نہیں[79]

یہ پیرِ ہشتاد سالہ دیکھو تمھاری محفل میں ہوا شامل
بڑھاپا اپنا چھپا رہا ہے، جوانی اپنی دکھا رہا ہے

گوشہ نشیں رہوں یہ تقاضائے عمر ہے
دل کا تقاضا ہے چلو جشنِ بہار میں[80]

۞۞۞۞۞۞۞۞۞

---

78 ”جنوبی افریقہ کے اُردو شاعر“ میں اس مقام پر، لفظِ ”ہی“ نہیں ہے، غالباً کتابت میں رہ گیاہے؛ وزنِ شعری کے اعتبار سے یہاں ”فَع“ کے وزن پر کوئی ایک لفظ آنا چاہیے تھا؛ لہٰذا، ہم نے سیاق وسباق پر غور کرتے ہوئے لفظِ ”ہی“ کا اضافہ کر دیاہے۔(ندیم)

79 ”جنوبی افریقہ کے اُردو شاعر“، ص ۲۴۲۔

80 ”جنوبی افریقہ کے اُردو شاعر“، ص ۲۳۵۔

ساتواں باب:

وصالِ مبارک و مزارِ پُراَنوار

ساتواں باب:

وصالِ مبارک و مزارِ پُراَنوار

ڈاکٹر فریدہ احمد صدّیقی علیہا الرحمۃ حضرت علّامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ کے وصال کے حوالے سے لکھتی ہیں:

"آپ کا انتقال افریقہ کے شہر ڈربن میں ہوا۔"[81]

جناب امداد صابری صاحب (مرحوم) لکھتے ہیں:

"(مولانا محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ نے) 1967ء میں ڈربن میں وفات پائی۔"

جناب نور احمد میرٹھی (مرحوم) فرماتے ہیں:

" آپ (مولانا محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ) نے تبلیغِ اسلام، ادبی، علمی، ملّی اور سماجی خدمات میں عمرِ عزیز کا بیش تر حصّہ گزار کر ڈربن (افریقہ) میں ۱۹۶۷ء میں انتقال فرمایا۔ "

---

81 "تذکرۂ خاندوادۂ علیمیہ از ڈاکٹر فریدہ احمد صدّیقی، مشمولۂ مجلّہ "عظیم مبلغِ اسلام حضرت علّامہ شاہ محمد عبد العلیم صدّیقی القادری المدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ"، ص۵۷۔

حضرت علاّمہ سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی صاحب لکھتے ہیں:

"(حضرت علاّمہ محمد بشیر صدّیقی نے) 1967ء میں ڈربن، جنوبی افریقا میں انتقال فرمایا اور ڈربن ہی میں آپ کا مزار ہے۔ مجھے آپ کے مزار کی زیارت اور فاتحہ خوانی کی توفیق نصیب ہوئی ہے۔"[82]

ہم نے حضرت مولانا محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ کے نواسے جناب حضرت قاری محمد سعد قاضی صاحب سے واٹس ایپ پر بات کر کے آپ کی مکمل تاریخِ وصال پوچھی تو آپ نے حضرت کی قبرِ مبارک کی پہلے تو ایک اور پھر بعد میں کچھ اور تصاویر وہاٹس ایپ کر دیں؛ قبر کے کتبے (تصویر اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں) کے مطابق، آپ کی تاریخِ وصال یہ ہے:

۱۵ر شوّال المکرم ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۶ر جنوری ۱۹۶۷ء۔

الحمد للہ! ہمیں اس طرح حضرت مولانا محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ کی مکمل تاریخِ وصال مل گئی۔

مزارِ پُر انوار:

آپ کی قبرِ مبارک ڈربن سٹی سینٹر میں حضرت شیخ احمد بادشاہ پیر القادری رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف کے سامنے واقع ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی قبرِ مبارک پر، رحمت و رضوان کی ہمیشہ بارش فرمائے۔ اٰمِین بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِین ﷺ!

---

82 "جنوبی افریقہ میں صدیقی علماو مشائخ"، از علامہ سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی مدظلہ العالی۔

حضرت علامہ مولانا محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ کی قبرِ مبارک کا کتبہ شریف

۞۞۞۞۞۞۞۞

آٹھواں باب:

اَزواج اور اولادِ اَمجاد

آٹھواں باب:

اَزواج اور اولادِ اَمجاد

محترمہ ڈاکٹر فریدہ احمد صدّیقی صاحبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا نے، ۴/ مئی ۲۰۱۲ء کی ملاقات کے دوران، ہمیں بتایا کہ حضرت علّامہ احمد مختار میرٹھی علیہ الرحمۃ کی ایک شادی اور بھی ہوئی تھی؛ آپ اور آپ کے بھائی مولانا محمد بشیر صدّیقی آپس میں ہم زلف (ساڑھو) بھی تھے۔

حضرت علّامہ سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی صاحب لکھتے ہیں:

"محمد یونس روحانی بہ قیدِ حیات ہیں؛ اُن کی عمر اسّی (۸۰) سال ہے، وہ انڈیا میں اپنے ننھیال میں ہیں۔ ان کے نانا، شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مرادآبادی کے نواسے تھے۔"[83]

جناب محمد یونس روحانی سے مراد حضرت مولانا بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے ہیں، لہٰذا مندرجۂ بالا تحریر کا خلاصہ یہ ہوا کہ حضرت مولانا محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ حضرت مولانا شاہ فضلِ رحمٰن گنج مرادآبادی

---

83 "جنوبی افریقہ میں صدّیقی علما و مشائخ"، از علّامہ سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی مدّظلّہُ العالی۔

قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَزِیْز کے ایک نواسے کے داماد بھی تھے؛ اس طرح آپ کی سسرال گنج مرادآباد میں تھی؛ نیز آپ اپنے بڑے بھائی حضرت علّامہ شاہ احمد مختار صدّیقی قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَزِیْز کے ہم زلف یعنی ساڑھو بھی تھے۔

اَزواجِ حضرتِ بشیر:

حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ کی اپنی تحریر کے مطابق آپ نے تین شادیاں کی تھیں، جس کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

پہلی زوجہ: خاتونِ جنّت عرف بیگم بنتِ شیخ سراج الدین (ساکنہ ایکڑی ضلع میرٹھ)

دوسری زوجہ: اُمِّ کلثوم صاحبہ (ساکنہ سرادہ ضلع میرٹھ؛ بعد میں ملتان، پاکستان میں مقیم ہوگئیں)

تیسری زوجہ: نصیبہ بی بی بنتِ سیّد اللطیف صاحب (ساکنہ گنج مرادآباد، ضلع اناؤ، اودھ)[84]

---

84 دستی تحریرِ علامہ محمد بشیر صدّیقی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ۔

اَولادِ اَمجاد:

پہلی زوجۂ محترمہ سے:

حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کی اپنے ہاتھ کی تحریر کے مطابق، پہلی زوجۂ محترمہ خاتونِ جنّت عرف بیگم صاحبہ سے، ۱۹۱۰ء میں، آپ کی ایک صاحبزادی پیدا ہوئیں، جن کا نام اَمَۃُ اللہ رکھا گیا۔

اَمَۃُ اللہ صاحبہ کی شادی قاضی مظفر الدین بن قاضی محمد شفیع صاحب سے ہوئی، ان کے بیٹے کا نام سعید اختر رکھا گیا۔[85]

دوسری زوجۂ محترمہ سے:

دوسری زوجۂ محترمہ اُمِّ کلثوم صاحبہ سے بھی، ایک ہی بیٹی اَمَۃُ النَّبِی کی ولادت ہوئی، ان صاحبزادی کا سالِ ولادت: ۱۹۲۳ء ہے۔

اَمَۃُ النَّبِی صاحبہ (راولپنڈی، پاکستان) کی شادی نور احمد صاحب سے ہوئی۔ ان کے صاحبزادے کا نام: عزیز احمد ہے۔[86]

---

85 دستی تحریرِ علامہ محمد بشیر صدّیقی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ۔

86 دستی تحریرِ علامہ محمد بشیر صدّیقی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ۔

تیسری زوجۂ محترمہ سے:

حضرت علامہ مولانا محمد بشیر صدّیقی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالیٰ عَلَیْہ کی تیسری زوجۂ محترمہ نصیبہ بی بی کا تعلّق گنج مراد آباد سے تھا، ان سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو تین صاحبزادگان:

1۔ محمد یحییٰ عرف وحدانی میاں

2۔ محمد زکریا عرف حقّانی میاں (تخلص: صفی)

3۔ محمد یونس عرف روحانی میاں

اور تین ہی صاحبزادیاں:

1۔ سیّدہ بی بی

2۔ منیرہ خاتون

3۔ زکیہ خاتون

عطا فرمائیں۔[87]

حضرت علّامہ سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی صاحب لکھتے ہیں:

”حضرت مولانا محمد بشیر صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے

87 دستی تحریرِ علامہ محمد بشیر صدّیقی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ۔

تین صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں عطا فرمائیں:

بڑے صاحبزادے محمد یحییٰ وحدانی، دوسرے محمد زکریا حقّانی متخلص بہ ”صفی“ صدّیقی اور تیسرے محمد یونس روحانی۔

صاحبزادیوں کے نام یہ ہیں:

سیّدہ انصاری، منیرہ قاضی اور زکیہ یوسف ملا۔“[88]

صاحبزادگان

اب ہم یہاں پہلے صاحبزادگان، اور پھر صاحبزادیوں، کے بارے میں کچھ معلومات ہدیۂ قائین کریں گے۔

1۔ محمد یحییٰ وحدانی علیہ الرحمۃ:

آپ کی پیدائش غالباً ۱۹۲۹ء میں ہوئی۔ آپ ہی کے نام پر حضرت مولانا محمد بشیر صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کنیت ”ابو یحییٰ“ ہے۔[89] آپ کا انتقال ہو چکا ہے۔[90]

88 ”جنوبی افریقہ میں صدّیقی علماو مشائخ“، از علّامہ سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی مدّظلّہ العالی۔

89 علامہ محمد بشیر صدّیقی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کی تحریر سے کچھ ایسا ہی اندازہ ہو رہا ہے کہ وحدانی صاحب کی ولادت ۱۹۲۹ء میں ہوئی تھی۔

90 ”جنوبی افریقہ میں صدّیقی علماو مشائخ“، از علّامہ سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی مدّظلّہ العالی۔

وحدانی صاحب کے تین بیٹوں کے نام یہ ہیں:

ریاض احمد (ولادت: ۱۹۵۴ء)   انوار احمد (ولادت: ۱۹۵۷ء)

ابرار احمد (ولادت: ۱۹۶۰ء)۔ [91]

2۔ زکریا صفی صدّیقی عرف حقانی میاں علیہ الرحمۃ:

آپ کا بھی انتقال ہوچکا ہے۔ آپ کی اولاد کی ترتیب اس طرح ہے:

اعجاز احمد (ولادت: ۱۹۵۳ء)

بشیرہ بی بی (ولادت: ۱۹۵۵ء)

ارشاد احمد (ولادت: ۲۴یا۲۵/ جنوری ۱۹۵۹ء)

شایستہ (ولادت: جمعہ، ۱۷/ جولائی ۱۹۶۴ء مطابق ۷/ ربیع الاوّل ۱۳۸۴ھ)[92]

جناب امداد صابری صاحب (مرحوم) حضرت علامہ مولانا محمد بشیر صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادے جناب محترم مولانا محمد زکریا

91 دستی تحریر علامہ محمد بشیر صدّیقی عَلَیۡہِ الرَّحۡمَۃ۔

92 دستی تحریر علامہ محمد بشیر صدّیقی عَلَیۡہِ الرَّحۡمَۃ۔

معروف بہ ”صفی صدّیقی“ وحقّانی میاں علیہ الرحمۃ کے بارے میں رقم طراز ہیں:

”جنوبی افریقہ کے ایک علاقہ ناٹال کا ایک چھوٹا شہر ڈنڈی ہے، جو کوئلے کی کانوں کے لئے مشہور ہے۔ اس شہر میں مولانا زکریا صفی صاحب ۲۱/ اپریل ۱۹۳۰ء کو پیدا ہوئے۔

۱۹۳۴ء میں صفی صاحب اپنے والد مولانا محمد بشیر صدّیقی صاحب کے ہمراہ حج کو تشریف لے گئے۔ اُن کی والدہ بھی ساتھ تھیں، وہاں سے صفی صاحب والدہ کے ہمراہ ہندوستان پہنچے اور مرادآباد میں، جہاں اُن کی ننھیال تھی[93]، چھے (6) سال گزارے۔ یہیں قرآنِ مجید ختم کیا۔ اردو، فارسی کی کتابیں گلستانِ بوستاں اور عربی میں صرف، نحو وغیرہ بھی یہیں پڑھیں، جو بھی تعلیم پائی وہ گھر ہی پر پائی۔ شروع شروع میں مولانا سیّد ابو الحسن لکھنوی پڑھانے کے لئے تشریف لائے، پھر مولانا احمد صاحب آپ کے اُستاد رہے۔

دوسری جنگِ عظیم میں جب کہ جاپان رنگون میں آچکا تھا اور آپ کے والدِ ماجد جنوبی افریقہ واپس چلے گئے تھے، اُس وقت انھوں

93 حضرت علامہ مفتی محمد اطہر نعیمی صاحب نے یہ مقام ملاحظہ فرماکر ایک نوٹ تحریر فرماکر ہمیں عطا فرمایا کہ ”اس ننھیال میں مولانا مظہر جلیل شوق مرادآبادی بھی تھے۔ (ندیم)

نے ان کو جنوبی افریقہ، مرادآباد سے واپس بُلالیا۔ وہاں جب صفی صاحب پہنچے، تو اُن کی عمر دس سال کی تھی۔ انگریزی تعلیم کی ابتدا یہیں کی اور میٹرک تک تعلیم پائی۔ دو سبجیکٹ (Subjects) میں فیل ہوئے۔ لڑائی کا زمانہ تھا اور لوگوں کی طرح یہ بھی غربت کا شکار ہوئے؛ والد صاحب نے مجبوراً اسکول سے اُٹھا کر نوکری پر لگا دیا۔ اُس وقت اُن کی عمر پندرہ سال کی تھی۔ مدرسہ میں مدرسی کرتے تھے، بچوں کو پڑھانے پر مقرر ہوئے۔ اسی اثنا میں شادی ہوگئی۔ مدرسہ چھوڑ کر کلرکی کی اور اسی کلرکی میں بارہ سال سے ایک فرم میں مُلازم ہیں۔

چوں کہ خاندانی ماحول شاعرانہ تھا، اسی لئے صفی صاحب کو بھی بچپن سے شاعری کا شوق پیدا ہوا۔ صفی صاحب کو اپنے والدِ ماجد کے خطوط میں اپنی والدہ کا ایک خط ملا ہے، جو اُنھوں نے اُن کے والد کو ہندوستان سے ۱۹۳۶ء میں لکھا تھا جب کہ یہ مرادآباد میں تھے؛ اُس وقت اُن کی عمر 6 سال کی تھی۔ خط کا مضمون یہ تھا:

’آپ کے منجھلے میاں (یعنی زکریا) کو شاعری کا بخار چڑھا ہے۔ خدا کے لئے کوئی تعویذ بھیجیے کہ یہ روگ دور ہو جائے۔ آپ جانتے ہیں مسعود (اُن کے ماموں) کا شاعری نے کیا حال کر دیا ہے۔‘

ڈربن پہنچنے کے بعد ۱۹۴۱ء کے مشاعرے کے لئے انھوں نے ایک غزل لکھی۔ اس مشاعرے کے صدر سر شفاعت علی خاں سفیرِ ہندوستان تھے۔ اُس وقت اُن (صفی صاحب) کی عمر گیارہ سال کی تھی۔ اپنے والدِ ماجد سے کلام کی اصلاح لیتے تھے۔ صفی صاحب آج کل انجمنِ ادب ناٹال کے سکریٹری ہیں۔“[94]

اپنی شاعری کے بارے میں اور ڈربن کے شاعرانہ ماحول کے سلسلے میں تحریر فرماتے ہیں:

’احساسِ کم تری تو نہیں، تاہم نہ میں نے یہاں کے ماحول کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے خود کو شاعر سمجھا، نہ قابلِ سخن؛ سوائے شوق کے اور کچھ نہیں ہے۔ ہمارے چچاؤں میں خصوصاً مولانا خجندؔی مرحوم کا شاعروں میں نام تھا، نیز حاجی دادا مولانا اسماعیل میرٹھی مرحوم، روش صدّیقی ہمارے بہنوئی تھے، شوق مرادآبادی[95]، مگر افسوس مجھے کسی کی صحبت نہ حاصل ہوئی۔ زندگی کا سب سے انمول شوق شعر و سخن کا ہے اور غالباً اسی شوق کی وجہ سے اردو کو زندہ رہنے

---

94 یہ تحریر اُس وقت کی ہے جب کہ جناب صفی صدّیقی صاحب حیات تھے۔ (ندیم)

95 یہ مقام ملاحظہ فرما کر حضرت علامہ مفتی محمد اطہر نعیمی صاحب مدّ ظلہ العالی نے یہ نوٹ تحریر فرما کر اِس فقیر (ندیم نورانی) کو عطا فرمایا:
”مظہر جلیل شوق مرادآبادی (متوفّٰی: کراچی) کے داماد روش صدّیقی ہندوستان کے مشہور شعرا میں تھے۔“

میں، وہ بھی اِس مُلک میں، کافی مدد ملتی ہے۔ ننانوے فی صدی احباب ہیں، جن کو شاعری سے دل چسپی ہے۔ کمال تو یہ ہے کہ مادری زبان اُن کی اُردو نہیں ہے‘۔”[96]

۲۲ر مئی ۲۰۱۲ء کی ملاقات کے دوران محترمہ ڈاکٹر فریدہ احمد صدّیقی صاحبہ نے اس فقیر کو بتایا کہ حقّانی میاں ریڈیو پر کوئی پروگرام کرتے ہیں۔

علّامہ سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی رقم طراز ہیں:

”محمد زکریا حقّانی فوت ہو گئے ہیں۔ محمد زکریا حقّانی شاعر تھے، تخلص صفی صدّیقی سے معروف تھے۔ ساؤتھ افریقا کے معروف و مشہور شعرا میں آپ کا نمایاں مقام تھا۔ آپ سے میری پہلی ملاقات اور تعارف بارھویں شب ربیع الاوّل ۱۴۲۴ھ مطابق مئی ۲۰۰۳ء کو صوفی سبحانی مسجد ڈربن میں عظیم الشان جلسۂ میلاد النبی ﷺ میں ہوا۔ اس جلسے میں نقابت کے فرائض صفی صدّیقی نے انجام دیے تھے۔”[97]

چیئرمین رویتِ ہلال کمیٹی آف پاکستان، حضرت پروفیسر علامہ مفتی منیب الرحمٰن صاحب مدّ ظلّہ العالی نے حضرت مولانا نذیر احمد خجندیؔ رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی پر، اِس فقیر (ندیم احمد ندیمؔ نورانی) کی کتاب ”جب جب تذکرۂ

96 ”جنوبی افریقہ کے اُردو شاعر“، ص ۲۴۳ تا ۲۴۵۔

97 ”جنوبی افریقہ میں صدّیقی علما و مشائخ“، از علّامہ سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی مدّ ظلّہ العالی۔

خجندیؔ ہُوا“ (۲۰۱۴ء) کی تقریبِ رو نمائی سے خطاب کے دوران، ڈربن میں حضرت صفیؔ صدّیقی صاحب سے اپنی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

”ندیم صاحب نے کتاب میں صفی صدّیقی صاحب کا ذکر کیا، اُن سے بھی میری ملاقات ہوئی۔ اُس زمانے میں وہاں (ڈربن میں) ایک مشاعرہ ہوا تھا، پاکستان سے راغبؔ مرادآبادی اور اقبال صفی پوری کو بلایا گیا تھا، اور اُس کے مشاعرے کے میزبان تھے صفی صدّیقی۔ ندیم صاحب نے صحیح لکھا ہے کہ اُن کا شعری ذوق تھا اور وہ اچھے شاعر تھے۔ تو میری صفی صدّیقی صاحب سے بھی ملاقات ہوئی اور میں نے مشاعرے میں اُن کا کلام بھی سنا۔”[98]

98 مفتی منیب الرحمٰن صاحب: ”جب جب تذکرۂ خجندیؔ ہُوا“ (۲۰۱۴ء) کی تقریبِ رو نمائی سے خطاب، ۸ر مارچ ۲۰۱۵ء۔

صفیؔ صدّیقی (حقّانی) صاحب کے کچھ کلام:

”جنوبی افریقہ کے اُردو شاعر“ (صفحات ۲۴۵ تا ۲۶۳) میں جناب امداد صابری صاحب نے حضرت مولانا محمد زکریا صفیؔ صدّیقی (حقّانی میاں) کے بیس (20) کلام شامل فرمائے ہیں، اُن میں سے پانچ (5) ہدیۂ قارئین کیے جاتے ہیں:

کیا لفظ ہے ”احمد“ اور کیا اس کی بڑائی ہے
توڑو تو خدا ہے یہ جوڑو تو خدائی ہے
سلطانِ دو عالَم ہیں، تا عرش رسائی ہے
مقتول شہنشاہی قاتل وہ گدائی ہے
کونین ہے مٹھی میں اور فقر کا یہ عالَم
اک کملی، تو بوسیدہ؛ اک ٹوٹی چٹائی ہے
کیا شانِ رحیمی ہے چہرے پہ تو خوں کی دھار
ہونٹوں پہ مگر اس کے بخشش کی دہائی ہے
اے جانِ مسیحائی! اب نبض تمھیں پرکھو
ہاتھوں میں تمھارے جب اُمّت کی کلائی ہے
تقدیر کی مجبوری، تدبیر کی کم زوری
تقدیر تو اپنی ہے تحریر پرائی ہے

کیا کوئی بجھائے گا اس آتشِ الفت کو
یہ آگ تو خالق نے خود آپ لگائی ہے
دل کو تو بھروسا ہے اس نظرِ عنایت پر
محبوبِ صفیؔ لیکن مشکوک جدائی ہے[99]

رمضان شریف

بہارِ گلستاں کیا ہے کوئی پوچھے نظاروں سے
ملا تھا کیا مہِ رَمضاں میں پوچھو روزہ داروں سے
بڑی تقدیر والے تھے جو کھیلے موجِ رحمت سے
ہمیں ان موجوں کا اندازہ کیا ہوگا کناروں سے
سُرورِ بادۂ رَمضاں کی مَے نوشی کا کیا کہنا
کہ وہ جامِ رحمت ہے نہ چھوٹے بادہ خواروں سے
یہ گھڑیاں یاد آئیں گی، مہینوں یاد آئے گا
سناناحافظوں کا شب کو وہ قرآں کے پاروں سے
نہ آئے پھر سے یہ ماہِ مقدّس غیر ممکن ہے
مگر مایوس ہیں ہم زندگانی کے سہاروں سے

---

99 ”جنوبی افریقہ کے اردو شاعر“، صفحہ ۲۴۵۔

صفؔی! رَمضاں کے ہی دم سے یہ رونق تھی یہ برکت
ٹپکتی ہے اُداسی آج مسجد کی دیواروں سے[100]

آج انساں کو جبریل کی ''اِقْرَأْ'' سنے چودہ سو سال ہوئے
حق کی آواز کو قرآں کے قالب میں ڈھلے چودہ سو سال ہوئے
پردہ ماضی سے جو اُٹھا تو نظر آتی ہے
وہ تجلّی کہ حرا جس کا ہے خود آئنہ دار
دور بستی سے الگ غار کا سنّاٹا ملے
ایک انسان کا تنہائی میں وہ سوچ بچار
جستجو یہ کہ حقیقت کا پتا مل جائے چودہ سو سال ہوئے
بکریاں جس نے چرائیں وہ مقدّس اُمّی
دورِ تاریک کا معبود شناس اک انساں
جس کی خلوت کے اندھیروں سے جہاں کو بخشی
روشنی ایسی کہ پُر نور ہوئے کون و مکاں
آخری مرتبے تہذیب کے سانچے بدلے چودہ سو سال ہوئے

100 ''جنوبی افریقہ کے اردو شاعر''، صفحہ ۲۴۹ تا ۲۵۰۔

کالی کملی میں وہ انوارِ مجسّم انساں
جس کی غربت نے زمانے کو شہنشاہی دی
جس کے فاقوں نے غریبوں کو شکم سیر کیا
فقر نے جس کے دیا دہر کو ساز و ساماں
جس نے روشن کیے ایمان و تقدّس کے دیے چودہ سو سال ہوئے
بول ''اِقْرَأْ'' کے جو دہرائے لبوں نے تو ہوئی
قلبِ انسان میں[101] توحید کی روشن قندیل
ساقیِ مَے کدۂ دیں نے مہیّا کر دیں
ایک ہی جام میں توریت و زبور و انجیل
اک کرشمہ تھا یہ مَے خوارِ حقیقت کے لئے چودہ سو سال ہوئے
خالقِ نطق و فصاحت کی ہے حکمت اس میں
کیوں نہ ہر لفظ ہو پھر روحِ سخن، جانِ غزل
اس کے اندازِ ترنّم میں ہے بانگِ جبریل
آج تک وجد میں ہے کون و مکاں، دشت و جبل
سازِ قدرت کے وہ نغمے جو فضا میں گونجے چودہ سو سال ہوئے

101 ''جنوبی افریقہ کے اردو شاعر'' میں اس جگہ لفظ ''میں'' کی جگہ ''ہی'' ہے، جو کتابت کی غلطی معلوم ہوتی ہے، ہمارے خیال میں یہاں ''میں'' ہونا چاہیے۔ (ندیم)

جس کا اللہ محافظ تو محمد حافظ
نامہ بر جس کے خود ہی تھے جبریلِ امیں[102]
چودہ سو سال تو کیا بل کہ ابد تک کے لئے
فرق ہو زیر و زبر کا بھی یہ ممکن ہی نہیں
لفظ قرآں کے اسی طرح ہیں جیسے اُترے چودہ سو سال ہوئے
اُس کے ماضی سے ملی آج کو فردا کی خبر
اس نے ثابت کیا دنیا میں حقیقت کا وجود
آج محسوس ہوا ہے یہ خرد کو کہ نہیں
عِلم کی طاقتِ پرواز زمیں تک محدود
کہہ دیا اور جہاں بھی ہیں ستاروں سے پرے چودہ سو سال ہوئے
اہلِ سائنس ہوں، صوفی کہ ولیِّ کامل
سب کا تھا اور رہے گا یوں ہی رہبر قرآں
اس نے اوہام کو پہنائی یقیں کی خلعت
اور چرواہوں کو دنیا کا بنایا سلطاں
اے صفیؔ! اٹھ کہ جہالت کے اندھیرے کو ٹلے چودہ سو سال ہوئے[103]

102 ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس مصرع میں کوئی لفظ کتابت سے رہ گیا ہے۔(ندیم)

103 ”جنوبی افریقہ کے اردو شاعر“، صفحہ ۲۵۵ تا ۲۵۷۔

موت آنے سے پہلے ہے ارماں گلزارِ مدینہ دیکھتے ہم
مرنے کی خوشی میں شہ کے قریں پھر فخر سے جینا دیکھتے ہم
آنکھوں میں ہو رقصاں حسرت ہے وہ ہے وہ جالیاں سندر سندری
پھر ڈوبتے ایسے عالَم میں جیون کا سفینہ دیکھتے ہم
اس آس پہ چُن چُن کے موتی امید رکھے ہیں دل میں
اک روز مزارِ اقدس پر لٹتے یہ خزینہ دیکھتے ہم
گو گھر سے ہوئے بے گھر لیکن، اے اہلِ فلک! یہ یاد رہے
آدم نہ نکلتے خلد سے گر پھر کیسے مدینہ دیکھتے ہم
حاصل ہو جنونِ عشقِ نبی اور پاسِ ادب بھی ہو شامل
دیوانگی کے اس عالَم میں پھر رنگِ قرینہ دیکھتے ہم
معمور جو نورِ عرفاں سے بے نور یہ سینہ ہو جائے
پھر کعبۂ دل کے پردے میں تصویرِ مدینہ دیکھتے ہم
مٹّی میں مدینے کی مل کر ہو جائیں جو مٹّی قسمت سے
تا حشر چمکتے پھر تو، صفیؔ! قسمت کا نگینہ دیکھتے ہم[104]

برف یادوں کی جمی دل پر، پگھل جانے تو دے
تلخیوں کی آگ میں کچھ دیر جل جانے تو دے

104 ”جنوبی افریقہ کے اردو شاعر“، صفحہ ۲۵۸۔

مژدۂ صبحِ طرب جانِ تمنّا پھر کبھی
شامِ غم کی تیرگی سے دل بہل جانے تو دے
اس طرح ساقی ترا ذوقِ طلب میرے لئے
جستجوئے عشق کو کچھ غم میں ڈھل جانے تو دے
دیکھنا پھر بزمِ ہستی میں ابھرتے انقلاب
عزم کے تاروں تلک میری غزل جانے تو دے
مسکرانے کی تمنّا تو مجھے بھی ہے، صفؔی!
مسکراہٹ میں تمنّا کو بدل جانے تو دے[105]

3۔ محمد یونس روحانی میاں:

آپ کی ولادت ۱۹۳۳ء میں ہوئی۔[106]

حضرت علّامہ سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی صاحب لکھتے ہیں:

”محمد یونس روحانی بہ قیدِ حیات ہیں؛ اُن کی عمر اسّی (۸۰) سال ہے، وہ انڈیا میں اپنے ننھیال میں ہیں۔ان کے نانا شیخ المشائخ حضرت مولانا شاہ فضل

105 ”جنوبی افریقہ کے اردو شاعر“، صفحہ ۲۴۹۔

106 دستی تحریرِ علامہ محمد بشیر صدّیقی عَلَیۡہِ الرَّحۡمَۃ۔

الرحمٰن گنج مراد آبادی کے نواسے تھے۔“[107]

روحانی میاں کو ۹/جون ۱۹۶۲ء کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹے سے نوازا، جس کا نام انیس احمد رکھا گیا۔[108]

صاحبزادیاں

اب حضرت مولانا محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ کی صاحبزادیوں کا مختصر تذکرہ کیا جاتا ہے۔

1۔ سیّدہ انصاری:

مولانا محمد بشیر صدّیقی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی سیّدہ انصاری کی ولادت ۱۳۵۳ھ / ۱۹۳۴ء میں ہوئی۔ آپ ایک وسیع المطالعہ خاتون، ادیبہ اور جنوبی افریقہ کی باکمال و کہنہ مشق مشہور شاعرہ تھیں، آپ کا نام سیّدہ بی بی، عرفی و تاریخی تاریخی نام: منوّر خاتون (۱۳۵۳ھ) اور تخلص ”سیّدہ“ تھا۔

حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ کی تحریر کے مطابق محترمہ

107 ”جنوبی افریقہ میں صدیقی علماو مشائخ“، از علّامہ سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی مدّظلّہ العالی۔

108 دستی تحریرِ علامہ محمد بشیر صدّیقی عَلَیۡہِ الرَّحۡمَۃ۔

سیّدہ بی بی صاحبہ کے شوہرِ محترم کا نام: عبد الحنان انصاری تھا۔[109]

لہٰذا، شادی کے بعد آپ "سیّدہ انصاری" کے نام سے جانی پہچانی جانے لگیں۔

سیّدہ انصاری صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے تین صاحبزادیاں اور ایک صاحبزادے سے نوازا، جن کے نام یہ ہیں:

صاحبزادیاں: بُشریٰ بی بی، رضوانہ بی بی، زیب نظر

صاحبزادے: ازہر (ولادت: ۱۵/ نومبر ۱۹۶۲ء)[110]

حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ اپنی اس شہزادی کے بارے میں لکھتے ہیں:

"یہ مضمون اور شجرۂ (نسب) مبارکہ نبیرۂ عم بزرگوار خلیفہ غلام نبی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسمّٰی محمد زبیر سَلَّمَہٗ کے پاس دیکھنے میں آیا، اُس کو اپنی اور آنے والے جانشینوں کی آگہی کے لئے نقل کیا۔ اسے بفرمائشِ عزیزہ دخترِ نیک اختر سیّدہ بی بی عرف منوّر خاتون (۱۳۵۳ھ) سَلَّمَہَا صفحاتِ سابقہ سے ترجمہ کر کے لکھ رہا ہوں، اس کو ان چیزوں سے رغبت ہے اور مطالعے کا شوق۔
مولیٰ تعالیٰ اس کو اور اس کے بہن بھائیوں کو نیک نصیب فرمائے

109 دستی تحریرِ علامہ محمد بشیر صدّیقی عَلَیۡہِ الرَّحۡمَۃ ۔

110 دستی تحریرِ علامہ محمد بشیر صدّیقی عَلَیۡہِ الرَّحۡمَۃ۔

اور عمرِ طبعی عطا کرے۔ آلِ حکیم قَدَّسَ اللہُ سِرَّہُ الۡعَزِیۡز جو ماہِ شعبان (۱۳۴۷ھ)/ جنوری ۱۹۲۹ء سے اِس مُلک جنوبی افریقہ کے صوبہ نٹال میں آباد ہے، فرحان وشاداں رہے۔"[111]

آپ کے متعلّق جناب امداد صابری صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"سیّدہ انصاری ۱۹۳۴ء کو مراد آباد میں پیدا ہوئیں۔ چھ سال کی عمر میں ڈربن پہنچیں۔ ابتدائی تعلیم اپنے والدِ ماجد مولانا محمد بشیر صدّیقی سے انجمنِ اسلام اسکول میں پائی۔ اس کے بعد گھر پر اردو فارسی کی کتابیں پڑھیں۔ چوں کہ اُن کی مادری زبان اُردو تھی اور شاعروں کے خاندان میں آنکھیں کھولی تھیں، تو بچپن ہی سے ان کی اپنے والد سے شعروں میں گفتگو ہوا کرتی تھی۔ ۱۹۴۷ء میں ہندوستان آئیں، تو اپنے چچا مولانا نذیر احمد خجندؔی صاحب سے اپنے اَشعار کی اِصلاح لی۔ جنوبی افریقہ واپس پہنچنے کے بعد اُن سے خط وکتابت کے ذریعے اصلاح لیتی رہیں۔ ۱۹۵۲ء میں اپنے عمِّ محترم مولانا عبد العلیم[112] صدّیقی سے چھ ماہ فیوض حاصل کیے۔ عربک اسٹیڈی سرکل کے سالانہ اُردو کے

111 دستی تحریرِ علامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ۔

112 "جنوبی افریقہ کے اردو شاعر" میں اِس جگہ "عبد الحلیم" لکھا ہوا ہے، جو یقیناً کتابت کی غلطی ہے۔ درست نام "عبد العلیم" ہے۔ (ندیم)

مقابلے میں ہر سال اوّل درجے کا انعام پایا۔ بچوں کو دینی تعلیم دینے کے لیے اپنا ذاتی مدرسہ کھولا۔ جنوبی افریقہ میں اُردو سیکھنے کا ذوق بڑھتا جا رہا ہے، اس لیے لوگوں کی فرمائش پر عورتوں کو اُردو پڑھانے کا سلسلہ شروع کیا۔ سیّدہ صاحبہ کو مطالعے کا بے حد شوق ہے۔ مولانا احمد رضا صاحب اور علّامہ اقبال کا کلام ان کو پسند ہے۔ سلجھے ہوئے شعر کہتی ہیں۔"[113]

سیّدہ انصاری صاحبہ کے کچھ کلام:

امداد صابری صاحب نے سیّدہ انصاری صاحبہ کے کچھ (7) کلام "جنوبی افریقہ کے اردو شاعر" میں، بہ طورِ نمونہ، درج فرمائے ہیں؛ جو یہاں ہدیۂ قارئین کیے جا رہے ہیں۔ واضح رہے کہ اگلے صفحے سے شروع ہونے والا پہلا کلام حضرت مولانا نذیر احمد خجندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اِس شعر کی زمین میں ہے:

آنکھیں روشن دل منوّر سبز گنبد دیکھ کر
ناز کرتا ہے مقدّر سبز گنبد دیکھ کر[114]

113 "جنوبی افریقہ کے اردو شاعر"، صفحہ ۲۱۰۔

114 یہ شعر جناب امداد صابری صاحب نے "تذکرۂ شعرائے حجاز" میں درج فرمایا ہے، انھیں یہ شعر قطبِ مدینہ حضرت علامہ ضیاء الدین احمد قادری مدنی کے فرزند اور قائدِ ملّتِ اسلامیہ کے سسرِ محترم حضرت فضیلۃ الشیخ علامہ مولانا محمد فضل الرحمٰن مدنی نے عطا فرمایا تھا (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم)۔

لائے ایماں دیدہ ور شکلِ پیمبر دیکھ کر
حق نما آئینۂ روئے منوّر دیکھ کر
آنکھیں روشن ہو گئیں وہ بدرِ انور دیکھ کر
جان میں جان آگئی رحمت کے تیور دیکھ کر
دل چمک اٹھا جمالِ ربِّ اکبر دیکھ کر
بدرِ روشن جس طرح خورشیدِ خاور دیکھ کر
منکروں نے لاکھ روکا جبہہ سائی سے مجھے
خود بہ خود سر جھک گیا محبوب کا در دیکھ کر
شافعِ محشر کہیں گے رَبِّ هَبْ لِيْٓ اُمَّتِيْ
اپنی اُمّت کو پریشاں روزِ محشر دیکھ کر
کاش لطفِ خاص کی ہو جائے مجھ پر اک نظر
میرا حالِ زار اب تو بندہ پرور دیکھ کر
سرفروشی امتحاں گاہِ محبّت کی ہے شرط
شوقِ قربانی بڑھا کرتا ہے خنجر دیکھ کر
باریابِ بارگاہِ عرشِ رفعت جو ہوئے
رشک آتا ہے ہمیں اُن کا مقدّر دیکھ کر

غالب گمان یہی ہے کہ یہ پوری غزل ہو گی، لیکن تا حال ہمیں صرف ایک ہی شعر دست یاب ہو سکا ہے۔ ہم نے بھی اس زمین میں ایک شعر کہا ہے؛ کچھ اور شعرا نے بھی اس زمین میں غزلیں کہی ہیں۔

سیّدہ کی آرزو: صَلِّ عَلٰی ھٰذَا النَّبِیّ
ہو صدا یہ قبۂ اطہر کا منظر دیکھ کر

حمدِ حق، نعتِ نبی صبح و مَسا کہتے ہیں
جس کو ہم مالکِ کُل ارض و سما کہتے ہیں
ہر شجر اور حجر، بلکہ سبھی جنّ و بشر
حمد اُس خالقِ عالَم کی سدا کہتے ہیں
ہوں گرفتار چھڑاو مجھے غم سے، آقا!
شاہِ اکرم تمھیں محبوبِ خدا کہتے ہیں
تیرے روضے پہ ہو تسکین وفورِ غم سے
اشک بہہ بہہ کے گریں اس کو مزا کہتے ہیں
سر جھکے اور بہیں دردِ الم کے آنسو
راحتِ قلب کو مقبول دعا کہتے ہیں
سبز گنبد کی اگر خاک میسّر ہو مجھے
ترے بیمار جسے خاکِ شفا کہتے ہیں
درِ اقدس پہ شب و روز جو پہنچائے سلام
اُس کو، اے سیّدہ! ہم بادِ صبا کہتے ہیں

قدرت کا کوئی راز بتایا نہ جائے گا
قسمت کے فیصلے کو مٹایا نہ جائے گا
پلکیں بچھیں ہیں فرش بچھایا نہ جائے گا
آجاؤ اب تو تم کو بلایا نہ جائے گا
چھو کر رگوں میں گردشِ خوں دوڑنے لگا
آنچل کو اُن کے رُخ سے ہٹایا نہ جائے گا
مدّت کے بعد کشتِ چمن جو ہری ہوئی
بادِ خزاں کا داغ اُٹھایا نہ جائے گا
تا عمر آزمائیں ادا، خو، روش ہر اک
ان سے وفا کا رنگ جمایا نہ جائے گا
روتا ہے دل کہ راز نمایاں کہیں نہ ہو
اشکوں کو پی رہے ہیں بہایا نہ جائے گا
بیداد یاس ہے کہیں سوئی ہوئی ہے آس
اب شمعِ آرزو کو بجھایا نہ جائے گا
زخموں کو چھو کے، سیّدہ! حاصل بھی کچھ نہیں
ٹوٹے ہیں تار ساز بجایا نہ جائے گا

ایسے شہیدِ جلوہ ہوئے اک نظر سے ہم
سر کو اُٹھا سکے نہ تِرے سنگِ در سے ہم
رخصت ہوئے یہ کہہ کے چراغِ سحر سے ہم
اک شمعِ آرزو ہیں کسی کی نظر سے ہم
اللہ رے تلوّنِ اظہارِ آرزو
دل کی نہ بات کہہ سکے پیغامبر سے ہم
نظریں ملا سکی نہ جہاں موت زیست سے
یادش بہ خیر! گزرے اسی رہ گزر سے ہم
اے زندگی! کتابِ ازل کا ورق اُلٹ
آگے بڑھے ہیں منزلِ شمس و قمر سے ہم
جلوے عیاں ہیں پردہ ہو حائل تو کیا ہوا
اُن کو تو دل سے دیکھتے ہیں کب نظر سے ہم
گم گشتگیِ شوق کا عالَم نہ پوچھیے
ہم کون ہیں یہ پوچھتے ہیں ہم سفر سے ہم
تحسینِ داد پائیں گے، اے سیّدہ! ضرور
محفل میں آج دیکھنا اہلِ نظر سے ہم

چھوٹی بہن کی سالگرہ پر لکھی ہوئی نظم کے چند شعر

علم تیرا مظہرِ اخلاقیات   حاملِ انسانیت ہر ایک بات
فرض کے پروردہ تیرے حسّیات   تیری مٹھی میں حیا کی کائنات
آئنہ تو خود ہے اپنے آپ کی
جس میں خدمت عکس زن ماں باپ کی

وہ حیا ایمانِ کامل جس کا نام   وہ مقدّس ذات حُوْرٌ فِی الْخِیَام
وہ سراپا زمزمی کوثر کا جام   جس کی منزل جادۂ دار السلام
وہ حیا بخشی گئی پیاری تجھے
چاہتا ہے خالقِ باری تجھے

تجھ پہ ہے اللہ برتر کا کرم   شرع کی حد میں رہے تیرے قدم
دے سکی دنیا دنی تجھ کو نہ دم   زہد تیرا نقد ہے تقویٰ رقم
رہ نما بن کر دلِ خود دار کی
فتح کر تو[115] مملکت کردار کی

---

115 "جنوبی افریقہ کے اُردو شاعر" میں اس جگہ غالباً "تو" یا "لے" یا اس وزن کا کوئی اور لفظ کتابت سے رہ گیا ہے، جس کے بغیر مصرع ساقط البحر یا ناموزوں ہو گیا تھا، ہم نے "تو" کا اضافہ کر کے اُسے مطابقِ بحر کر لیا ہے۔ (ندیم)

تجھ کو اندیشوں نے گھیرا دم بہ دم　　شکر ہے بہکا نہیں تیرا قدم
تیغِ برّاں تھی کہ تھا تیرا بھرم　　ہو گئے سب وسوسوں کے سر قلم

تو حیا داری میں فرد و طاق ہے
عزم میں چوبند، عمل میں چاق ہے

کر سکا کچھ بھی نہ تیرا وہ سماج　　اب نئی تہذیب میں ہے جس کا راج
گمرہی لا مذہبی جس کے رواج　　نفسِ بد، آوارہ خو، شیطاں مزاج

کس قدر اپنے پہ وہ مغرور تھا
جب کبھی ٹکرایا تجھ سے چور تھا

تو نے عورت ہو کے یہ دکھلا دیا　　بنتِ حوّا حاملِ صبر و رضا
حامیِ دینِ شہیدِ کربلا　　وہ بھی کر سکتی ہے تجھ کو برملا

صبر کی راہوں کو کر سکتی ہے طے
بس میں کر سکتی ہے دیوِ سخت شے

جانچ تو کرتی رہی جذبات کی　　خوب پرکھی جنس ہر اک بات کی
لاج رکھ لی تو نے عورت ذات کی　　شمع بن کر محفلِ عادات کی

یوں ہوئی روشن اُجالا ہو گیا
تیرے گھر کا بول بالا ہو گیا

دن ہے یہ تیری گرہ کے سال کا　　نقشِ ماضی اور مصوّر حال کا
آئنہ ہے جو ترے اعمال کا　　حُسنِ کرداریؔ و نیک اَفعال کا

اس میں تیری اصل آتی ہے نظر
کیا ہے عورت؟ یہ بتاتی ہے نظر

تو پھلے پھولے جہاں میں خوش رہے　　گلستانِ گل چکاں میں خوش رہے
امن عیشِ این و آں میں خوش رہے　　زندگی بھر باپ ماں میں خوش رہے

یہ خیال اے جانِ من تجھ کو رہے
اُن کی خدمت کی لگن تجھ کو رہے

ہوں مبارک تجھ کو ایسے لاکھ سال　　بایزاں عیش و عشرت بے ملال
پُر سکوں تیرا رہے دل، جی بحال　　تجھ سے راضی ہو خدائے ذو الجلال

سیّدہ کی ہے دعا یہ صبح و شام
تیرا بہناپا رہے قائم مدام

سوئی قسمت اگر نہیں ہوتی
آرزو در بہ در نہیں ہوتی
جب تمنّا دلی نہ بر آئے
نظرِ رحمت ادھر نہیں ہوتی
ہوں پریشان بے سہارا میں
آہ! اب تو گزر نہیں ہوتی
جو مقدّر میں ہے وہ ٹل نہ سکے
کاش! ایسی مُہَر نہیں ہوتی
عزم سے دو قدم بھی بڑھتے اور
سامنے گر کُہَر نہیں ہوتی
بستی بس کے اُجڑنے والی ہے
اُجڑی بستی نگر نہیں ہوتی
عشرتوں کا سویرا پھیل چکا
شامِ غم کی سحر نہیں ہوتی
گر مقدّر کی کچھ خبر ہوتی
کیا ظفر کی ظفر نہیں ہوتی
سیّدہ! پار کر لے طوفاں کو
موجِ دریا بھنور نہیں ہوتی

بھری محفل میں بھی محسوس کیں تنہائیاں میں نے
کہ دل میں آج کل پائی ہیں کچھ ویرانیاں میں نے
کبھی وہ دن تھے حاصل تھی مجھے غم میں بھی اک راحت
مسرّت میں بھی اب تو پائی ہیں کچھ تلخیاں میں نے
کبھی معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہے ہر اک ذرّہ
کبھی چاروں طرف محسوس کیں خاموشیاں میں نے
مِری ہے گُلشنِ ہستی مگر، اے ہم نشیں! پھر بھی
خدا جانے کہ پائی ہیں یہ کیوں بے کیفیاں میں نے
ہجومِ غم سے گھبرا کر نکل آتے ہیں جب آنسو
سہیں ہر جا شکستِ ضبط کی رسوائیاں میں نے
جنونِ عشق میں تیرے مٹائی خاک میں ہستی
محبّت میں دِیے ہیں ہر قدم پر امتحاں میں نے
قفس میں گُھٹ کے رہ جاتا ہے ذوقِ آرزو میرا
تڑپ جاتی ہوں جس دم یاد کیں مجبوریاں میں نے
مِرے جذبات ان پُر جوش طوفاں سے جو[116] ٹکرائے
سُکونِ قلب کی دیکھیں بہت بربادیاں میں نے
حقیقت ہے، سمجھنا، سیّدہ! اس کو نہ افسانہ
سنائی ہے تمھیں زخمِ جگر کی داستاں میں نے[117]

---

116 ”جنوبی افریقہ کے اُردو شاعر“ میں اس جگہ غالباً ”جو“ یا اس وزن کا کوئی اور لفظ کتابت سے رہ گیا ہے، ہم نے ”جو“ کا اضافہ کر کے اُسے درست کر لیا ہے۔ (ندیم)

117 ”جنوبی افریقہ کے اردو شاعر“، صفحات ۲۱۰ تا ۲۱۵۔

2۔ منیرہ خاتون قاضی:

منیرہ قاضی صاحبہ کی ولادت ۱۲/ جولائی ۱۹۴۱ء کو ہوئی۔

شرفِ بیعت: آپ اپنے چچا مبلغِ اعظم حضرت علّامہ شاہ محمد عبد العلیم صدّیقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دستِ مبارک پر شرفِ بیعت سے مشرف ہوئیں۔[118]

منیرہ قاضی صاحبہ کی شادی:

حضرت منیرہ قاضی صاحبہ کی شادی 9/ اپریل 1961ء کو، ڈربن (ساؤتھ افریقہ) کی معروف روحانی شخصیّت شیخِ طریقت حضرت غلام محی الدین معین قاضی صدّیقی چشتی نظامی مدّ ظلّہُ العالی بن امام عبد الصمد قاضی بن غلام احمد قاضی سے ہوئی۔ حضرت قاضی صاحب حضرت صوفی شاہ غلام محمد صدّیقی چشتی نظامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نواسے، اور اُن کے فرزندِ ارجمند حضرت صوفی شاہ محمد ابراہیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھانجے، مرید اور خلیفہ ہیں۔ غلام محی الدین معین قاضی صاحب کے دادا جناب غلام احمد قاضی اور نانا حضرت صوفی شاہ غلام محمد علیہما الرحمۃ آپس میں چچازاد بھائی تھے۔[119]

118 ”جنوبی افریقہ میں صدّیقی علماو مشائخ“، از علّامہ سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی مدّ ظلّہُ العالی۔

119 ”جنوبی افریقہ میں صدّیقی علماو مشائخ“، از علّامہ سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی مدّ ظلّہُ العالی۔

مبلغِ اعظم نے معین قاضی صاحب کو موئے مبارک سے نوازا:

مبلغِ اعظم حضرت علّامہ شاہ محمد عبد العلیم صدّیقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے محترم حضرت غلام محی الدین معین قاضی صاحب کو حضورِ اکرم رحمتِ عالَم نورِ مجسّم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے موئے مبارک سے نوازا تھا، جو اُنھوں نے علّامہ سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی صاحب کو عطا فرمائے۔ غلام محی الدین معین قاضی صاحب وہ ہیں جن سے آگے چل کر، منیرہ خاتون بنتِ حضرت علّامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ کی شادی ہوئی۔[120]

منیرہ قاضی صاحبہ کے نانا سسر:

جنوبی افریقہ کے شہر ڈربن کی مشہور بزرگ ہستی قدوۃ السالکین حضرت صوفی شاہ غلام محمد صدّیقی چشتی نظامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سب سے پہلے 1895ء میں جنوبی افریقا میں رونق افروز ہو کر وسیع سطح پر اسلام کی تبلیغ و ترویج اور دعوت و ارشاد کا سلسلہ جاری فرمایا۔ آپ نے مساجد و مدارس اور خانقاہوں اور درس گاہوں کا جال بچھا کر ملک کے گوشے گوشے میں نورِ اسلام پھیلایا۔۔۔ حضرت صوفی شاہ غلام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلہ دو واسطوں (حضرت خواجہ سیّد حبیب علی شاہ حیدر آبادی اور حضرت خواجہ حافظ محمد علی خیر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما) سے، پیر پٹھان قطبِ دوراں حضرت خواجہ شاہ محمد سلیماں تونسوی رحمۃ

120 ”جنوبی افریقہ میں صدّیقی علماو مشائخ“، از علّامہ سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی مدّ ظلّہُ العالی۔

اللہ تعالیٰ علیہ سے ملتا ہے اور حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اُن کے مرشد قبلۂ عالَم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سلاسلِ اربعہ (چشتیہ نظامیہ، قادریہ، سہروردیہ، نقشبندیہ) میں اجازت اور خلافت عطا فرمائی تھی۔[121]

منیرہ قاضی صاحبہ کی خوش اخلاقی و مہمان نوازی:

حضرت منیرہ قاضی صاحبہ ایک بڑی خوش اخلاق، خرد نواز اور مہمان نواز خاتون ہیں، مجھے اپنے والدِ ماجد کی تحریر کا عکس بھجوایا اور اور میسنجر کال (Messenger Call) پر نہایت شفقت بھرے انداز میں "ندیم بیٹا" کہہ کر مخاطَب کیا۔

چیئرمین رویتِ ہلال کمیٹی آف پاکستان، حضرت پروفیسر علامہ مفتی منیب الرحمٰن صاحب مدّ ظلّہ العالی نے حضرت مولانا نذیر احمد خجندی رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی پر، اِس فقیر (ندیم احمد ندیم نورانی) کی کتاب "جب جب تذکرۂ خجندی ہُوا" (۲۰۱۴ء) کی تقریبِ رونمائی سے خطاب کے دوران، ڈربن میں حضرت منیرہ قاضی صاحبہ اور اُن کے شوہر سے اپنی ملاقات، اور اُن کی خوش اخلاقی و مہمان نوازی کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"ندیم صاحب نے اپنی کتاب میں مولانا محمد بشیر صدّیقی کی صاحبزادی منیرہ صاحبہ کا کا ذکر کیا ہے۔ جب میں (مفتی منیب الرحمٰن صاحب)

121 "جنوبی افریقہ میں صدّیقی علما و مشائخ"، از علّامہ سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی مدّ ظلّہ العالی۔

۱۹۸۲ء میں ڈربن ساؤتھ افریقہ گیا تھا، تو منیرہ بہن اور اور اُن کے شوہر سے میری ملاقات ہوئی تھی۔ وہ بہت بااخلاق خاتون ہیں۔ میں تین مہینے ڈربن میں رہا، تو صبح کا ناشتہ میں روزانہ اُنھی کے ہاں کرتا تھا۔"[122]

منیرہ قاضی صاحبہ کی اولاد:

صاحبزادی: منیرہ خاتون قاضی صاحبہ کے ہاں، ۴/ مارچ ۱۹۶۲ء کو ایک بیٹی رشدہ بی بی کی ولادت ہوئی۔[123]

صاحبزادگاں: آپ کو اللہ تعالیٰ نے دو صاحبزادگان سے بھی نوازا، جن کے نام یہ ہیں: قاری محمد سعد قاضی اور حافظ محمد راشد قاضی۔

قاری محمد سعد قاضی صاحب کے نام پر حضرت منیرہ قاضی صاحبہ کی کنیت: "اُمِّ سعد" ہے۔[124]

حضرت علّامہ سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی صاحب نے اِس فقیر (ندیم احمد ندیم نورانی) کو ان دونوں صاحبزادگان کے وہاٹس اَپ نمبرز عطا فرمائے، ہمدانی

122 مفتی منیب الرحمٰن صاحب: "جب جب تذکرۂ خجندی ہُوا" (۲۰۱۴ء) کی تقریبِ رونمائی سے خطاب، ۸/ مارچ ۲۰۱۵ء۔

123 دستی تحریرِ علامہ محمد بشیر صدّیقی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ۔

124 دستی تحریرِ علامہ محمد بشیر صدّیقی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ۔

صاحب کی اِس کرم نوازی کے سبب میرا ان دونوں حضرات سے فیس بک اور وہاٹس اَپ پر، رابطہ ہے۔

صاحبزادی رشدہ کی اولاد: بشریٰ، محمد یوسف اور جمیلہ روحی۔

قاری محمد سعد قاضی کی اولاد: سلمیٰ تحسین اور محمد طلحہ۔

حافظ محمد راشد قاضی کی اولاد: ہَنَا حبیبہ، ہدیہ فاطمہ، علیہ زیب۔[125]

منیرہ قاضی صاحبہ کی نعت گوئی اور صاحبزادگان:

حضرت علّامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ کی صاحبزادی محترمہ منیرہ قاضی ایک باذوق شاعرہ ہیں، جو ایک دل کش، دل نشیں، شیریں اور اثر آفریں نعت گوئی کا ملکہ رکھتی ہیں۔ حضرت علّامہ سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی لکھتے ہیں:

"محمد سعد قاضی بہترین قاری ہیں اور حافظ محمد راشد بہترین نعت خواں ہیں۔ ان (دونوں) کی والدۂ ماجدہ منیرہ قاضی بہترین نعت گو شاعرہ ہیں۔ وہ نعت خوب کہتی اور لکھتی ہیں اور اُن کے صاحبزادے نعت خوب پڑھتے ہیں، اور قلوب و اذہان کو کیف و سرور سے معمور کرتے ہیں۔ دونوں صاحبزادوں کو ربِّ کریم نے حُسنِ صورت کے ساتھ حُسنِ صوت سے بھی خوب نوازا ہے۔ بڑے صاحبزادے قاری محمد سعد قاضی قرآنِ کریم کی تلاوت کریں یا عربی زبان میں اَوراد و وَظائف یا کوئی کلام

125 "جنوبی افریقہ میں صدّیقی علما و مشائخ"، از علّامہ سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی مدّظلّہُ العالی۔

پیش کریں یا دعا کریں تو رقّت طاری ہو جاتی ہے اور حضرت مولانا محمد فضل الرحمٰن مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرزندِ ارجمندِ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ چھوٹے صاحبزادے حافظ محمد راشد قاضی نعتِ رسولِ مقبول ﷺ پیش کریں تو رقّت و کیف طاری ہو جاتا ہے، آنکھیں اشک بار اور دل پُر اَنوار ہو جاتا ہے۔ دونوں صاحبزادوں کو حنّان و منّان پروردگار نے لحنِ داؤدی سے نوازا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ آمین!"[126]

زکیہ یوسف ملا:

زکیہ خاتون کی ولادت ۱۲؍جون ۱۹۴۳ء میں ہوئی۔[127]

حضرت علامہ سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَۃ نے ان کا نام "زکیہ یوسف ملا" لکھا ہے،[128] جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ کی شادی کسی یوسف ملا صاحب سے ہوئی۔ ان کے بارے میں ہمیں اس سے زیادہ معلومات کوشش کے باوجود حاصل نہیں ہو سکیں۔

126 "جنوبی افریقہ میں صدّیقی علما و مشائخ"، از علّامہ سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی مدّظلّہُ العالی۔

127 دستی تحریرِ علامہ محمد بشیر صدّیقی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ۔

128 "جنوبی افریقہ میں صدّیقی علما و مشائخ"۔

نواں باب:

بہن بھائی

نواں باب:

بہن بھائی

نجیبِ مصطفیٰ حضرت شاہ عبدالحکیم صدّیقی قُدِّسَ سِرُّہٗ کو اللہ تبارك و تعالیٰ نے سات (۷) صاحبزادوں اور چھے (۶) یا سات صاحبزادیوں سے نوازا تھا۔ اس طرح حضرت علّامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ کی چھے یا سات بہنیں اور چھے بھائی تھے۔

شاہ عبدالحکیم کے سات بیٹوں کے ناموں کی تحقیق:

مولانا امداد صابری صاحب نے حضرت شاہ عبدالحکیم جوؔش صدّیقی کے سات صاحبزادگان کے نام اس طرح لکھے ہیں:

"محمد صدّیق، خلیل الرحمٰن، حمید الدین، احمد مختار، محمد بشیر، نذیر احمد اور عبدالعلیم۔"[129]

---

129 "تذکرۂ شعراءِ حجاز"، ص ۳۸۴ تا ۳۸۵۔

اور حضرت علّامہ محمد بشیر صدّیقی میرٹھی کی بھتیجی محترمہ ڈاکٹر فریدہ احمد صدّیقی صاحبہ بنتِ حضرت مبلغِ اعظم علامہ شاہ عبد العلیم صدّیقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مضمون میں ساتوں بھائیوں کے نام یوں رقم ہیں:

"مولانا مختار احمد[130] صدّیقی میرٹھی، مولانا نذیر احمد صدّیقی میرٹھی، مولانا بشیر احمد صدّیقی میرٹھی، مولانا صدّیق احمد صدّیقی میرٹھی، جناب خلیل احمد صدّیقی میرٹھی، جناب حمید احمد صدّیقی میرٹھی، مولانا محمد عبد العلیم صدّیقی میرٹھی۔"[131]

۴؍مئی ۲۰۱۲ء کی ملاقات کے دوران، محترمہ ڈاکٹر فریدہ احمد صدّیقی صاحبہ سے ہم نے ناموں کے اس اختلاف کا ذکر کیا، تو آپ نے رہ نمائی کرتے ہوئے فرمایا کہ احمد مختار، محمد بشیر، محمد صدّیق، خلیل الرحمٰن اور حمید الدّین نام ہی درست ہیں؛ مجلّہ "عظیم مبلغِ اسلام" میں نہ جانے کس طرح ان ناموں میں یہ اَغلاط شایع ہو گئیں۔

نیز علامہ محمد بشیر صدّیقی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ نے بھی حسبِ ذیل اقتباس میں سات فرزندانِ حضرتِ حکیم کے نام اسی طرح اور اسی ترتیب سے لکھے ہیں جیسے امداد صابری صاحب نے لکھے ہیں۔

130 ڈاکٹر فریدہ صاحبہ نے "احمد مختار" بھی لکھا ہے، اور درست نام "احمد مختار" ہی ہے۔ (ندیم)

131 مجلہ "عظیم مبلغِ اسلام"، ص ۵۵ تا ۵۶۔

اولادِ شاہ عبد الحکیم کے ترتیب وار نام:

حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ نے اپنے والدِ ماجد کے سات صاحبزادگان اور چھے صاحبزادیوں کے نام اِس ترتیب سے لکھے ہیں اور یہی ان کی ترتیبِ ولادت بھی معلوم ہوتی ہے:

1- "لطف النساء (میرٹھ) زوجۂ قاضی اہتمام الدین
2- صدیق النساء (میرٹھ) زوجۂ قاضی انتظام الدین
3- عمر النساء (میرٹھ) زوجۂ شیخ علیم الدین
4- منشی محمد صدّیق (پانی پت)
5- منشی خلیل الرحمٰن (میرٹھ)
6- منشی حمید الدین (کراچی)
7- مولانا شاہ احمد مختار (ولادت: ۱۲۹۴ھ) مزارِ مبارک، دمن، انڈیا
8- بشیر النساء (میرٹھ) زوجۂ قاضی محمد شفیع۔
9- محمد بشیر عرف غلام مصطفیٰ (ولادت: ۱۳۰۰ھ)
10- نذیر النساء (میرٹھ) زوجۂ قاضی مظہر حسین
11- مولانا نذیر احمد خجندی (ولادت: ۱۳۰۵ھ) (تدفین: جنّت البقیع)
12- زکیہ بی بی (میرٹھ) زوجۂ منشی محمد ذوق
13- مولانا شاہ محمد عبد العلیم (ولادت: ۱۳۱۰ھ) (تدفین: بقیع)۔[132]

132 دستی تحریر علامہ محمد بشیر صدّیقی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ۔

حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی عَلَیۡہِ الرَّحۡمَۃ نے دو جگہ اپنی صرف چھے (٦) بہنوں کے نام لکھے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی صرف چھے ہی بہنیں تھیں، نہ کہ سات۔

جب کہ آپ کی بھتیجی محترمہ ڈاکٹر فریدہ احمد صدّیقی صاحبہ بنتِ مبلغِ اعظم شاہ محمد عبدالعلیم صدّیقی نے حضرت شاہ عبدالحکیم صدّیقی کی صاحبزادیوں کی تعداد سات (٧) لکھی ہے[133] (عَلَیۡہِمُ الرَّحۡمَۃُ وَالرِّضۡوَان)۔

ایک صاحبزادی سابق صدرِ پاکستان کی نانی:

ڈاکٹر فریدہ احمد صاحبہ نے اُن صاحبزادیوں کے نام نہیں لکھے، اور نہ ہی میرے ہی ذہن میں آیا کہ اُن کے پوچھ لوں؛ البتہ محترم پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری صاحب (جنرل سیکرٹری ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، کراچی) نے قائدِ ملّتِ اسلامیہ سیّدی مرشدی حضرت امام شاہ احمد نورانی صدّیقی عَلَیۡہِ الرَّحۡمَۃ کے وصال کے موقع پر ایک مقالہ لکھا تھا، جس میں، میں نے پڑھا تھا کہ حضرت شاہ عبدالحکیم صدّیقی عَلَیۡہِ الرَّحۡمَۃ کی ایک صاحبزادی سابق صدرِ پاکستان جنرل پرویز مشرف صاحب کی نانی تھیں[134]، تو میرے دل میں اُن صاحبزادی کا نام جاننے کا تجسس پیدا ہوا؛ لہٰذا، ۴؍ مئی ۲۰۱۲ء کو میں محترمہ ڈاکٹر فریدہ احمد صدّیقی صاحبہ

133 مجلہ ''عظیم مبلغِ اسلام''، ص ۵۵۔

134 ''ماہنامہ معارفِ رضا، کراچی، جنوری ۲۰۰۴ء۔

عَلَیۡہَا الرَّحۡمَۃ سے ملاقات کے لئے اُن کے دفتر حاضر ہوا، جہاں ڈاکٹر صاحبہ اور اُن کے شوہرِ محترم جناب پروفیسر محمد احمد صدّیقی صاحب خاندانِ علیمیہ کے بزرگوں کے متعلق بہت سی معلومات حاصل ہوئی۔

اسی دوران میرے استفسار پر، ڈاکٹر فریدہ احمد صاحبہ نے شاہ عبدالحکیم صدّیقی علیہ الرحمۃ کی اُن صاحبزادی کا نام اس طرح بتایا کہ

> ''میرے والدِ ماجد شاہ عبدالعلیم صدّیقی علیہ الرحمۃ کی ایک منجھلی بہن محترمہ بسم اللہ خاتون صاحبہ عَلَیۡہَا الرَّحۡمَۃ سابق صدرِ پاکستان جنرل پرویز مشرف کی نانی تھیں۔''

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی صاحب نے اپنے والدِ ماجد حضرت شاہ محمد عبدالحکیم صدّیقی علیہ الرحمۃ کی چھے (٦) صاحبزادیوں کے نام دو جگہ لکھے ہیں، جب کہ ڈاکٹر فریدہ صاحبہ نے اُن کی تعداد سات (٧) لکھی ہے، اور ایک صاحبزادی کا نام مجھے ''بسم اللہ خاتون'' بتایا اور یہی وہ نام ہے، جو علامہ بشیر صدّیقی صاحب کی تحریر میں موجود نہیں ہے۔ وَاللہُ تَعَالٰی اَعۡلَمُ بِالصَّوَاب۔

بھائیوں میں تیسرا یا پانچواں نمبر؟ (تحقیق)

حضرت علّامہ سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی کے مطابق حضرت علّامہ محمد بشیر صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بھائیوں میں تیسرا نمبر تھا۔[135]

135 ''جنوبی افریقہ میں صدیقی علماومشائخ''، از علامہ سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی مدظلہ العالی۔

جب کہ خود حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت علامہ شاہ محمد عبد الحکیم جوؔش صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اولاد کے ناموں کی جو مندرجۂ بالا ترتیب ذکر کی ہے، اُس کے مطابق حضرت بشیر صدّیقی کا کُل اولاد میں نواں نمبر اور بھائیوں میں پانچواں نمبر تھا۔

دوسرے یہ کہ حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی کے چھوٹے بھائی، خطیب العلما حضرت علامہ مولانا نذیر احمد خجندؔی اپنی تصنیف "مخدومِ خجندؔی" میں اپنے برادرِ اکبر حضرت علامہ مولانا شاہ احمد مختار صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

حکیمِ نکتہ رس پر فضلِ مولیٰ آشکارا تھا
کہ اُن کے سبع سیّارہ میں یہ روشن ستارہ تھا
یہ فرزندِ چہارم اپنے علم و فضل کے باعث
چچا اور باپ کیا کُل خانداں کو سب سے پیارا تھا[136]

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت شاہ احمد مختار صدّیقی علیہ الرحمۃ حضرت شاہ عبد الحکیم جوؔش صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے چوتھے فرزند تھے، اور حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی کی ولادت تو حضرت مختار کے بعد ہوئی؛ لہٰذا، حضرتِ بشیر بھائیوں میں پانچویں ہی نمبر پر تھے، نہ کہ تیسرے نمبر پر۔

136 "تذکرۂ خانوادۂ علیمیہ"، ص ۶۸۔

آپ کے بھائیوں کا مختصر تعارف:

حضرت علاّمہ محمد بشیر صدّیقی کے بھائیوں (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم) سے متعلق مختصر معلومات یہاں درج کی جا رہی ہیں:

1۔ مولانا محمد صدّیق صدّیقی میرٹھی:

مولانا محمد صدّیق صدّیقی میرٹھی کا وصال پانی پت ہریانہ میں ۱۹۴۰ء میں ہوا۔[137] آپ بھی ایک اچھے شاعر تھے: ڈاکٹر فریدہ احمد صدّیقی صاحبہ سے فون پر حاصل شدہ معلومات کے مطابق پانی پت میں آپ کا انتقال ہوا اور پانی پت ہی میں آپ کی تدفین بھی ہوئی۔

حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کی دستی تحریر کے مطابق بھی آپ کا وصال پانی پت میں ہوا، اور آپ کے تین فرزند تھے:

(۱) مصداق احمد صدّیقی (۲) اخلاص احمد صدّیقی (۳) رئیس احمد صدّیقی۔

"تذکرۂ شعرائے میرٹھ" میں ہے کہ اخلاص احمد صدّیقی کے فرزند جناب پروفیسر اسحاق اطہر صدّیقی کی ولادت ۲/ جنوری ۱۹۳۳ء کو ہوئی۔ آپ ایک شاعر بھی ہیں، اور سینٹ پیٹرکس کالج، کراچی میں ستائیس سال تک (۱۹۶۶ء تا ۱۹۹۳ء) تدریسی خدمات سرانجام دے چکے ہیں۔[138]

137 "تذکرۂ خانوادۂ علیمیہ"، ص ۷۶۔

138 "تذکرۂ شعرائے میرٹھ"، ص ۱۹۹۔

جمعرات، ۲۵ر جُمادی الآخرہ ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۷ر مئی ۲۰۱۲ء کو محترمہ ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی صاحبہ عَلَیْہَا الرَّحْمَۃ نے شفقت فرماتے ہوئے ازخود اپنے دفتر (خواتین اسلامی مشن، گُلشنِ اقبال، بلاک 5، کراچی) سے مجھ فقیر (ندیم احمد ندؔیم نورانی) کو فون کیا اور ارشاد فرمایا کہ ہفتے کے دن دفتر آکر، میرے والدِ ماجد مبلغِ اعظم شاہ عبدالعلیم صدیقی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کی کچھ انگریزی تقاریر کا اُردو ترجمہ کرنے کے لئے لے جائیں، فون پر گفتگو کے دوران میرے پوچھنے پر آپ نے بتایا کہ پروفیسر اسحاق اطہر صدیقی آج کل سعودیہ عرب میں ہیں، اُنھیں اُن کی بیٹی نے بلایا ہوا ہے۔

2۔ مولانا خلیل الرحمٰن صدّیقی میرٹھی:

مولانا خلیل الرحمٰن صدّیقی صاحب کا انتقال ۱۹۴۵ء میں ہوا۔[139] آپ بھی ایک اچھے نعت گو شاعر تھے؛ ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی صاحبہ سے فون پر حاصل شدہ معلومات کے مطابق میرٹھ میں آپ کا انتقال ہوا اور میرٹھ ہی میں آپ کی قبرِ مبارک ہے۔

حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کی تحریر سے بھی اسی بات کا اشارہ ملتا ہے کہ آپ کی تدفین میرٹھ میں ہوئی۔ حضرتِ بشیر کی تحریر ہی کے

139 "تذکرۂ خانوادۂ علیمیہ"، ص ۶۷۔

مطابق جناب خلیل الرحمٰن صاحب کے ایک صاحبزادے حبیب الرحمٰن صدیقی اور ایک صاحبزادی عقیلہ تھیں۔[140]

معروف ماہرِ تعلیم اور ادیب جناب پروفیسر مولانا حبیب الرحمٰن صدیقی ہی حضرت خلیل الرحمٰن علیہ الرحمۃ کے صاحبزادے تھے اور "تذکرۂ شعرائے میرٹھ" کے مطابق، معروف شاعر جناب ذکاء الرحمٰن صدیقی، حبیب الرحمٰن صاحب کے فرزند تھے۔[141]

حبیب الرحمٰن: "تذکرۂ شعراءِ حجاز" کا ایک ماخذ:

جناب امداد صابری صاحب (چوڑی والان، دہلی) نے، بروز جمعہ ۳۱ر اکتوبر ۱۹۶۹ء کو، اپنی تصنیف "تذکرہ شعراءِ حجاز" کے اختتام پر، "حرفِ آخر" کے عنوان سے کتاب میں موجود مواد کے حصول سے متعلّق کچھ تفصیل بیان کی ہے، جس میں مولانا نذیر احمد خجندؔی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلّق حاصل کردہ معلومات کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

> "مجھ کو معلوم ہوا کہ جناب خالد منیجر آزاد کتاب گھر اردو بازار دہلی کا تعلّق مولانا خجندؔی صاحب کے خاندان سے ہے؛ میں نے اُن سے مولانا خجندؔی صاحب کے حالات معلوم کیے، تو

140 دستی تحریر علامہ محمد بشیر صدیقی علیہ الرحمۃ۔

141 "تذکرۂ شعرائے میرٹھ"، صفحہ ۴۸۲۔

اُنھوں نے بتایا کہ میرے ایک بزرگ جناب حبیب الرحمٰن صاحب صدّیقی میرٹھی، جو مولانا خجندی کے بھتیجے ہیں، عن قریب دہلی آنے والے ہیں؛ وہ جب دہلی آئیں گے، تو میں آپ کو اُن سے ملواؤں گا؛ وہ آپ کو اُن کے حالات بتا دیں گے۔ چنانچہ ۱۵؍ستمبر ۱۹۶۹ء کو میں جب خالد صاحب کی دُکان پر شام کے وقت پہنچا، تو مولانا حبیب الرحمٰن صاحب تشریف فرما تھے۔ اُنھوں نے میرے دریافت کرنے پر مولانا خجندی کے تعلیم پانے، برما جانے، اخبار 'تاجر' جاری کرنے، اُن کے خوش الحان قاری ہونے، سیرت النبی (ﷺ) پر جامع و مؤثر تقریر کرنے، بمبئی میں بزموں کی تشکیل کرنے اور آریہ سماجیوں سے مناظرہ کرنے کے بارے میں بتایا اور وعدہ کیا اگر مجھ کو اور کچھ باتیں یاد آ گئیں، تو میں آپ کو اُن سے مطّلع کر دوں گا۔ مولوی حبیب الرحمٰن صاحب کافی ضعیف ہو گئے ہیں؛ تقریباً پچھتّر برس کی عمر ہے؛ یاد داشت اور حافظہ بہت کم زور ہو گیا ہے۔"[142]

142 "تذکرہ شعراءِ حجاز"، صفحہ ۴۰۹۔

3۔ جناب حمید الدین صدّیقی میرٹھی:

حمید الدین صدّیقی صاحب بھی ایک اچھے نعت گو شاعر تھے؛ حضرت محترمہ ڈاکٹر فریدہ احمد صدّیقی صاحبہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا سے فون پر حاصل شدہ معلومات کے مطابق میرٹھ میں آپ کا انتقال ہوا، میرٹھ ہی میں آپ کا مدفن بھی ہے اور آپ کے دو بیٹوں کے نام: بچّن میاں اور پیارے میاں اور تین بیٹیوں کے نام:

مقبول بیگم، عظمت بیگم اور عشرت بیگم ہیں۔

لیکن حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی عَلَیْہِ الرَّحْمۃ کی تحریر سے اندازہ ہوتا ہے کہ جناب حمید الدین صدّیقی کی تدفین کراچی میں ہوئی۔[143]

وَاللہُ تَعَالٰی وَرَسُوْلُہٗ ﷺ اَعْلَم۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

مجبور، احمد مختار ان کو
کرتا ہے مرجاتے یہ ہیں

مبلغِ اسلام حضرت شاہ احمد مختار صدّیقی علیہ الرحمۃ کے بارے میں مختصر معلومات اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

143 دستی تحریر علامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ۔

4۔ اِمام الدین شاہ احمد مختار صدّیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ:

آپ کی ولادت بروز پیر، ۷؍ محرّم الحرام ۱۲۹۴ھ[144] مطابق ۲۲؍ جنوری ۱۸۷۷ء کو ہوئی۔[145] حضرتِ احمد مختار رحمۃ اللہ علیہ کے متعلّق ہم نے الگ سے ایک کتاب "خلیفۂ اِمام احمد رضا۔ مبلغِ اسلام شاہ احمد مختار صدّیقی میرٹھی" مُلقّب بہ لقبِ تاریخِ عیسوی: "گُلِ چمنِ عبد الحکیم ۔۔ اِمام الدین احمد مختار صدّیقی (۲۰۱۳ء)" لکھی ہے؛ جسے مکتبۂ علیمیہ، کراچی نے اُستاذ العلما جمیلِ ملّت حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی ضیائی صاحب دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَۃ (اُستاذ الحدیث و ناظمِ تعلیمات، دار العلوم نعیمیہ، کراچی) کی اجازت اور مالی تعاون سے شایع کیا تھا۔ یہاں ہم چند باتوں کے اِعادے کے ساتھ کچھ نئی معلومات بھی درج کر رہے ہیں۔

---

144 "تذکرہ شعراءِ حجاز"، ص۳۸۵۔

145 آن لائن کلینڈر کے مطابق، ۷؍ محرم الحرام ۱۲۹۴ھ کو عیسوی تاریخ: ۲۲؍ جنوری ۱۸۷۷ء تھی اور دن پیر کا۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ شرفِ ملّت حضرت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ نے "تذکرہ اکابرِ اہلِ سنّت" (ص ۲۲۶) میں مولانا خواجہ عبدالرسول قصوری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کی تاریخ "۲۱؍ محرم الحرام، ۵؍ فروری (۱۲۹۴ھ / ۱۸۷۷ء)" رقم کی ہے، جس سے چودہ روز قبل کی تاریخِ ہجری "۷؍ محرم الحرام، ۱۲۹۴ھ" اور عیسوی تاریخ "۲۲؍ جنوری ۱۸۷۷ء" حاصل ہوتی ہے۔ اس سے پتا چلا کہ سنِ عیسوی کے اعتبار سے حضرت شاہ احمد مختار صدّیقی میرٹھی رضی اللہ عنہ کی تاریخِ ولادت: "پیر، ۲۲؍ جنوری ۱۸۷۷ء" ہے۔ (ندیم)

اعلیٰ حضرت سے خلافت:

حضرت احمد مختار صدّیقی علیہ الرحمۃ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سلسلۂ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں خلافت کی سعادت سے سرفراز ہوئے۔[146]

اعلیٰ حضرت قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَزِیْز آپ کے متعلّق فرماتے ہیں:

"مجبور احمد مختار اِن کو
کرتا ہے مر جاتے یہ ہیں"[147]

مفتیِ اعظم حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خاں قادری نوری بریلوی (خلفِ اصغرِ اعلیٰ حضرت علیہما الرحمۃ) مذکورۂ بالا شعر پر حاشیہ دے کر "احمد مختار" کی شرح یوں فرماتے ہیں:

"جناب حامیِ سنّت مولانا مولوی احمد مختار صاحب صدّیقی میرٹھی قادری برکاتی رضوی، خلیفۂ اعلیٰ حضرت مدّ ظلّہ۔"[148]

حضور اشرفی میاں سے خلافت:

مخدوم الاولیا حضرت سیّد شاہ علی حُسین اشرفی الجیلانی یعنی حضور اشرفی میاں

---

146 "کشفِ ضلالِ دیوبند" شرح "الاستمداد"، نسخۂ قدیمہ، ص۳۴؛ نسخۂ جدیدہ، ص۶۸۔

147 "اَلْاِسْتِمْدَاد عَلٰی اَجْیَالِ الْاِرْتِدَاد"، نسخۂ قدیمہ، ص ۳۴؛ نسخۂ جدیدہ، ص۶۸۔

148 "اَلْاِسْتِمْدَاد عَلٰی اَجْیَالِ الْاِرْتِدَاد" مع شرح "کشفِ ضلالِ دیوبند"، نسخۂ قدیمہ، ص ۳۴؛ نسخۂ جدیدہ، ص۶۸۔

قُدِّسَ سِرُّہُ الْعَزِیْز کے خلفائے عظام کی فہرست میں حضرت علّامہ شاہ احمد مختار صدّیقی علیہ الرحمۃ کا نامِ مبارک حسبِ ذیل الفاظ میں درج ہے:

"مولوی احمد مختار صدّیقی ابنِ مولوی عبد الحکیم صاحب المتخلص بہ 'جوش' بعطائے تاج دلق و مثالِ خلافت ۳۰؍ شوّال ۱۳۴۳ھ ہجری (کو) مُجاز وماذون فرمائے گئے۔"[149]

حضرت علّامہ شاہ احمد مختار صدّیقی کے برادرِ اصغر خطیب العلما حضرت مولانا نذیر احمد خجندی علیہ الرحمۃ آپ کے منظوم حالات زندگی "مخدومِ خجندیؔ" میں فرماتے ہیں:

حصولِ فیضِ باطن کے بڑے مشتاق تھے دل سے
نہ گھبراتے مشقت سے، نہ وہ ڈرتے تھے مشکل سے
کچھوچھا اور بریلی، جلوہ گاہِ فضلِ رحمانی
شرابِ معرفت پیتے رہے ہر ایک محفل سے[150]

ڈربن میں سب سے پہلا اور دوسرا مُشاعَرہ:

جناب امداد صابری صاحب ڈربن، جنوبی افریقہ میں اردو زبان اور اس کی شعر وشاعری کی ابتدا وارتقا کی تاریخ بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"جنوبی افریقہ میں بقولِ محمد احمد صاحب مہتر فاروقی، جناب مولانا

149 "حیاتِ مخدوم الاولیاء"، ص ۳۰۰۔

150 "تذکرہ شعراءِ حجاز"، ص ۳۸۵۔

تجمل حسین صاحب تجمّلؔ حسین جلال پوری نے اردو زبان اور اس کی شعر وشاعری کی طرف توجّہ دلائی۔ جس زمانہ ۱۹۱۷ء میں وہ مدرسۂ انجمنِ اسلامیہ پاٹن سٹریٹ ڈربن میں صدر مدرّس تھے، اُس وقت انھوں نے اردو کو مقبولِ عام بنانے کا سلسلہ شروع کیا۔ آپ کے جنوبی افریقہ میں آنے سے پہلے شعر وشاعری کا ذوق ڈربن میں قطعاً نہیں تھا۔

ایک اور بزرگ سیّد عمر قادری صاحب بھی ہیں، انھوں نے بھی کیپ اور ڈربن میں اردو زبان کی خدمت کی۔ وہ خود بھی شاعر تھے اور لوگوں میں شعر وشاعری کا شوق پیدا کیا؛ جس کی وجہ سے ۱۹۳۵ء میں ڈربن میں سب سے پہلا مشاعرہ منعقد ہوا۔ اس مشاعرے کا اہتمام جناب مولانا احمد مختار صدّیقی، مسٹر احمد اسماعیل اور منشی علی میاں چشتی نے کیا۔ اس مشاعرے کی صدارت کے فرائض سر رضا علی صاحب نے انجام دیے، جو اُس وقت حکومتِ ہند کی طرف سے جنوبی افریقہ میں ایجنٹ جنرل تھے۔ اس مشاعرے میں حسبِ ذیل شعرا نے اپنا کلام سنایا:

(۱) جناب ابراہیم احمد صاحب جیوا تاجرؔ (۲) جناب قادر میاں صاحب امامؔ (۳) جناب قاسم سامرودی صاحب نباؔ (۴) جناب یوسف اسحاق صاحب یوسفؔ (۵) جناب اسماعیل صاحب بے چینؔ

(۶) جناب موسیٰ اسماعیل صاحب میرؔ (۷) جناب آدم حسین چینا صاحب آدمؔ (۸) جناب مولانا محمد بشیر صدّیقی صاحب (۹) جناب احمد مختار صدّیقی صاحب (۱۰) جناب علی میاں صاحب چشتی (۱۱) جناب محمد احمد صاحب مہتر فاروقی۔

دوسرا مشاعرہ ۱۹۳۶ء میں گرے اسٹریٹ جامع مسجد ڈربن کے مدرسے کے ہال میں ہوا تھا۔ اس کا اہتمام بھی مولانا احمد مختار صدّیقی اور منشی علی میاں چشتی صاحب نے فرمایا تھا۔"[151]

مندرجۂ بالا اقتباس سے معلوم ہوا کہ جنوبی افریقہ کے شہر ڈربن میں سب سے پہلے اور دوسرے اُردو مُشاعرے کا اہتمام کرنے والوں میں حضرت علّامہ احمد مختار صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اسمِ گرامی بھی شامل ہے؛ نیز پہلے مشاعرے میں حضرت علّامہ احمد مختار اور حضرت علّامہ محمد بشیر صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما نے اپنا اپنا کلام بھی سنایا۔

مکتوبِ بشیر صدّیقی: مولانا محمد بشیر صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے چھوٹے بھائی مولانا نذیر احمد خجندیؔ کو اپنے برادرِ اکبر حضرت علامہ شاہ احمد مختار صدّیقی کی وفات کے بعد ایک خط لکھا تھا، جس میں انھوں نے حضرتِ مختار کی کچھ خدمات میں ذکر کیا تھا۔ وہ خط ہم نے اِسی کتاب کے چھٹے باب "نثرِ بشیر" میں شامل کیا ہے۔

151 "جنوبی افریقہ کے اُردو شاعر"، سببِ تالیف، ص ۵۶ تا ۵۷۔

حضرت شاہ احمد مختار کے چار (۴) صاحبزادگان:

حضرت علامہ مولانا محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ نے آپ کے چار (۴) صاحبزادگان کے نام لکھے ہیں:

رحمانی میاں، عرفانی میاں، رضوانی میاں اور صمدانی میاں۔[152]

دو صاحبزادگان کے بارے میں:

حضرت علامہ مفتی محمد اطہر نعیمی صاحب نے ہمیں حسبِ ذیل چند سطور لکھ کر عطا فرمائیں:

"اِس خاندان کے اکابر میں مولانا احمد مختار صاحب صدّیقی، مولانا عبد العلیم صدّیقی رحمۃ اللہ علیہما، مولانا شاہ احمد نورانی و مولانا محمد جیلانی رحمۃ اللہ علیہما سے ملاقات ہوئی۔ میں نے مولانا جیلانی صاحب کے ساتھ (جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں) بخاری شریف کے چند اَسباق پڑھے تھے۔ مولانا احمد مختار صاحب علیہ الرحمۃ جب مرادآباد آئے تھے تو میں نے اُنھیں دیکھا تھا۔ اُن کے دو صاحبزادگان، غالباً اُن کے نام ظہور الحق رحمانی اور ظہیر الحق عرفانی تھے، ہندوستان کے مشہور شاعروں میں سے تھے اور پاکستان کے ایک مشاعرے میں آئے تھے، مجھ سے ملاقات نہ ہو سکی۔ دونوں بھائی ایک سال جامعہ نعیمیہ مرادآباد میں زیرِ تعلیم رہے تھے۔"[153]

152 دستی تحریرِ علامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ۔

153 دستی تحریرِ مفتی محمد اطہر نعیمی مدّظلّہ العالی۔

وصالِ مبارک:

جناب امداد صابری صاحب (مرحوم) لکھتے ہیں:

"مولانا احمد مختار صدّیقی ۶۳؍ سال کی عمر میں، پیر کی رات کو مغرب کے بعد، ۱۲؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۷ھ مطابق ۱۰ (دس) جولائی ۱۹۳۸ء کو دمن میں فوت ہوئے۔[154]

مادّۂ تاریخِ وصال:

ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم صاحب نے ماہ نامہ "پیامِ حرم" (جمداشاہی، فروری ۲۰۱۱ء) کے حوالے سے حضرت شاہ احمد مختار صدّیقی کا مادّۂ تاریخِ وصال:

"نائبِ احمدِ مختار" (۱۳۵۷ھ)

نقل کیا ہے۔[155]

واہ کیا بات ہے! اُن کا نام "اَحْمَدْ مختار"[156] اور اُن کا مادّۂ تاریخِ وصال: "نائبِ احمدِ مختار" یعنی احمدِ مختار ﷺ کے نائب۔ سُبْحَانَ اللہ!

154 "تذکرۂ شعراءِ حجاز"، ص ۳۸۷۔

155 "تذکرۂ خانوادۂ علیمیہ"، ص ۵۴۔

156 اِس فقیر (ندیم احمد نورانی) نے جب "احمد مختار" کے اعداد شمار کیے، تو مجموعہ "۱۲۹۴" حاصل ہوا، اور ۱۲۹۴ھ ہی میں حضرت کی ولادت ہوئی تھی۔ اِس سے معلوم ہوا کہ حضرت شاہ احمد مختار کا اسمِ مبارک "احمد مختار" بھی تاریخی تھا۔

مولانا محمد بشیر صدّیقی کے نام مولانا نذیر احمد خجندؔی کا ایک خط:

حضرت شاہ احمد مختار صدّیقی علیہ الرحمۃ کی رحلت کی خبر جب آپ کے چھوٹے بھائی مولانا نذیر احمد خجندؔی کو ملی، تو وہ فوراً بمبئی سے دمن گجرات پہنچے۔ اُس وقت حضرتِ خجندؔی جن حالات سے دوچار ہوئے، اُن کا ذکر خود اُنھوں نے اپنے بڑے بھائی مولانا الحاج محمد بشیر صدّیقی، جو اُس وقت ڈربن افریقہ میں تھے، کے نام ۱۴؍ جولائی ۱۹۳۸ء کو لال باغ بمبئی نمبر ۱۲؍ سے لکھے گئے حسبِ ذیل ایک خط میں اِس طرح کیا:

"ڈھولر سے گزر کر آبت واڑ میں داخل ہوا تو لوگوں کا ہجوم سامنے تھا۔ ماتھا ٹھنکا، مکان میں کھچا کھچ عورتیں بھری ہوئی تھیں اور ایک شان دار چارپائی پر کپڑوں سے ڈھکا ہوا وہ قفسِ عنصری موجود تھا، جس کو دو گھنٹے پہلے اگر میں پہنچتا تو بھیا بھیا کہہ کر مخاطب کرتا۔

دل کا اضطراب آنکھوں کے گرم گرم آنسوؤں نے ہُویدا کر دیا، پھر بھی انتہائی ضبط سے کام لیا۔ چادریں اُٹھا کر، پیشانی کو بوسہ دیا اور میرا انتظار کیے بغیر جانے والی روح کو تلاوت کا کچھ ہدیہ روانہ کیا۔ کچھ دیر باہر آ کر بیٹھا، پھر قاسم کے گھر جا کر، چارپائی پر لیٹ کر، دل کے بخاراتِ حسرت آنسوؤں کے ذریعے نکالتا رہا؛ پھر اُٹھ کر، اُسی دروازے پر آ بیٹھا اور ڈالی کو تاروں کے مضامین لکھواتا رہا۔ دمن کے لوگوں اور عورتوں نے اپنے دستور کے مطابق ساری رات آنکھوں میں نکالی۔

صبح سویرے گیارہ بجے جنازہ اُٹھانے کا اعلان ہوا۔ چھوٹی دمن کے ہر محلے میں اور ورکن میں اور بڑی دمن کے دیگر حصّوں میں بھیجا گیا۔ گیارہ بجے سے پہلے جوق در جوق ہر محلے کے لوگ آنا شروع ہو گئے اور اجتماعِ عظیم ہو گیا۔

رحمتِ الٰہی (بارش) نے تہیہ کر لیا تھا کہ آج کے دن ایک سیکنڈ کو بھی نہ رُکے گی۔ بادلوں کی طرف سے مایوسی کا احساس کر کے متوکلاً علی اللہ جنازہ اُٹھایا۔ مختلف محلّوں کے لوگوں نے اپنے اپنے محلّوں میں لے جانے کی مجھ سے اجازت طلب کی۔ میں نے کسی کا دل نہیں دُکھانا چاہا۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ اوّل تمام ڈھولر کا گشت ہوا، پھر چھٹیاوار پہنچے، پھر گھانچی واڑ میں ہوتے ہوئے وقتِ زوال سے چند منٹ قبل اُسی بارش کے عالَم میں چھتریوں کو بند کر کے زمین پر ڈال دیا۔ میرے ساتھ سب نے اَللّٰہُ اَکْبَر کہتے ہوئے نیّت باندھی اور اس کے ساتھ ہی ساتھ شدّت کی بارش نے اپنا رنگ جمایا۔ نماز کے بعد تدفین عمل میں آئی۔ حاجی سلیمان قاسم، ایک بوڑھا، ایک نوجوان کیپٹن ابراہیم ملا اور میں خود قبر میں اترے۔ قبر بے حد کشادہ اور وسیع بنائی گئی تھی۔ اُس میں لکڑی کا صندوق قائم کیا گیا۔ تدفین کے بعد، رنگ بہ رنگ پھولوں کی چادر قبر کو اوڑھا دی گئی۔ تلقین وفاتحہ کی رسمیں پوری کرتے ہوئے سمندر کے کنارے چٹیل میدان اور جنگل بیابان میں اپنے بزرگ ترین بھائی کو سپردِ خاک کر کے اپنے کلیجے پر، پتھر رکھتے ہوئے گھٹنوں گھٹنوں پانی

میں راستہ طے کر کے گھر پہنچے۔ دوسرے روز صبح کو میں بمبئی واپس آ گیا۔ تجہیز و تکفین سے قبل میں قاسم کے مکان میں اکیلا بیٹھا ہُوا اپنے آپ کو یوں خطاب کر رہا تھا:

کہاں ہے جانِ پاکِ احمدِ مختار صدّیقی
نگاہیں ڈھونڈتی ہیں اور نہیں پاتیں کہیں تجھ کو
خجندؔی بمبئی سے دوڑتا ملنے کو آیا بھی
تڑپ کر رہ گیا جس دم یہاں پایا نہیں تجھ کو
اجلؔ! کیا تھا گھڑی بھر، اور رستہ دیکھتی میرا
بہت ہی جلد پہنچایا سوئے خلدِ بریں تجھ کو
نہیں بے وجہ اِس عالَم سے پردہ پوش ہو جانا
ملا جب چاہنے والا ہی اک پردہ نشیں تجھ کو
مرادآباد و میرٹھ میں بپا اک حشر سا ہوگا
یہ سنتے ہی پسند آئی ہے دمن کی زمیں تجھ کو
ہمیشہ کے لئے ہم سے چھڑا کر دستِ قدرت نے
سمندر کے کنارے کر دیا خلوت گزیں تجھ کو
ابھی تو دس برس تک اور بھی رہنا تھا دنیا میں
نہ تھی کیا یاد ابّا جی کی عمرِ واپسیں تجھ کو

("مکتوب، ۱۴ر جولائی ۱۹۳۸ء، "مخدومِ خجندؔی"، ص ۳۲)[157]

---

157 "تذکرۂ خانوادۂ علیمیہ"، ص ۵۴ تا ۵۶۔

مزارِ مبارک:

حضرت مولانا شاہ احمد مختار صدّیقی علیہ الرحمۃ کا مزارِ مبارک دمن اینڈ دیو(Daman and Diu) (سورت، گجرات، انڈیا) میں واقع ہے۔

جانشینِ مختار:

حضرت احمد مختار صدّیقی کے وصال کے بعد آپ کے سب سے چھوٹے بھائی حضرت شاہ محمد عبدالعلیم صدّیقی آپ کے جانشین ہوئے، جیسا کہ آپ کے برادر حضرت علامہ نذیر احمد خجندیؔ (علیہم الرحمۃ) اپنی تصنیف "مخدومِ خجندی" میں فرماتے ہیں: ؎

مبارک جانشیں اُن کے علیمِ علم پر ہیں
کیا روشن جنھوں نے سلسلے کو خوب پھیلا کر
خوشا پیرِ طریقت، احمدِ مختار صدّیق
امینِ رازِ وحدت، احمدِ مختار صدّیقی[158]

اِس فقیر (ندیم نورانی) نے اپنے دادا پیر و مرشد حضرت شاہ عبدالعلیم صدّیقی علیہ الرحمۃ کی شان میں دو منقبتیں لکھنے کا شرف حاصل کیا تھا۔ جب حضرت خجندیؔ کے مندرجۂ بالا اشعار کو ملاحظہ کیا تو اُن دو میں سے ایک منقبت میں حسبِ ذیل دو اشعار کا اضافہ کیا:

تمھارے بھائی مولانا نذیر احمد خجندی نے — "علیمِ علم پرور" کا لقب جس کو دیا، تم ہو
مبارک جانشینِ احمدِ مختار صدّیقی — پتا شعرِ نذیر احمد خجندی سے چلا، تم ہو

158 "تذکرۂ خانوادۂ علیمیہ"، ص ۶۲۔

5۔ خطیب العلما مولانا نذیر احمد خجندیؔ:

خطیب العلما حضرت مولانا نذیر احمد خجندیؔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک جید عالمِ دین، مُناظر، صحافی، حکیم اور قادر الکلام شاعر تھے۔ آپ کی دینی و ملی، سیاسی و صحافتی وغیرہ خدمات ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

آپ ۱۳/ ربیع الثانی ۱۳۰۵ھ مطابق ۲۸/ دسمبر ۱۸۸۸ء، بدھ کے دن، صبحِ صادق کے وقت عالَمِ ظہور میں جلوہ گر ہوئے۔ آپ کا تاریخی نام: "شیخ نور الحق" تھا[159]، جس سے "۱۳۰۵" اعداد بر آمد ہوتے ہیں۔ بھائیوں میں آپ کا چھٹا نمبر تھا۔[160]

اجازت و خلافت:

مولانا نذیر احمد خجندی علیہ الرحمۃ مخدوم الاولیا محبوبِ ربّانی قطب المشائخ حضور علّامہ سیّد شاہ علی حسین اشرفی جیلانی عرف "اشرفی میاں" (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے محبوب ترین خلفا میں تھے۔[161]

چناں چہ حضور اشرفی میاں کے خلفائے عظام کی فہرست میں حضرت مولانا نذیر احمد خجندی علیہ الرحمۃ کا نام یوں درج ہے:

"مولوی حاجی نذیر احمد خجندی بن مولانا عبد الحکیم المخاطب بہ شیر اللہ

159 "ماہ نامہ شاہ راہ" بمبئی، ربیع الآخر ۱۳۵۶ھ، صفحہ ۲۔

160 "ماہ نامہ شاہ راہ" بمبئی، ربیع الآخر ۱۳۵۶ھ، صفحہ ۱۔

161 "حیاتِ مخدوم الاولیاء"، ص ۳۱۲، ۳۱۸، ۳۶۸۔

شاہ' ۲۷ر رمضان المبارک ۱۳۴۵ ہجری، مشائخاں میرٹھ۔"[162]

پھر تھوڑا اور آگے چل کر حضرت مولانا نذیر احمد خجندی علیہ الرحمۃ ہی کا نام اسی فہرست میں دوسری مرتبہ یوں ہے:

"خطیب العلما مولانا نذیر احمد خجندی میرٹھی شیر اللہ شاہ۔"[163]

"شیر اللہ شاہ" کا خطاب:

مندرجۂ بالا اقتباسات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور اشرفی میاں نے مولانا خجندی کو "شیر اللہ شاہ" کے خطاب سے نوازا تھا۔

مولانا امین نورانی زِیْدَ مَجْدُہٗ کے مطابق مولانا نذیر احمد خجندی علیہ الرحمۃ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی خلافت حاصل تھی۔[164]

رتی بائی کا قبولِ اسلام اور قائدِ اعظم سے نکاح:

آپ نے ۱۸ر اپریل ۱۹۱۸ء کو بانیٔ پاکستان قائدِ اعظم محمد علی جناح کا دوسرا نکاح رتن بائی عرف رتّی بائی، جو بعد میں "رتّی جناح" کے نام سے جانی پہچانی

162 "حیاتِ مخدوم الاولیاء"، ص ۳۱۲۔

163 "حیاتِ مخدوم الاولیاء"، ص ۳۱۸۔

164 "عہدِ رواں کی ایک عبقری شخصیت"، ص ۱۳ تا ۱۴۔

گئیں، کے ساتھ پڑھایا تھا[165]؛ نیز، نکاح سے ایک دن پہلے قائدِ اعظم نے رتّی بائی کو حضرت مولانا نذیر احمد خجندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہی کے دستِ مبارک پر مسلمان بھی کروایا تھا۔

بعض دیگر خدمات:

خطیب العلما مولانا نذیر احمد خجندی مسجد خیر الدین لال باغ کے امام و خطیب اور ناظم تھے۔ یہ مسجد ابوالکلام آزاد صاحب کے والدِ ماجد مولانا خیر الدین صاحب نے بمبئی میں تعمیر کروائی تھی۔[166] اِس کے علاوہ، آزاد پارک، بمبئی میں عیدین کے بھی آپ امام تھے۔ آپ نے بمبئی سے ایک ہفت روزہ اخبار "غالب" نکالا، جو ڈیڑھ سال جاری رہ کر بند ہو گیا تھا۔ علاوہ ازیں، آپ نے اخبار "غیبی گولہ" کا بھی اجرا کیا؛ نیز، میرٹھ سے "تاجر" اور بمبئی سے "شوکت" اور "نادر" اخبارات بھی جاری فرمائے۔[167]

مولانا نذیر احمد خجندی نہ صرف ایک قادرالکلام شاعر تھے، بلکہ آپ زینتِ بزمِ شعر و سخن بھی تھے۔ آپ کا کچھ کلام ہم نے اپنی کتاب: "جب جب تذکرۂ خجندی ہوا" (۲۰۱۱ء) میں نقل کیا ہے۔ حصولِ برکت کے لئے آپ کا ایک شعر

165 یہ نکاح مولانا نذیر احمد خجندی علیہ الرحمۃ نے پڑھایا تھا، اس کی بحث ہماری کتاب "جب جب تذکرۂ خجندی ہوا" میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔ (ندیم)

166 "تذکرہ شعراءِ حجاز"، ص ۳۸۹۔

167 ماہ نامہ "شاہ راہ" بمبئی، ربیع الآخر ۱۳۵۶ھ، ص ۲۔

یہاں ہدیۂ قارئین کیا جاتا ہے، جو حضرت قطبِ مدینہ علامہ ضیاءالدّین احمد صدیقی قادری مدنی (مرید و خلیفۂ اعلیٰ حضرت) کے جانشین و فرزند اور حضرت قائدِ ملّتِ اسلامیہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کے سسرِ محترم حضرت مولانا محمد فضل الرحمٰن مدنی (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم) نے جناب امداد صابری صاحب کو لکھوایا تھا:

آنکھیں روشن، دل منوّر سبز گنبد دیکھ کر
ناز کرتا ہے مقدّر سبز گنبد دیکھ کر[168]

اِس فقیر (ندیم احمد نؔدیم نورانی) نے بھی حصولِ برکت کے لیے، اِسی زمین میں ایک شعر کہا ہے، اِس اُمّید کے ساتھ کہ اللہ تَبَارَکَ وَ تَعَالیٰ اپنے محبوبین کے طفیل شرفِ قبولیت سے نوازے گا:

موت آئے کلمہ پڑھ کر، سبز گنبد دیکھ کر
ایسا روشن ہو مقدّر، سبز گنبد دیکھ کر

اولادِ اَمجاد:

قائدِ اہلِ سنّت حضرت امام شاہ احمد نورانی علیہ الرحمۃ ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ مولانا نذیر احمد خجندی علیہ الرحمۃ کی کوئی اولادِ نرینہ نہیں تھی۔[169]

---

168 ”تذکرہ شعراءِ حجاز“، ص ۳۹۰۔

169 ”مولانا نورانی سے ایک انٹرویو“، ۲۱/اکتوبر ۱۹۹۶ء۔

محترمہ ڈاکٹر فریدہ احمد صدّیقی صاحبہ نے، ۴/مئی ۲۰۱۲ء کی ملاقات کے دوران، اس فقیر کو مولانا نذیر احمد خجندی علیہ الرحمۃ کی دو صاحبزادیوں کے نام:

متینہ بیگم اور مُعینہ بیگم

بتائے ہیں۔

وصالِ مبارک:

مولانا نذیر احمد خجندی انتقال سے ڈیڑھ دو برس پہلے مدینۂ منورہ چلے گئے۔[170]

ڈاکٹر فریدہ احمد صدّیقی صاحبہ نے، ۴/مئی ۲۰۱۲ء کی ملاقات کے دوران، راقم السّطور (ندیم احمد نؔدیم نورانی) سے فرمایا:

”میرے تایا مولانا نذیر احمد خجندیؔ علیہ الرحمۃ مدینۂ منورہ ۱۹۴۷ء میں حج کے سیزن میں گئے تھے اور آپ کی روانگی کا خصوصی انتظام بہ ذریعہ بحری جہاز (Ship) خود قائدِ اعظم محمد علی جناح نے کروایا تھا؛ پھر تقریباً ڈیڑھ سال قیام کے بعد مدینۂ منورہ ہی میں آپ کا وصال ہوا اور جنّت البقیع میں آپ کی تدفین ہوئی۔“

---

170 ”تذکرہ شعراءِ حجاز“، ص ۳۸۹۔

مولانا نذیر احمد خجندیؔ علیه الرحمة کا وصال ۱۳۶۸ھ / ۱۹۴۹ء میں ہوا۔ آپ سے متعلق تمام ہی کتب میں آپ کا سالِ وصال ۱۳۵۵ھ لکھا ہے، جو غلط ہے۔ اس کی پوری تحقیق ہماری کتاب:

"جب جب تذکرۂ خجندیؔ ہُوا" (2014ء)

میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

6۔ مبلغِ اعظم علامہ شاہ محمد عبد العلیم صدّیقی مدنی:

سفیرِ پاکستان، سیاحِ عالم، مبلغِ اعظم حضرت علامہ مولانا حکیم قاری سیّدنا شاہ محمد عبد العلیم صدّیقی میرٹھی مدنی رضی اللہ تعالیٰ عنه ۱۵/ رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ مطابق ۳/ اپریل ۱۸۹۳ء[171] کو میرٹھ میں پیدا ہوئے۔ اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت مولانا شاہ محمد احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنه کے آپ شاگرد و خلیفہ اور حضرت قائدِ ملّتِ اسلامیہ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدّیقی رضی اللہ تعالیٰ عنه کے والدِ ماجد و پیر و مرشِد تھے۔ آپ نے اپنے بڑے بھائی حضرت علامہ احمد مختار صدّیقی رضی اللہ عنہ سے بیعت ہو کر اُن تمام

171 عام طور پر، حضرت علامہ شاہ عبد العلیم صدّیقی رحمۃ اللہ علیہ کا سنِ ولادت "۱۸۹۲ء" لکھا جاتا ہے، جو غلط ہے۔ آن لائن کلینڈر اور تاریخی شواہد کے مطابق، ۱۵/ رمضان المبارک ۱۳۱۰ھ کو ۱۸۹۳ء تھا اور یہی درست ہے۔ (ندیم)

سلسلوں میں بھی خلافت و اجازت پائی، جن کی اجازت و خلافت حضرت احمد مختار کو اپنے والدِ ماجد سے تھی اور پھر اپنے فرزندِ ارجمند امام شاہ احمد نورانی صدّیقی کو بھی حضرت شاہ عبد العلیم صدّیقی نے شرفِ بیعت عطا کر کے اجازت و خلافت سے نوازا۔ اس کے علاوہ قطب المشائخ حضرت سیّدنا سیّد شاہ محمد علی حسین جیلانی اشرفی المعروف بہ "اشرفی میاں" رضی اللہ عنہ سے بھی حضرت شاہ عبد العلیم صدّیقی کو سعادتِ اجازت و شرفِ خلافت حاصل ہے۔ بانیِ پاکستان قائدِ اعظم محمد علی جناح نے آپ کو سفیرِ پاکستان بنا کر عرب ممالک بھیجا تھا۔

حضرت علامہ شاہ عبد العلیم صدّیقی ایک بڑے عمدہ و خوش الحان نعت گو شاعر بھی تھے؛ "علیم" تخلص کرتے تھے۔ حمدِ ربّ العالمین و نعتِ رحمۃ للعالمین (عزّوجلّ و صلی اللہ علیہ وسلم) کے علاوہ، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں آپ نے ایک منقبت کہی اور اعلیٰ حضرت کو پڑھ کر سنائی، جو بہت مشہور ہوئی۔ اس کا مطلع ہدیۂ قارئین ہے:

تمھاری شان میں جو کچھ کہوں اُس سے سوا تم ہو
قسیمِ جامِ عرفاں اے شہِ احمد رضا تم ہو[172]

"ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت" کا آغاز مبلغِ اعظم حضرت علامہ شاہ محمد عبد العلیم صدّیقی ہی کے سوال سے ہوتا ہے اور "فتاوٰی رضویہ" میں بھی آپ

172 "حیاتِ اعلیٰ حضرت"، جلدِ اوّل، رضا اکیڈمی، بمبئی، ص ۱۷۶۔

کے چند استفتا موجود ہیں۔

"حُسَامُ الْحَرَمَیْنِ عَلٰی مَنْحَرِ الْکُفْرِ وَ الْمَیْنِ (۱۳۲۴ھ)" پر آپ نے ایک تصدیق بھی رقم فرمائی ہے، جو "اَلصَّوَارِمُ الْهِنْدِیَّة" میں شامل ہے۔

اعلیٰ حضرت سے خلافت:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے مبلغِ اعظم حضرت علّامہ شاہ عبد العلیم میرٹھی مدنی رحمہما اللہ کو اُن کی مناظرانہ استعداد اور علمی بلندی پر، یوں دادِ تحسین سے نوازا:

عبدِ علیم کے علم کو سن کر
جہل کی بہل بھگاتے یہ ہیں[173]

مفتیِ اعظم حضرت علّامہ مصطفیٰ رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر پر حاشیہ دے کر "عبدِ علیم" کی شرح یوں فرمائی:

"جنابِ حامیِ سنّت فاضل نوجوان مولانا مولوی حاجی محمد عبد العلیم صاحب صدّیقی میرٹھی قادری برکاتی رضوی، خلیفۂ اعلیٰ حضرت مدّ ظلّہ۔"[174]

173 "اَلْاِسْتِمْدَادُ عَلٰی اَجْیَالِ الْاِرْتِدَادُ" مع "کشفِ ضلالِ دیوبند"، نسخۂ قدیمہ، ص ۳۴؛ نسخۂ جدیدہ، ص ۶۸۔

174 "کشفِ ضلالِ دیوبند" شرح "اَلْاِسْتِمْدَادُ عَلٰی اَجْیَالِ الْاِرْتِدَادُ"، نسخۂ قدیمہ، ص ۳۴؛ نسخۂ جدیدہ، ص ۶۸۔

حضور اشرفی میاں سے خلافت:

مخدوم الاولیا قطب المشائخ سیّد شاہ علی حُسین اشرفی الجیلانی یعنی حضور اشرفی میاں علیه الرحمة کے خلفائے کرام کی فہرست میں مبلغِ اعظم حضرت شاہ عبد العلیم صدّیقی علیه الرحمة کا اسمِ گرامی یوں درج ہے:

"مولوی عبد العلیم صاحب اشرفی بعطائے تاجِ دلق ومثالِ خلافت مجاز وماذون فرمائے گئے۔"[175]

مبلغِ اعظم کی اولادِ امجاد:

مبلغِ اعظم حضرت شاہ عبد العلیم صدّیقی مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی شادی محترم قاضی احسان الحق صاحب اور محترمہ بسم اللہ خاتون صاحبہ[176] کی صاحبزادی محترمہ اَمَتُ الرؤف صاحبہ سے ہوئی (علیهم الرحمة)۔

حضرت مبلغِ اعظم کے چار صاحبزادگان اور تین صاحبزادیوں کا مختصر ذکر ترتیبِ ولادت کے لحاظ سے اگلے صفحات پر نذرِ قارئین کیا جارہاہے۔

175 "حیاتِ مخدوم الاولیاء"، ص ۳۰۰۔

176 جانشینِ قائدِ ملّتِ اسلامیہ، حضرت علامہ شاہ محمد انس نورانی صدیقی مدّ ظلّہ العالی نے ہمارے استفسار پر، حضرت امام شاہ احمد نورانی صدیقی علیه الرحمة کے نانا اور نانی کے یہی نام: "قاضی احسان الحق اور بسم اللہ خاتون" بتائے۔ (ندیم نورانی)

1۔ اَمَتُ السبّوح عرف سُبحیہ بیگم علیہا الرحمۃ:

آپ کی شادی مبلغِ اسلام حضرت ڈاکٹر علامہ فضل الرحمٰن انصاری علیہ الرحمۃ سے ہوئی۔ ۳؍جمادی الآخرۃ ۱۴۲۱ھ / ۲؍ستمبر ۲۰۰۰ء کو آپ کی رحلت ہوئی۔

2۔ نذرِ غوث علامہ مولانا محمد جیلانی صدّیقی:

آپ ایک عالمِ دین تھے، حضرت صدر الافاضل علامہ مولانا مفتی سیّد محمد نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ سے شرفِ تلمذ رکھتے تھے۔ آپ کا وصال ۵؍ذیقعد ۱۴۱۵ھ / ۶؍اپریل ۱۹۹۵ء کو ہوا۔

3۔ امام شاہ احمد نورانی صدّیقی علیہ الرحمۃ:

یوں تو مبلغِ اعظمِ اسلام حضرت علّامہ شاہ محمد عبدالعلیم صدّیقی مدنی کی تمام اولاد نیک اور صالح ہوئی، بالخصوص قائدِ ملّتِ اسلامیہ فاتحِ ختمِ نبوّت مبلغِ اسلام حضرت امام شاہ احمد نورانی صدّیقی نے اپنے والدِ ماجد کے مشن کو آگے بڑھاتے ہوئے دین وملّت کی خوب اور بے مثال خدمات انجام دیں (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم)۔ امام شاہ احمد نورانی صدّیقی علیہ الرحمۃ کی ولادت جمعرات، ۱۷؍رمضان المبارک ۱۳۴۴ھ / یکم اپریل ۱۹۲۶ء کو، اور وصال جمعرات، ۱۶؍شوّال المکرم ۱۴۲۴ھ / ۱۱؍دسمبر ۲۰۰۳ء کو دوپہر بارہ بج کر بیس منٹ پر ہُوا۔

4۔ نذرِ فرید جناب حامد ربّانی صدّیقی علیہ الرحمۃ:

اتوار، ذی الحجہ ۱۴۳۶ھ کو حضرت حامد ربّانی صاحب نے بیت الرضوان (کلفٹن، کراچی) پر منعقدہ، اپنے والدِ ماجد حضرت شاہ عبدالعلیم صدّیقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عرسِ مبارک کی تقریب میں، اِس فقیر (ندیم احمد نَدیم نورانی) کے استفسار پر، اپنی تاریخِ ولادت: ۲۶؍دسمبر ۱۹۳۰ء بتائی اور فرمایا کہ شعبان المعظّم کی غالباً ۱۴؍تاریخ تھی۔ ہم نے لفظِ غالباً کی وجہ سے آن لائن ڈیٹ کنورٹر سے مدد لی تو اُس میں ۲۶؍دسمبر ۱۹۳۰ء کی ہجری تاریخ: "جمعہ ۵؍شعبان ۱۳۴۹ھ" نظر آئی۔ یہ آپ کے والدِ ماجد کے عرس کی آخری تقریب تھی، جس میں آپ نے شرکت فرمائی؛ چناں چہ، منگل، ۲۳؍شعبان المعظّم ۱۴۳۷ھ مطابق ۳۱؍مئی ۲۰۱۶ء کو صبح کے وقت آپ کا انتقال ہوگیا، اور اُسی شام بعد نمازِ مغرب آپ کی نمازِ جنازہ بیت الرضوان (کلفٹن، کراچی) پر مفتیِ اعظمِ پاکستان حضرت علّامہ مفتی منیب الرحمٰن صاحب مدّ ظلّہ العالی نے پڑھائی، جس میں الحمد للہ مجھے بھی اپنے مخلص، عزیز دوست جناب محمد مدثر اکرام صاحب زِیْدَ مَجْدُہٗ کے ساتھ شرکت کی سعادت حاصل ہوئی۔

5۔ ڈاکٹر عزیزہ اقبال علیہا الرحمۃ:

آپ کا انتقال بدھ، ۸/ ربیع الاوّل ۱۴۳۳ھ / یکم فروری ۲۰۱۲ء کو ہوا۔

6۔ ڈاکٹر فریدہ احمد صدّیقی علیہا الرحمۃ:

آپ کی شادی پروفیسر محمد احمد صدّیقی صاحب سے ہوئی۔ آپ بھی اپنے والدِ ماجد مبلغِ اعظم علیہ الرحمۃ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے، دین و ملّت کی خوب خدمت انجام دیتے ہوئے، بدھ، ۲۸/ رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ / ۷/ اگست ۲۰۱۳ء کو تقریباً ڈیڑھ بجے شب اس دنیا سے رخصت ہو گئیں۔

آپ بہت بااخلاق، مہمان نواز اور خرد نواز خاتون تھیں، اِس فقیر (ندیم احمد ندیم نورانی) پر بھی بہت شفقت فرماتی تھیں۔

7۔ نذرِ خواجہ جناب حمّاد سبحانی صدّیقی مدظلہ العالی۔

مبلغِ اعظم حضرت شاہ عبدالعلیم صدّیقی علیہ الرحمۃ کی اولاد میں سے جناب حمّاد سبحانی صاحب الحمد للہ ابھی بہ قیدِ حیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر دراز فرمائے۔

آمین بجاہِ سیّد المرسلین ﷺ۔

امام شاہ احمد نورانی صدّیقی رحمۃ اللہ علیہ کی اولادِ امجاد:

حضرت امام شاہ احمد نورانی صدّیقی علیہ الرحمۃ کی شادی فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا محمد فضل الرحمٰن مدنی علیہ الرحمۃ کی صاحبزادی یعنی قطبِ مدینہ حضرت علامہ ضیاء الدین احمد مدنی قادری علیہ الرحمۃ کی پوتی سے ہوئی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کو دو صاحبزادگان اور دو ہی صاحبزادیوں سے نوازا، جن کے اسمائے گرامی یہ ہیں:

1۔ علامہ شاہ محمد انس نورانی صدّیقی مدّظلہ العالی:

چیئرمین ورلڈ اسلامک مشن (پاکستان) حضرت صاحبزادہ شاہ محمد انس نورانی صدّیقی ایک عالمِ دین ہیں، تبلیغی شعبے سے وابستہ ہو کر، دینِ متین کی خوب خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ آپ کی ولادت اتوار، ۱۸/ ربیع الآخر ۱۳۸۶ھ / ۷/ اگست ۱۹۶۶ء کو ہوئی۔

2۔ اِناس:

حضرت محترمہ اِناس صدّیقی صاحبہ کی ولادت جنوری ۱۹۶۸ء میں ہوئی۔

آپ کی شادی محترم سیّد محمد ناصر شاہ صاحب سے ہوئی۔

ان کو اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹی سیّدہ نجویٰ ناصر، جو دبئی میں مقیم ہیں، اور ایک بیٹے جناب حافظ سیّد محمد اُسامہ ناصر سے نوازا۔

3۔ ایمان:

محترمہ ایمان صاحبہ مارچ ۱۹۶۹ء میں پیدا ہوئیں اور ان کی شادی محترم محمد آفاق الدین شیخ صاحب سے ہوئی۔ اِنھیں اللہ تعالیٰ نے دو بیٹوں اور ایک بیٹی سے نوازا، جن کے نام یہ ہیں:

محمد سَمیر شیخ، اَمانی شیخ اور محمد اَمیر شیخ۔

4۔ صاحبزادہ شاہ اویس نورانی صدّیقی زِیْدَ مَجْدُہٗ:

حضرت صاحبزادہ شاہ محمد اُویس نورانی صدّیقی زِیْدَ مَجْدُہٗ کی ولادت نومبر ۱۹۷۰ء میں ہوئی۔ آپ جمعیت علمائے پاکستان کے جنرل سیکرٹری ہیں۔ آپ سیاست سے وابستہ ہو کر، قوم و ملّت کی خدمت میں مصروفِ عمل ہیں۔ آپ کی شادی آپ کے چچا محترم حماد سبحانی صاحب کی صاحبزادی محترمہ مونا صاحبہ سے ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین صاحبزادیوں اور ایک صاحبزادے سے نوازا، جن کے نام یہ ہیں:

حفصہ، حُنَین، احمد نورانی اور ہبہ۔

افسوس! صد افسوس کہ ابھی کچھ دن پہلے حضرت شاہ اویس نورانی صاحب کی ننھی شہزادی، جس کا نام ہبہ تھا، منگل، ۲۲/ذی قعد ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۵/اگست ۲۰۱۷ء کو صرف ۱۴/ماہ کی عمر میں اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ اس ننھی شہزادی کے درجات بلند فرمائے اور اسے اپنے

والدین کے لئے بلندیِ درجات کا سبب بنائے اور تمام متعلقین کو صبرِ جمیل سے نوازے۔ اٰمین بجاہ سیّد المرسلین ﷺ!

❁❁❁❁❁❁❁❁

اختتامِ کتاب:

اِسی پر، میں اپنی اِس کتاب کا اختتام کرتے ہوئے، اِس کا تاریخی نام:

"علّامہ حاجی محمد بشیر صدّیقی کا سفرِ زندگی" (۱۴۳۸ھ)

اور تاریخی لقب:

"یک اجلّ تحریر در حیاتِ بشیر" (2017ء) رکھتا ہوں۔

اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا گو ہے کہ وہ حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی نَوَّرَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَرْقَدَہٗ کی خدماتِ جلیلہ کو قبول کرتے ہوئے آپ کو بہترین صلہ عطا فرمائے، اُن کی تمام اولاد، اور اولاد کی اولاد پر بھی اپنی رحمتیں نازل فرمائے؛ حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی اور میرے سلسلۂ طریقت کے تمام بزرگوں کے مزاراتِ پُر انوار پر تا قیامِ قیامت رحمتوں کی بارش برسائے؛ ان سب کو اعلیٰ علّیین و جنّت الفردوس میں بلندیِ درجات سے نوازے؛ آپ سمیت تمام بزرگانِ دین کے روحانی فُیُوض سے ہمیں خوب مستفیض و فیض یاب کرے؛ اپنی رضا کے ساتھ، اس تحریر کو شرفِ قبول عطا فرماتے ہوئے، اسے میری اور میرے والدین، اہل و عیال، بہن بھائیوں، اعزّا و اقربا اور احباب کی مغفرت کا ذریعہ بنائے اور اس تحریر کو مقبولِ خاص و عام

بناتے ہوئے، زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس سے استفادے کی توفیقِ رفیق بخشے!

آمین بجاہ سیّد المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہٖ و اصحابہٖ و اھل بیتہٖ و بارك وسلم و الحمد للّٰہ ربّ العالمین۔

دعا گو و دعا جو

ندیم احمد نؔدیم نورانی

جمعرات، ۲۹؍ ذوالحجہ ۱۴۳۸ھ / ۲۱؍ ستمبر 2017ء۔[177]

خط و کتابت:

ندیم احمد نؔدیم نورانی،

معرفت کاشف جنرل اسٹور، کوآرٹر نمبر 2/14،

نزد مجاہد پیٹرول پمپ، ناظم آباد نمبر 1، کراچی۔ پوسٹ کوڈ [74600]

موبائل: 0347-2096956

Email: nadeem.nooraani@gmail.com

۞۞۞۞۞۞۞

177 یہ کتاب تقریباً ایک ماہ قبل مکمل ہو چکی تھی اور اس پر تقاریظ بھی موصول ہو چکی تھیں؛ لیکن پھر ۱۹؍ ستمبر کو حضرت علامہ شاہ انس نورانی صاحب مدّ ظلہ العالی کی تقریظ اور اُن سے کچھ مزید معلومات موصول ہوئیں؛ نیز، ۱۹؍ ستمبر ہی کو جنوبی افریقہ سے حافظ محمد راشد قاضی صاحب نے حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی علیہ الرحمۃ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تحریر کے عکس کی پی ڈی ایف، ای میل کی، جس کی وجہ سے بعد میں کتاب میں کچھ ضروری اضافہ کیا گیا۔ (ندیم)

کتابیات (Bibliography)

1۔ اللہ تبارک وتعالیٰ: قرآنِ مجید۔

2 تا 3۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی: "اَلْاِسْتِمْدَاد عَلٰی اَجْیَالِ الْاِرْتِدَاد"، (۱۳۳۷ھ)، مطبعِ اہلِ سنّت وجماعت، بریلی؛ نسخۂ مکتبۂ برکات المدینہ، کراچی، شعبان المعظّم ۱۴۳۲ھ مطابق جولائی ۲۰۱۱ء۔

4۔ مفتیِ اعظم مصطفیٰ رضا خاں بریلوی: "کشفِ ضلالِ دیوبند" شرحِ "اَلْاِسْتِمْدَاد عَلٰی اَجْیَالِ الْاِرْتِدَاد""، (۱۳۳۷ھ)، مطبعِ اہلِ سنّت وجماعت، بریلی؛ مکتبۂ برکات المدینہ، کراچی، شعبان المعظّم ۱۴۳۲ھ مطابق جولائی ۲۰۱۱ء۔

5۔ ملک العلما مولانا محمد ظفر الدین بہاری: "حیاتِ اعلیٰ حضرت"، رضا اکیڈمی، بمبئی (ممبئی)، انڈیا، ۱۴۲۴ھ / ۲۰۰۳ء۔

6۔ حضرت علامہ محمد بشیر صدیقی: دستی تحریر، ارسال کردۂ منیرہ قاضی صاحبہ از ڈربن (ساؤتھ افریقہ)۔

7۔ حضرت مفتی محمد اطہر نعیمی: دستی تحریر (آپ نے کتاب: "علامہ حاجی محمد بشیر صدیقی کا سفرِ زندگی" کا مبیضہ ملاحظہ کرنے کے دوران چند مقامات پر، اپنی کچھ یادداشتیں تحریر فرمائی تھیں، جنھیں ہم نے اس کتاب میں اُن کے حوالے سے درج کر دیا ہے)۔

8 تا 9۔ محمد اسلم سیفی بن مولانا محمد اسماعیل میرٹھی: "حیاتِ اسماعیل (مع کلیاتِ اسماعیل)"، برائٹ بکس، لاہور، ۲۰۰۳ء؛ مطبوعۂ دِیال پرنٹنگ پریس، دہلی، طبعِ اوّل: ۱۹۳۹ء۔

10۔ حضرت ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی: "تذکرہ خانوادۂ علیمیہ"، مشمولۂ مجلّہ "عظیم مبلّغِ اسلام حضرت علّامہ شاہ محمد عبد العلیم صدیقی القادری المدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ"، خواتین اسلامی مشن پاکستان، گُلشنِ اقبال، بلاک ۵، کراچی، ۱۴۲۴ھ / ۲۰۰۳ء۔

11 تا12۔ علامہ شاہ محمود احمد رفاقتی قادری چشتی نظامی کان پوری: "حیاتِ مخدوم الاولیاء محبوبِ ربّانی"، سرکارِ کلاں فاؤنڈیشن، مکان نمبر 655، داتا نگر، گلی نمبر 13، سیکٹر 8، ظہیر الدین بابر روڈ، اورنگی ٹاؤن، کراچی، ۱۴۳۴ھ / ۲۰۱۳ء؛ مطبوعہ حضرت امینِ شریعت ٹرسٹ، اسلام آباد (بھوانی پور)، سون برسا، سیلوٹ، ضلع مظفر پور، بہار، انڈیا، ۱۴۲۱ھ / ۲۰۰۱ء۔

13: علامہ شاہ محمود احمد رفاقتی قادری چشتی نظامی کان پوری: "تذکرۂ علماءِ اہلِ سنّت"، سنّی دار الاشاعت علویہ رضویہ، ڈجکوٹ روڈ، فیصل آباد، بارِ دوم: ۱۹۹۲ء۔

14۔ شرفِ ملّت علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری: "تذکرۂ اکابرِ اہلِ سنّت (پاکستان)"، شبیر برادرز پبلشرز، لاہور، بارِ دوم: ۱۴۰۴ھ / ۱۹۸۳ء۔

15۔ امداد صابری: امداد صابری: "تذکرۂ شعراءِ حجاز اردو"، مکتبۂ شاہراہ، اردو بازار، دہلی، اگست ۱۹۶۹ء۔

16۔ امداد صابری: "جنوبی افریقہ کے اُردو شاعر"، مطبوعۂ نعمانی پرنٹنگ پریس، دہلی، ۱۹۷۸ء۔

17۔ عرفان عباسی: "تذکرۂ شعرائے اتّر پردیش"، جلد ۶، نظامی پریس (لکھنؤ)، نشاط پریس (ٹانڈہ)، پہلا ایڈیشن (۱۹۸۳ء)۔

18۔ پروفیسر ڈاکٹر غلام یحییٰ انجم مصباحی: "تذکرۂ خانوادۂ علیمیہ"، المجمع النورانی، دار العلوم علیمیہ، جمداشاہی، ضلع بستی، ۱۴۳۶ھ / ۲۰۱۵ء۔

19۔ نور احمد میرٹھی: "تذکرہ شعرائے میرٹھ"، ادارۂ فکرِ نو، ۳۵ بی، ۱۱/۷۸، کورنگی، کراچی، ۲۰۰۳ء۔

20۔ علّامہ سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی: "جنوبی افریقہ میں صدیقی علما و مشائخ" (غیرِ مطبوعہ مضمون)۔

21۔ خلیل احمد رانا: "مبلغِ اسلام علامہ شاہ محمد عبد العلیم صدیقی قادری" رحمۃ اللہ علیہ، مطبوعہ کراچی، ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۴ء۔

22۔ مفتی سیّد غلام معین الدین نعیمی: "حیاتِ صدر الافاضل"، (مضمونِ تاج العلما مفتی محمد عمر نعیمی) فرید بک اسٹال، لاہور، شعبان ۱۴۲۱ھ / نومبر ۲۰۰۰ء۔

23۔ علامہ شاہ حسین گردیزی: "فروغِ صحافت میں اہلِ سنّت کا کردار"، دار الکتب حنفیہ، بی آر ۱/۲۹، حنفیہ چوک، کھارادر، کراچی، ربیع الاوّل ۱۴۰۳ھ / جنوری ۱۹۸۳ء۔

24۔ مولانا محمد امین نورانی: "عہدِ رواں کی ایک عبقری شخصیت"، بزمِ انوار القرآن، جامعہ انوار القرآن، گُلشنِ اقبال، بلاک ۵، کراچی، فروری ۲۰۰۴ء۔

25۔ عبد القدّوس ہاشمی: "تقویمِ تاریخی (قاموسِ تاریخی)"، ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد، طبعِ دوم: ۱۴۰۷ھ / ۱۹۸۷ء۔

26۔ مولانا گُل حسن شاہ قادری: "تذکرۂ غوثیہ"، مطبوعہ خزینۂ علم و ادب، لاہور، اشاعت: ۲۰۰۰ء۔

27۔ Andtony Mason, Anne Mahon and Andrew Currie: *"World Facts & Places"*, Tiger Books International PLC, London, 1993.

28۔ آن لائن کیلنڈر (Date Converter)۔

29۔ ماہ نامہ "شاہراہ" بمبئی، ربیع الاوّل ۱۳۵۶ھ

30۔ ماہ نامہ "شاہراہ"، بمبئی، ربیع الآخر ۱۳۵۶ھ

31۔ ماہ نامہ "معارفِ رضا"، کراچی، جنوری ۲۰۰۴ء۔

32۔ ماہ نامہ "پیامِ حرم"، المجمع النورانی، دار العلوم علیمیہ، جمداشاہی بستی، یوپی (انڈیا) کا "مبلغِ اسلام نمبر"، مارچ 2015ء۔

تقاریر / انٹرویوز / ملاقاتیں / فون / وہاٹس ایپ / فیس بک:

33۔ ”مولانا نورانی سے ایک انٹرویو“: ویڈیو کیسٹ، والیم نمبر 57، پیر، ۲۱ر اکتوبر ۱۹۹۶ء مطابق ۷ر جمادی الآخرۃ ۱۴۱۷ھ۔

34۔ ماریشس ٹیلی وژن چینل (MBC) پر، امام شاہ احمد نورانی کی گفتگو۔

35۔ مُبلغہ اسلام محترمہ ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی: (اور اُن کے شوہر محترم پروفیسر محمد احمد صدیقی): ملاقات، خواتین اسلامی مشن۔ پاکستان، بلاک 5، گلشن اقبال، کراچی، جمعۃ المبارک، ۱۲ر جمادی الآخرہ، ۱۴۳۳ھ مطابق ۴ر مئی ۲۰۱۲ء (نیز ۲۲ر مئی ۲۰۱۲ء)۔

36۔ محترمہ ڈاکٹر فریدہ احمد صدیقی: فون پر گفتگو، ۵ر دسمبر ۲۰۱۱ء؛ نیز اتوار، ۱۴ر جمادی الآخرہ، ۱۴۳۳ھ مطابق ۶ر مئی ۲۰۱۲ء؛ نیز ۱۷ر مئی ۲۰۱۲ء۔

37۔ علامہ شاہ محمد انس نورانی صاحب سے گفتگو: ورلڈ اسلامی مشن (پاکستان)، کراچی، ذوالحجہ ۱۴۳۸ھ / ستمبر ۲۰۱۷ء۔

38۔ علّامہ سیّد عظمت علی شاہ ہمدانی صاحب سے ایک ملاقات: جمعرات، ۳ر ذیقعد ۱۴۳۸ھ / ۲۷ر جولائی ۲۰۱۷ء۔

39۔ پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن صاحب: ”جب جب تذکرۂ خجندؔی ہُوا“ (۲۰۱۴ء) کی تقریبِ رونمائی سے خطاب، جامع مسجد امام اعظم ابو حنیفہ، گلشن اقبال، بلاک ۶، کراچی، اتوار، ۱۶ر جُمادَی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ مطابق ۸ر مارچ ۲۰۱۵ء۔

40۔ قاری محمد سعد قاضی صاحب (ڈربن، جنوبی افریقہ) سے وہاٹس اپ کال پر رابطہ۔

41۔ حافظ محمد راشد قاضی صاحب (ڈربن، جنوبی افریقہ) سے فیس بک (میسنجر) پر چند سوال وجواب۔

❁❁❁❁❁❁❁

گُل ہائے عقیدت

بہ حضور خطیب العلما حضرت علّامہ مولانا نذیر احمد خجندؔی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کلام: ندیم احمد ندؔیم نورانی

مِرا دل کیوں نہ ہو شیدا نذیر احمد خجندی کا — تھا سب کچھ گنبدِ خَضرا نذیر احمد خجندی کا
گُلِ صدّیقِ اکبر تھے، بہارِ صدق و تقویٰ تھے — وفا داری بھی تھا شیوہ نذیر احمد خجندی کا
امام احمد رضا خاں کے فتاوٰی ”اَلْعَطَایَا“ میں — ہے موجود ایک استفتا نذیر احمد خجندی کا
وہی عبدالعلیم اسلام کا اعظم مبلغ تھا — برادر تھا جو مولانا نذیر احمد خجندی کا
جھکایا قادیانیت کا سر جس نے جہاں بھر میں — وہ نورانی، بھتیجا تھا نذیر احمد خجندی کا
جنابِ قائدِ اعظم بھی کرتے تھے عقیدت سے — بڑا اکرام علّامہ نذیر احمد خجندی کا
قبول اسلام رتّی نے کیا جس ہاتھ پر جا کر — وہ دستِ ذی ہدایت تھا نذیر احمد خجندی کا
ادیبِ صاحبِ طرز و سخن ور زود گو شاعر — تھا نظم و نثر میں شہرہ نذیر احمد خجندی کا
سیاسی اور ملّی خدمتیں بھی اُن کی ہیں روشن — صحافت میں بھی تھا حصّہ نذیر احمد خجندی کا
مدینے میں اُنھیں مدفن ملا، یارب! ہمارا بھی — نصیب ایسا ہو تھا جیسا نذیر احمد خجندی کا

ندؔیم! اِنْ شَآءَ رَبِّیْ، مجھ کو دنیا یاد رکھے گی
کہ جب جب تذکرہ ہو گا نذیر احمد خجندی کا

اِس فقیر (ندیم احمد ندؔیم نورانی) کی کتاب مُسمّٰی بہ اِسمِ تاریخی: ”جب جب تذکرۂ خجندی ہُوا“ (2014ء) اور مندرجۂ بالا منقبت جب حضرت علامہ مولانا قاضی عبدالدائم دائمؔ صاحب مدّ ظلہ العالی نے ملاحظہ فرمائی تو اُنھوں نے اپنے تاثرات لکھتے ہوئے، اس کے مقطع میں، حسبِ ذیل ترمیم کر کے اس کے حُسن میں چار چاند لگا دیے:

ندیم احمد! یقیناً تجھ کو دنیا یاد رکھے گی
کہ لکھا تذکرہ ایسا نذیر احمد خجندی کا

گراں قدر تاثرات و تبصرات

بَر کتاب

"جب جب تذکرۂ خجندؔی ہُوا" (2014ء)

یہاں، شفیق و مخلص اہلِ علم حضرات کے تاثرات، جو اُنھوں نے اِس فقیر (ندیم احمد ندؔیم نورانی) کی مطبوعہ کتاب "جب جب تذکرۂ خجندؔی ہُوا" (2014ء) کو پڑھ کر، قلمبند فرمائے تھے، اُن کے شکریے کے ساتھ، ہدیۂ قارئین کیے جا رہے ہیں۔ واضح رہے کہ اِس کتاب کی تقدیم حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی صاحب مدّ ظلّہ العالی نے قلمبند فرمائی تھی اور جانشینِ مسعودِ ملّت حضرت صاحبزادہ ابو السرور محمد مسرور احمد نقشبندی صاحب مدّ ظلّہ العالی نے اس پر "نئی تحقیقات" کے عنوان سے تقریظ لکھی تھی، وہ دونوں تحاریر چوں کہ کتاب میں شائع ہو چکی ہیں؛ لہٰذا، یہاں انھیں شامل نہیں کیا جا رہا۔

شاگرد و خلیفۂ صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد اطہر نعیمی صاحب دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَۃ کے تاثّرات

بِسْمِہٖ سُبْحَانَہٗ

عزیزی مولانا ندیم احمد ندؔیم قادری نورانی سَلَّمَہٗ حضرت علّامہ مولانا شاہ احمد نورانی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کے دست گرفتہ بھی ہیں اور اس نسبت کے سبب نورانیت تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ راقم الحروف سے رسمی ملاقات رہی، وہ تو مجھ سے پوری طرح واقف ہیں؛ لیکن میں ان کی خوبیوں اور صلاحیتوں سے پوری طرح واقف نہ تھا۔ ان کے تحریر و مرتّب کردہ کتابچے تو دیکھے تھے اور مولانا ندیم کی صلاحیتوں کے جوہر ظاہر ہوتے رہے۔ مولوی، شاعر ہونا معلوم تھا، لیکن کتابچے دیکھ کر یہ احساس ہوا کہ موصوف فنِّ تاریخ گوئی میں بھی مہارت کے حامل تو ہیں ہی، لیکن نثر نگاری میں بھی اپنی صلاحیتوں کے جوہر اُجاگر کرتے ہیں۔

شاید میں نے ان کی کسی کتاب کے سلسلے میں کچھ تحریر بھی کیا تھا، لیکن یہ اُس وقت تھا جب کہ میں ندیم نورانی کو پوری طرح شناخت نہ کر سکا تھا۔ میری ناواقفیت یا کج خلقی ملاقاتوں میں ظاہر ہوتی رہی، لیکن مولانا (ندیم) کے معتقدانہ انداز میں فرق نہ آیا؛ لیکن جب مولانا ندیم کی مصنفہ یا مرتّبہ / تالیف کردہ کتاب، جو اُن کے پیر مولانا شاہ احمد نورانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے چچا مولانا نذیر احمد خجندؔی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے بارے میں زیرِ نظر آئی تو مجھے یہ اعتراف کرنے میں کوئی جھجک نہیں کہ ندیم نورانی صاحب سادگی کا پیکر بنے انگریزی کے ایک لفظ کو اُردو رسم الخط میں کیموفلاج (Camouflage) کیے ہوئے ہیں۔

اُنھوں نے جب مولانا نذیر احمد خجندؔی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کے بارے میں اپنی تحقیق کو صفحۂ قرطاس پر منتقل کیا تو خجندؔی صاحب کے بارے میں عام لوگوں کی ہی نہیں، بلکہ تاریخ دانوں کی یادوں کو بھی تازہ کر دیا، اور آئندہ لکھنے والوں کے لئے تاریخی مواد پیش کر دیا۔ راقم الحروف، خجندی صاحب کے برادرِ بزرگ حضرت علامہ مولانا احمد مختار صاحب عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ اور (برادرِ اصغر) حضرت علامہ مولانا عبد العلیم صدّیقی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے واقف ہی نہیں، بلکہ ان کا عقیدت مند بھی ہے، کیوں کہ ان دونوں بزرگوں سے والدِ محترم حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عمر نعیمی صاحب کا روحانی تعلق رہا تھا۔

خجندؔی صاحب اور اُن کے ایک بھائی (علامہ محمد بشیر صدّیقی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ)، جو ساؤتھ افریقہ میں مقیم تھے، اُن سے ملاقات نہیں ہوئی؛ البتہ مولانا

عبد العلیم صاحب رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی شفقتیں یاد آتی ہیں اور حضرت مولانا کا یہ جملہ کہ

"اِس سفر سے واپسی کے بعد تمھاری (راقم الحروف کی) خدمات کو افریقہ میں کام میں لاؤں گا"۔

بات طویل اور ذاتی حیثیت اختیار کر رہی ہے۔ مولانا ندیم نورانی کی یہ کتاب نئی نسلوں کے مؤرّخین کے لئے قابلِ قدر تاریخی مَواد مہیا کرتی ہے۔

بارگاہِ خداوندی میں مولانا ندیم نورانی کے لئے دست بدعا ہوں کہ وہ مولائے کریم ان کی کوشش کو قبول فرماتے ہوئے مزید قلمی خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمِین بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِین ﷺ۔

خیر اندیش

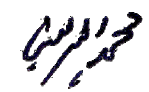

محمد اطہر نعیمی

اعزازی خطیب جامع مسجد آرام باغ، کراچی

خادم (مفتی و ٹرسٹی) دار العلوم نعیمیہ، فیڈرل بی ایریا، کراچی

سابق چیئرمین مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی (پاکستان)

۞.۞.۞.۞.۞

تاثرات

استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا محمد منشا تابش قصوری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَۃ

استاذ جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کبھی گزری ہوئی منزل بھی یاد آتی ہے راہی؟

خوش بخت ہیں وہ اہلِ علم و قلم جن کی مساعیِ جمیلہ سے اَسلاف کی لائقِ تقلید اور قابلِ عمل حیاتِ مبارکہ نے تصانیف و تالیف کا لباس پہنا، اُن کی خدماتِ جلیلہ اور مسلکِ حق کی آب یاری کی کیفیات کو روشناس کرانے کی طرح ڈالی۔ پاکستان جب معرضِ وجود میں آیا اس وقت ہر شعبۂ علم میں بڑی بڑی قد آور ہستیاں موجود تھیں، جن پر زمانہ ناز کرتا تھا؛ ذرا ایک آدھ صدی پیچھے دیکھیں تو یوں محسوس ہوتا ہے پورا ہندوستان علوم و فنونِ عقلیہ و نقلیہ کے ماہرین سے سدا بہار گلستان بن چکا تھا۔

اگرچہ انگریزی استعمار نے ظلم وستم کے پہاڑ ڈھائے مگر علما و مشائخِ وقت نے صبر و تحمل سے ہر ظلم کو برداشت کیا اور خدمتِ لوح و قلم میں مصروف رہے۔ انھیں اکابر میں سے قائدِ اہلِ سنّت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کے

تایا جان حضرت علّامہ مولانا نذیر احمد خجندی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کی ذاتِ ستودہ صفات بھی ہے، جن کے محامد و محاسن اور کارناموں کو اُجاگر کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے، مگر قربان جایئے ان کے چاہنے والوں پر جنھوں نے اس دور کے اہلِ قلم کے لئے بہت سا سامان مہیا کر دیا۔ ابھی حال (2014ء) ہی میں ایک تاریخی کتاب ظہور پذیر ہوئی ہے، جسے حضرت مولانا علّامہ ندیم احمد ندیم نورانی زِیْدَ مَجْدُہٗ نے قلمبند فرمایا ہے اور موصوف نے یہ نہایت دقّت طلب اور مشکل ترین کام، محبِ مُلک و ملّت مبلغِ مسلکِ حق اہلِ سنّت و جماعت شیخ الفقہ اُستاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا الحاج مفتی جمیل احمد نعیمی ضیائی قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَۃ شیخ الحدیث و ناظمِ اعلیٰ دار العلوم نعیمیہ، کراچی کی سرپرستی میں بَاَحْسنِ وُجوہ سرانجام دیا ہے۔

جمیلِ ملّت حضرت علامہ مفتی جمیل احمد نعیمی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمْ علم و قلم کا وقار ہیں، موصوف نے جن اَساتذۂ کرام سے فیضانِ علم کی گراں بہا دولت حاصل کی وہ سبھی اپنے وقت کی نابغۂ روزگار ہستیاں تھیں، جن کی برکات سے حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی ضیائی مدّ ظلّہ مالامال ہیں اور قلم کاروں کی بے لوث رہ نمائی اور حوصلہ افزائی فرماتے رہے ہیں۔

انھیں کے ارشاد پر، ندیم نورانی صاحب نے خطیب العلما، خطیب الاسلام، خطیب العالم، خطیبِ برِّ اعظمِ ایشیا حضرت علامہ مولانا شاہ نذیر احمد خجندی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ کے حالاتِ زندگی پر ایک مستند اور تحقیقی کتاب لکھ کر اہلِ

سنّت کے سر کو اونچا کر دیا ہے۔ کتاب کا نام بڑا دل چسپ اور تاریخی ہے، ملاحظہ فرمایئے:

جب جب تذکرۂ خجندؔی ہُوا (۲۰۱۴ء)

اس کتابِ مستطاب پر سیر حاصل تبصرہ کے بجائے راقم السطور یہی عرض کرے گا کہ اُس نامورَ شخصیت کو اِس شان دار کتاب میں دیکھیے، یوں محسوس ہو گا کہ ہم از خود اُن کی مَعیَّت میں زندگی کا سفر طے کر رہے ہیں۔

حضرت مولانا علامہ ندیم احمد ندؔیم نورانی زِیْدَ مَجْدُہٗ کی لگن، محنت، کوشش، خلوص و محبّت نے یہ تاریخی کارنامہ سرانجام دیا ہے، جس پر اہلِ محبّت یقیناً شادکام ہوتے ہوئے موصوف کو اپنی خصوصی دعاؤں سے نوازیں گے۔

دعا ہے حضرت ندؔیم صاحب اسی ذوق و شوق سے اپنے قلم کو چلاتے رہیں، اور ایک سے بڑھ کر ایک علمی، تاریخی، تحقیقی کارناموں کو اُجاگر کرتے رہیں، آمِیْن ثُمَّ آمِیْن!

فقط۔ دعا گو:

(دستخط)

محمد منشا تابش قصوری، مرید کے

مدرّس جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور، پاکستان

7 /4 /2015ء

۞.۞.۞.۞.۞

۷۸۶

قاضی عبدالدائم دائمؔ

سجّادہ نشین خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ
ہری پور ہزارہ

تاریخ 11-05-2015

حوالہ نمبر ....

محترم و مکرم جناب ندیم نورانی صاحب

اللہ تعالیٰ آپ کے علم وفضل میں مزید برکات ڈالے اور آپ کو دارین میں علم وعمل کے اعتبار سے ممتاز رکھے۔ آمین

السلام علیکم! ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں مولانا خجندی کو نہیں جانتا تھا، نام تک نہیں سنا تھا---- اور مجھ سمیت بیشتر اہلِ سنت کا یہ مشترک مرض ہے کہ ہم اپنے اکابر کے حالات سے بے خبر رہتے ہیں---- مگر آپ نے مولانا مرحوم کا ایسا بھرپور تذکرہ لکھا ہے کہ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے میں مولانا کو مدتوں سے جانتا ہوں۔

دیکھنا ''تحریر'' کی لذت کہ جو اس نے ''لکھا'' — میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

نثر؛ اور بالخصوص نظم پر مولانا کی قدرت حیران کن ہے اور دینی حوالے سے ان کی خدمات بے مثال ہیں۔

پھر آپ نے جس محنت اور عرق ریزی سے ان کی زندگی کے ہر پہلو پر روشنی ڈالی ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے۔ رتی جناح کے نکاح کے بارے میں آپ نے جو تحقیق فرمائی ہے وہ بلاشبہ خاصے کی چیز ہے۔ اسی طرح مولانا کی تاریخ وفات کے تعین کے سلسلے میں آپ نے جس باریک بینی کا مظاہرہ فرمایا ہے وہ آپ کی وسعت مطالعہ کا شاہد عدل ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے خامہ کو اسی طرح رواں اور میدان تحقیق میں دواں رکھے۔

حسن ترتیب، کاموں، ڈیشوں اور بریکٹوں وغیرہ کے درست استعمال اور اغلاط سے مبرا کتابت نے کتاب کی افادیت کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب کو جزائے خیر دے۔

آپ نے اپنے حصے کا چراغ خوب جلایا ہے۔

ندیم احمد! یقیناً تجھ کو دنیا یاد رکھے گی — کہ لکھا تذکرہ ایسا نذیر احمد خجندی کا

والسلام مع الاحترام

(دستخط)

قاضی عبدالدائم دائم

قاضی عبدالدائم دائمؔ
سجادہ نشین خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ
مہتمم دارالعلوم ربانیہ صدریہ ہری پور ہزارہ
فون: 0995-627070-614949

محلّہ عیدگاہ بالمقابل ریلوے اسٹیشن ہری پور ہزارہ Tel: 0092- 995- 614949- 627070

یا اللہ جل جلالہ — انہیں نوید سحر دو جو ایک مدت سے — بسم اللہ الرحمن الرحیم — تڑپ رہے تھے اندھیروں میں روشنی کیلئے — یا رسول اللہ ﷺ

اِدارۂ نویدِ سحر لاہور

تاریخ: 20-4-2015 حوالہ نمبر: ____________

جنابِ محترم ندیم احمد ندیم نورانی صاحب سلّمہٗ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہٗ!

مزاجِ گرامی قدر! مکرمی ندیم صاحب!

کل جے یو پی (JUP) ورکرز کنونشن (ایوانِ اقبال) کے موقعہ پر جناب ظہورالدین امرتسری نے آپ کی کتاب "جب جب تذکرۂ خجندی ہوا" پیش فرمائی۔ مَاشَآءَ اللہ! بہت ہی بہترین کاوش ہے۔

دراصل اب تحقیقی کام کرنا "کارِ دشوار" ہوتا جارہا ہے۔ بس اب تو مکھی پر مکھی مارنے کا سلسلہ چل نکلا ہے۔ حتّٰی کہ بہت سے اَحباب تو کسی دوسرے کی تحریر کو صحیح طریقے سے پڑھتے بھی نہیں ہیں اور فوٹو کاپی کروا کر اپنے نام سے منسوب کرلیتے ہیں، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ غلطی پر غلطی دہراتے رہنے سے تاریخ مسخ ہو کر رہ جاتی ہے۔

یا اللہ جل جلالہ — انہیں نوید سحر دو جو ایک مدت سے — بسم اللہ الرحمن الرحیم — تڑپ رہے تھے اندھیروں میں روشنی کیلئے — یا رسول اللہ ﷺ

اِدارۂ نویدِ سحر لاہور

تاریخ: 20-4-2015 ۲ حوالہ نمبر: ____________

آپ تو مَاشَآءَ اللہ! حضرت قبلہ مفتی جمیل احمد نعیمی (اللہ ربّ العزّت آپ کا سایۂ مبارک تادیر اہلِ سنّت پر قائم ودائم رکھے۔ آمین) کے زیرِ سایہ کام کرتے ہیں۔ اللہ ربّ العزّت اِستقامت عطا فرمائے۔ میں نے صرف چیدہ چیدہ صفحات ہی دیکھے ہیں۔ میری طرف سے بہت بہت مبارکباد قبول فرمائیں اور حضرت نعیمی صاحب کی خدمت میں بھی نیازمندی سے مجھ ناچیز کا ہدیۂ سلام پیش کردیں۔

شکریہ۔ وَالسَّلَام

سردار محمد اکرم بُٹر
چیف ایڈیٹر، سہ ماہی مجلّہ نویدِ سحر
صدر ادارۂ نویدِ سحر، لاہور۔
24۔ عمر بلاک، شالیمار ٹاؤن، کاہنہ نو، لاہور۔

عمّار خان ابنِ ضیاءُ الرحمٰن صاحب میرے مخلص ترین دوستوں میں سے ہیں۔ اُنھوں نے میری کتاب: "جب جب تذکرۂ خجندؔی ہُوا (2014ء)" پر ایک بہت پیارا اور جامع تبصرہ رقم کیا ہے، جو ذیل میں ہدیۂ قارئین کیا جارہا ہے۔

واضح رہے کہ عمار ابنِ ضیا ایک بین الاقوامی اشاعتی ادارے کے ساتھ بطور اُردو ایڈیٹر منسلک ہیں۔ (ندیم احمد ندؔیم نورانی)

تبصرہ

میرے سامنے اس وقت ندیم احمد ندؔیم نورانی صاحب کی کتاب مسمّٰی باسمِ تاریخی "جب جب تذکرۂ خجندی ہوا" ہے، جو اُنھوں نے مولانا شاہ احمد نورانی صاحب مرحوم کے تایا، یعنی مولانا عبدالعلیم صدیقی کے بڑے بھائی مولانا نذیر احمد خجندؔی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالاتِ زندگی پر تحریر کی ہے۔ ۲۴۰ صفحات پر مشتمل اس مجلد کتاب کی قیمت ڈھائی سو روپے ہے۔

ندیم احمد صاحب کو میں کوئی سات آٹھ سال سے جانتا ہوں۔ خاصے شریف النفس اور نفیس آدمی ہیں۔ علمی اور تحقیقی مزاج پایا ہے۔ جب میرا اُن سے تعارف ہوا تو میں صرف کمپوزیٹر ہوا کرتا تھا اور کتب و رسائل کی کمپوزنگ کرتا تھا۔ اُسی دفتر[104] میں یہ آفس سیکریٹری اور پروف ریڈر تعینات ہوئے۔

104 ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، کراچی۔

عہدے کے لحاظ سے مجھ سے اوپر تھے لیکن ہمارے تعلق میں یہ بات کبھی حائل نہیں ہوئی، محسوس تک نہیں ہوئی۔ دونوں کے اردو ادب اور لکھنے پڑھنے سے شغف کے باعث ہمارے درمیان مختلف موضوعات پر علمی مَباحث بھی ہوا کرتے جن میں ہمارا سب سے پسندیدہ موضوع اردو ادب اور اردو املا ہوا کرتا تھا۔ مذہبی مباحث تو معمول کی بات تھی۔ میرے کمپوزیٹر اور ان کے پروف ریڈر ہونے کے ناتے ہم دونوں کا تعلق اردو املا سے گہرا تھا۔ انھی دنوں ایک صاحب[105] نے ہمارا تعارف رشید حسن خاں صاحب کی کتاب "اردو املا" سے کروایا تھا۔ چناں چہ کون سی سفارشات اپنائی جائیں اور کون سی نہیں، اور کیوں، ان سب پر کئی کئی گھنٹے گفتگو جاری رہا کرتی۔

"جب جب تذکرۂ خجندی ہوا"، ندیم صاحب کی نظر میں اردو املا اور قواعد کی اہمیت کا واضح اظہار اور ثبوت ہے۔ معیاری اردو املا لکھنے، قواعد کا خیال رکھنے اور رموزِ اوقاف کے استعمال کا خاص اہتمام کیا گیا ہے؛ حال آں کہ فی زمانہ اردو دان طبقہ گنتی کے چند ہی رموزِ اوقاف کا استعمال کافی سمجھتا ہے۔

ندیم صاحب کے تحقیقی مزاج کو دیکھ کر مجھے ہمیشہ یہی خیال آتا ہے کہ یہ اگر کسی اور گھر میں پیدا ہوئے ہوتے، یا شروع سے ان کے پاس وسائل کی کمی نہ ہوتی تو یہ اس وقت کسی بلند مقام پر ہوتے۔ دنیا میں بعض افراد کی صلاحیتیں صرف اسی لیے پوشیدہ رہ جاتی ہیں کہ اُن کے پاس وسائل کی کمی ہوتی ہے، یا پھر اُن

105 دلاور خاں (پروفیسر، جامعہ ملیہ، ملیر کراچی و جوائنٹ سیکرٹری، ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا، کراچی)۔

کی صلاحیتوں کو کوئی پہچاننے والا، سراہنے والا، یا نکھارنے والا میسر نہیں آتا۔ عرصے سے واقفیت کی بنا پر مجھے علم ہے کہ کس کس طرح ان کی حوصلہ شکنی کی گئی، ماضی میں علمی اسناد میں کمی کے باعث[106] انھیں موضوع سے ناواقفیت، لاعلمیت اور بے تعلقی کے طعنے دیے گئے، انھیں کام کرنے سے روکنے اور دل برداشتہ کرنے کی کوشش کی گئی، لیکن یہ رکے نہیں، اور اب یہ جان کر خوشی ہوئی کہ انھیں مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب کی شفقت، سرپرستی اور راہ نمائی میسر آ گئی ہے، جنھوں نے مکتبۂ نعیمیہ کراچی سے اس کتاب کی اشاعت وطباعت کا اہتمام کیا ہے۔

کتاب کی تقریبِ رونمائی ۸ مارچ ۲۰۱۵ء کو منعقد ہوئی، لیکن اُسی رات مجھے ایک بیرونِ ملک سفر درپیش تھا جس کی تیاری کے باعث تقریب میں شرکت نہ کرسکنے کا مجھے دلی افسوس رہے گا۔ بلاشبہ یہ ان کے لیے یادگار موقع تھا، زندگی کی اہم کام یابیوں میں سے ایک کام یابی تھی۔

میں نے پہلے ندیم صاحب کے رموزِ اوقاف کی پابندی کرنے کا ذکر کیا ہے۔ اس کی سب سے پہلی مثال تو ''عرضِ مصنف (کلماتِ تشکر)'' ہیں۔ وقفِ ناقص (؛) اور وقفہ (،) کی علامات کا برمحل اور کثرتِ استعمال بڑے بڑے اردو اُدبا کی تحاریر میں بھی ڈھونڈے نہیں ملتا۔ جہاں جہاں لفظ ''شکریہ'' آیا ہے وہاں 'ی' پر تشدید لگانے کا التزام رکھا گیا ہے۔ کیا واقعی یہ شکریّہ ہے؟ خود میرے لیے بھی یہ ایک انکشاف اور نئی بات تھی۔

106 بعد میں ندیم صاحب نے ایم اے اسلامیات کر لیا۔

زیادہ سے زیادہ تحقیق اور معلومات سمونے کی تڑپ بعض اوقات ندیم صاحب کو اصل موضوع سے کہیں دور لے جاتی ہے۔ اس کی ایک مثال صاحبِ تذکرہ کے حسب ونسب کا بیان کرتے ہوئے ''صدّیقِ اکبر اور معجزۂ رسول ﷺ'' کا عنوان (ص ۱۷ تا ۱۹) ہے جو خاصی ضمنی معلومات پر مشتمل ہے۔ ''وفدِ حجاز و وفدِ جمعیۃ العلما صوبۂ بمبئی کا مکالمہ'' کے عنوان سے (ص ۴۷ تا ۷۹ پر) جو تفصیلی مکالمہ درج ہے، اس سے ایک اضافی موضوع سے متعلق معلومات تو حاصل ہوئی ہیں، لیکن مولانا نذیر احمد خجندؔی صاحب علیہ الرحمۃ سے اس کا تعلق سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ بھی وفد میں شامل تھے۔ اسی طرح ''اجلاسِ مؤتمرِ اسلامی کانپور'' (ص ۶۷ تا ۷۰) میں بھی اجلاس کی کارروائی کا خاصا تفصیلی ذکر آ گیا ہے جس کی اتنی ضرورت نہیں تھی۔

ہاں جس امر کی ضرورت تھی وہ تھا انگریزی اقتباسات کا ترجمہ، جس کا حیرت انگیز طور پر اہتمام نہیں کیا گیا ہے (ص ۶۰، ۶۱، ۹۷، وغیرہ) اور صرف انگریزی عبارات کو بیان کرنا کافی سمجھا گیا ہے۔

کتاب میں فٹ نوٹس کی کثرت ہے جو اہم حوالہ جات اور مفید وضاحتوں پر مشتمل ہیں۔ یہ باریک بینیاں بھی ندیم صاحب کا کمال ہیں۔

کتاب کے شروع میں کتاب سے متعلق معلومات کے صفحے پر درج ہے کہ کتاب لکھنے کے ساتھ ساتھ اس کی کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کا بیڑا بھی خود مصنّفِ محترم ہی نے اٹھایا ہے؛ شاید اسی لیے بعض مقامات پر پروف ریڈنگ کی

چند اغلاط نظر آتی ہیں کیوں کہ ایک ہی شخص جب بار بار ایک جیسے متن کو دیکھتا ہے تو اُس کی نظر سے کچھ نہ کچھ چوک بھی جاتا ہے؛ مثلاً:

ص ۲۰: تیسری سطر میں "بعد الغاری صدّیقی" لکھا ہے، جس کے اختتامی واوین چھوٹ گئے ہیں۔

ص ۲۰: "شجرۂ نسب" کے عنوان کے تحت دوسری سطر کے آخر میں "انتالیسویں میں پشت میں۔۔۔"، جب کہ درست یوں تھا: "انتالیسویں پشت میں۔۔۔"

ص ۲۶: "طب یونانی اور ڈاکٹری۔۔۔" کی سرخی کے تحت پہلی سطر کا پہلا لفظ "ہم" غیر ضروری۔

ص ۲۷: آخری سے تیسری سطر میں "یونانی" کی بجائے "یونای"۔

ص ۳۰: آخری پیرا سے پہلے قوسین بند نہیں ہوا۔

خیر، یہ تو تقاضائے بشریت ہے، لیکن اغلاط ایسی سنجیدہ اور کثرت سے نہیں کہ ذوقِ مطالعہ پر گراں گزریں۔ یہ بھی ندیم صاحب کی سادگی ہے کہ مصنف و محقق ہونے کے باوجود خود ہی کمپوزنگ اور پروف ریڈنگ کا اعتراف کرنے میں عار محسوس نہیں کی، اگرچہ ہمارے ایک مشترکہ دوست[107] نے انھیں مشورہ دیا تھا کہ اس کا اعلان مناسب معلوم نہیں ہوتا۔

کتاب کے آخر میں جناب مصنّف کی مولانا نذیر احمد خجندی صاحب پر تحریر کردہ ایک منقبت درج ہے، جو اُن کی شاعرانہ صلاحیتوں کا پتا دیتی ہے۔

107 مرزا فرقان احمد۔

بلاشبہ یہ ایک علمی و تحقیقی کتاب ہے اور ندیم صاحب خراجِ تحسین کے مستحق ہیں کہ ذاتی و پیشہ وارانہ مصروفیات کے باوجود وہ تحقیقی کام کے لیے وقت نکال ہی لیتے ہیں۔

آخر میں ایک مشورہ، جو میں اُنھیں ہر بار دیتا ہوں اور ابھی بھی دینا چاہتا ہوں کہ شخصیات سے باہر نکلیں، اپنی نثر و نظم کو صرف شخصیات تک محدود نہ رکھیں۔ علمی تحقیق کے مزید بہت سے میدان آپ جیسے تحقیق دوست افراد کے منتظر ہیں اور تاحال تشنہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو دونوں جہان میں کام یابیاں عطا فرمائے۔ آمین!

10/ مئی 2015ء

عمّار ابنِ ضیا (کراچی)

اُردو ایڈیٹر، بلاگر، مترجم

۞.۞.۞.۞.۞

"جب جب تذکرۂ خجندی ہُوا (2014ء)" پر
ماہ نامہ "نور الحبیب" بصیر پور کا تبصرہ

یہ کتاب قائدِ ملّتِ اسلامیہ علّامہ شاہ احمد نورانی صدّیقی کے تایا جان خطیب العلما مولانا نذیر احمد خجندی کے حالاتِ زندگی پر مشتمل ہے، جسے اہلِ سنّت کے اُبھرتے ہوئے محقق و مصنّف محترم ندیم احمد ندیم نورانی نے حضرت مولانا جمیل احمد نعیمی مدّ ظلّہ العالی، ناظمِ تعلیمات جامعہ نعیمیہ، کراچی کی ترغیب و تحریک پر تحریر کیا ہے۔ نعیمی صاحب نے متعدد اکابرِ اہلِ سنّت کے حالاتِ زندگی شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔

اِس کتاب میں ندیم نورانی صاحب نے بڑی عرق ریزی اور دماغ سوزی سے مولانا خجندی کی حیات کے مختلف گوشوں پر تحقیق کی ہے۔ مولانا خجندی نے قائدِ اعظم محمد علی جناح کی ہونے والی اہلیہ رتّی کو مسلمان کر کے مریم نام رکھا اور پھر قائدِ اعظم کا اُن سے نکاح پڑھایا۔

کتاب اٹھارہ اَبواب پر مشتمل ہے۔ کاغذ طباعت عمدہ، صفحات ۲۴۰، ناشر: مکتبۂ نعیمیہ، دارالعلوم نعیمیہ فیڈرل بی ایریا، کراچی، طابع: الناصر ریسرچ اکیڈمی۔[108]

۞.۞.۞.۞.۞

[108] ماہ نامہ "نور الحبیب"، بصیر پور، ضلع اوکاڑہ، جُمادَی الاُولیٰ ۱۴۳۷ھ / فروری ۲۰۱۷ء، ص ۶۴۔

شش ماہی "الایّام" کراچی کے تبصرے سے ایک اقتباس

مدیرِ شش ماہی "اَیام" کراچی واسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ اسلامی تاریخ جناب ڈاکٹر حافظ محمد سہیل شفیق صاحب مطبوعاتِ جدید کے تحت "جب جب تذکرۂ خجندی ہُوا (2014ء) پر تبصرہ کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"پیشِ نظر کتاب میں مولانا خجندی کے خاندانی پس منظر، تعلیم، بیعت و خلافت، تعلیمی و تدریسی، قومی و ملّی، صحافتی و سیاسی خدمات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں صاحبِ کتاب مولانا ندیم احمد ندیم نورانی نے بانیِ پاکستان محمد علی جناح کا مولانا خجندی سے عقیدت رکھنا، اُن کی امامت میں نمازیں ادا کرنا اور اُن کی اہلیہ رتّی پیٹیٹ (Ruttie Petit) کا قائدِ اعظم سے نکاح کرنے سے ایک دن قبل مولانا خجندی کے ہاتھ پر داخلِ اسلام ہونا تاریخی دلائل و حقائق سے ثابت کیا ہے۔ مولانا خجندی کے سالِ وفات میں اختلاف ہے۔ صاحبِ کتاب کی تحقیق کے مطابق مولانا خجندی کا وصال ۱۳۶۸ھ / ۱۹۴۹ء میں ہوا۔"[109]

محترم ڈاکٹر ناصر الدین صدّیقی مدّ ظلہ العالی (اسسٹنٹ پروفیسر شعبۂ علومِ اسلامیہ، یونیورسٹی آف کراچی) نے ایس ایم ایس کے ذریعے حسبِ ذیل تاثرات ارسال فرمائے:

"سلام، بِحَمْدِ الله! عزیزی ندیم نورانی کی تالیف: "جب جب تذکرۂ خجندی ہُوا" باصرہ نواز ہوئی۔ مؤلّفِ موصوف نے بڑی محنت سے تحقیقی انداز میں تاریخِ اسلام کی ایک عظیم شخصیت کے سوانحی پہلو بیان کیے ہیں، جو عوام و خواص دونوں کے لئے مفید ہیں۔ اللہ کریم مؤلّف و قارئین کو حضرت مولانا نذیر احمد خجندی علیہ الرحمۃ کے فیوض سے فیض یاب کرے۔ آمین!"

۞.۞.۞.۞.۞

[109] شش ماہی "الایّام" کراچی، جلد ۶، شمارہ ۲، جولائی تا دسمبر ۲۰۱۵ء۔

تقریبِ رونمائی

کتاب

"جب جب تذکرۂ خجندؔی ہُوا" (2014ء)

دعوت نامے کا عکس

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ۝

تقریبِ رونمائی

محترم ومکرم جناب ____________ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ!

قائدِ ملتِ اسلامیہ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ کے تایا ابا— خطیب العلما حضرت علامہ نذیر احمد خجندی رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی پر، عزیزم مولانا ندیم احمد ندؔیم نورانی زِیْدَ مَجْدُہٗ کی تصنیفِ منیف: "جب جب تذکرۂ خجندی ہُوا (2014ء)" کے زیورِ طباعت سے آراستہ ہونے پر، ایک تقریب کا انعقاد کیا جارہاہے، جس میں آپ کی شرکت باعثِ صد افتخار و مسرت ہوگی۔

زیرِ سرپرستی: فقیہ العصر مفتیِ اعظم پاکستان علامہ پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَۃ (چیئرمین رویتِ ہلال کمیٹی پاکستان)

زیرِ صدارت: صاحبزادہ شاہ محمد اُویس نورانی صدیقی زِیْدَ مَجْدُہٗ (شہزادۂ اصغر و سیاسی جانشین قائدِ ملتِ اسلامیہ رحمۃ اللہ علیہ)

تاریخ: ۱۶ر جمادی الاُولیٰ ۱۴۳۶ھ / اتوار، 8مارچ 2015ء	آپ کی آمد کا منتظر:
وقت: صبح دس تا دوپہر ایک بجے (پابندیِ وقت کا خاص خیال رکھیں)۔	احقر جمیل احمد نعیمی ضیائی غُفِرَلَہٗ
بمقام: جامع مسجد اِمامِ اعظم ابوحنیفہ، گلشنِ اقبال، بلاک 6،	ناظم تعلیمات و اُستاذالحدیث،
نزد ایروکلب، عقب ندیم میڈیکل سینٹر،	دار العلوم نعیمیہ، فیڈرل بی ایریا، بلاک 15، کراچی۔
نیپا چورنگی، کراچی۔	موبائل: 0300-3532440

تقریبِ رونمائی کی روداد (Report) اگلے صفحات پر ملاحظہ فرمائیں۔

تقریبِ رونمائی

کتاب: "جب جب تذکرۂ خجندؔی ہُوا" (2014ء)

مختصر روداد (Report): ندیم احمد ندؔیم نورانی

خطیب العلما حضرت علامہ مولانا نذیر احمد خجندؔی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حالاتِ زندگی پر ۲۰۱۴ء کے آخر میں اِس فقیر (ندیم احمد ندؔیم نورانی) نے ایک کتاب لکھ کر، اُس کا تاریخی نام: "جب جب تذکرۂ خجندؔی ہُوا" (۲۰۱۴ء) رکھا۔ اُس کتاب کو جمیلِ ملّت حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی صاحب دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَۃ نے اپنے قائم کردہ مکتبۂ نعیمیہ سے دسمبر ۲۰۱۴ء میں نہ صرف شائع کیا؛ بلکہ اتوار، ۱۶ر جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ مطابق ۸ر مارچ ۲۰۱۵ء کو، جامع مسجد امامِ اعظم ابوحنیفہ، گلشنِ اقبال، بلاک 6، کراچی میں اس کتاب کی تقریبِ رونمائی کا اہتمام بھی فرمایا۔

یہ تقریبِ رونمائی مفتیِ اعظم پاکستان حضرت پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن صاحب مدّ ظلّہ العالی (چیئرمین مرکزی رویتِ ہلال کمیٹی، پاکستان) کی زیرِ سرپرستی اور حضرت صاحبزادہ شاہ محمد اُویس نورانی صدیقی زِیْدَ مَجْدُہٗ کی صدارت میں منعقد ہوئی۔

تقریب کا آغاز:

تقریب کا آغاز دن کے دس بجے ہونا تھا، جب میں اپنے بیٹے محمد عزیر احمد نورانی چشتی صابری، جو جمیلِ ملّت حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی مدّ ظلّہ العالی سے شرفِ بیعت ہے، اور اپنے دیرینہ مخلص رفیق محترم مولانا سیّد محمد صدّیق نعیمی نورانی زِیْدَ مَجْدُہٗ، جو میرے استادِ محترم حضرت استاذ العلما علامہ سیّد محمد اعجاز نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے صاحبزادے ہیں اور کئی سال سے جامعہ مسجد نظامیہ (ناظم آباد نمبر 1، کراچی) میں امامت وخطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں، کے ہمراہ جب جامع مسجد امامِ اعظم ابو حنیفہ پہنچا، تو معلوم ہوا کہ حضرت جمیلِ ملت پروگرام کے وقت سے پون گھنٹہ پہلے ہی وہاں تنہا بیٹھے انتظار فرمارہے ہیں۔

المختصر، دن کے ساڑھے دس بجے، تلاوتِ قرآنِ مجید سے تقریب کا باقاعدہ آغاز ہوا، محترم حافظ احسان چشتی نورانی زِیْدَ مَجْدُہٗ نے سورۂ حشر کی آخری تین آیات کی تلاوت کا شرف حاصل کیا۔ اس کے بعد مولانا سیّد محمد صدّیق نعیمی نورانی زِیْدَ مَجْدُہٗ نے ایک نعت شریف پڑھ کر، محفل کا رنگ جمایا، جس کا مطلع یہ ہے:

سارے نبیوں کے عہدے بڑے ہیں میرے آقا کا منصب جدا ہے
وہ امامِ صفِ انبیا ہیں اُن کا رتبہ بڑوں سے بڑا ہے

ان کے بعد، حمزہ احمد صدّیقی بن محترم احمد الرحمٰن صدّیقی صاحب نے اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حسبِ ذیل کلام سے دلوں کو محظوظ فرمایا:

لَمْ یَاْتِ نَظِیْرُكَ فِیْ نَظَرٍ مثلِ تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سوہے تجھ کو شہِ دوسَرا جانا

ان کے بعد میرے مخلص دوست محترم محمد مدثّر اکرام قادری صاحب نے درجِ ذیل نعت شریف سنا کر، حاضرین کے قلوب کو گرمایا:

بلا لو پھر مجھے اے شاہِ بحر و بر! مدینے میں
میں پھر روتا ہوا آؤں ترے در پر مدینے میں

جمیلِ ملّت کا افتتاح خطاب:

بعد ازاں، جمیلِ ملّت حضرت علامہ مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب مدّ ظلّہ العالی نے ایک مختصر سا خطاب فرمایا، جس میں آپ نے سب سے پہلے پیرِ طریقت حضرت علامہ قاضی زین العابدین راشدی صاحب مدّ ظلّہ العالی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے فرمایا کہ علما و مشائخ میں آپ پہلی شخصیت ہیں جو اِس تقریب میں تشریف لائے۔ اسی دوران مفتیِ اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی منیب الرحمٰن صاحب اور حضرت علامہ مفتی محمد الیاس رضوی اشرفی صاحب بھی تشریف لے آئے، حضرت جمیلِ ملّت نے اُن دونوں حضرات کا بھی شکریہ ادا

کیا۔ آپ نے اپنے خطاب میں خطیب العلما حضرت علامہ نذیر احمد خجندی اور حضرت علامہ شاہ احمد مختار صدیقی علیہما الرحمۃ وغیرہما پر کُتب کی اشاعت کا ذکر تے ہوئے فرمایا کہ ہمارا مشن ہے کہ ہم اپنے اکابر کو روشناس کرائیں، اسی لئے ہم کام کرتے اور کرواتے ہیں۔ حضرت جمیلِ ملّت نے اِس فقیر کے متعلق فرمایا کہ اس نوجوان کو اس کتاب (جب جب تذکرۂ خجندی ہوا) کو لکھنے کے سلسلے میں کہاں کہاں دھکے کھانے پڑے، نہ جانے کون کون سی لائبریریوں کو جاکر کھنگالنا پڑا، کتنی محنت کرنا پڑی، تب کہیں جاکر تقریباً ڈھائی سو صفحات کی یہ کتاب وجود میں آئی۔

اپنی گفتگو کے اختتام پر حضرت جمیلِ ملّت نے حضرت علامہ مفتی منیب الرحمٰن صاحب کو بڑے والہانہ انداز میں دعوتِ خطاب دی۔

مفتی منیب الرحمٰن مدّظلّہ العالی کا خطاب:

حضرت پروفیسر علامہ مفتی منیب الرحمٰن صاحب نے اس موقع پر جو خطاب فرمایا، اُس کا کچھ حصّہ ذیل میں ہدیۂ قارئین کیا جارہا ہے:

"حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی صاحب دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَۃ ہمارے اکابر، خاص طور پر، کراچی میں جو ہمارے اکابرِ اہلِ سنّت تھے اُن کے سلسلے کی آخری کڑی اور یادگار ہیں، ان کے اسپیشلائزیشن کا جو موضوع ہے، وہ کتابیات اور اشخاص کا ہے، یعنی مصنّفین و مصنّفات اور مؤلّفین و مؤلّفات کا ہے۔ اللہ عَزَّ وَجَلّ نے اپنی شانِ کریمی سے ان کو ایسا حافظہ عطا فرمایا ہے کہ مَا شَآءَ اللہ ایک تو معلومات ان کو مستحضر

ہوتی ہیں اور عمر کے اس حصّے میں اور اپنی معلومات کو صفحۂ قرطاس پر منتقل کرنے کا جو اِنھوں نے سلسلہ شروع کیا ہے، وہ لائقِ تحسین ہے۔ کیوں کہ یہ ساری چیزیں ہمارے اَسلاف کے حوالے سے ہمارا قیمتی ورثہ ہے اور اس ورثے کو اپنے اَخلاف یا بعد والوں تک منتقل کرنے کا ذریعہ کتاب ہے؛ اس لئے میں اس کتاب (جب جب تذکرۂ خجندی ہُوا) پر مولانا ندیم احمد نورانی صاحب کو بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں، اور قبلہ علامہ جمیل احمد نعیمی صاحب دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَۃ کو بھی تہِ دل سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

ندیم احمد نورانی صاحب نے یہ کتاب مجھے کل دی تھی، میں نے اسے سر سری طور پر دیکھا؛ مَا شَآءَ اللہ جیسا کہ حضرت (علامہ جمیل احمد نعیمی صاحب) آپ نے فرمایا کہ انھوں نے کافی محنت کی ہے، اور ندیم صاحب نے کچھ تاریخ ریکارڈ بھی درست کیے ہیں علامہ نذیر احمد خجندی کی تاریخِ ولادت کے حوالے سے، تاریخِ وصال کے حوالے سے اور خاص طور پر قائدِ اعظم کے نکاح کے مسئلے کے حوالے سے (کہ اُن کا نکاح علامہ نذیر احمد خجندی صاحب نے پڑھایا، نہ کہ شیعہ عالم نے)۔ حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رَحِمَہُ اللہ اکثر یہ ذکر کیا کرتے تھے اور وہ قائدِ اعظم کو رَحِمَہُ اللہ کہتے تھے، رتی بائی، جو ایک پارسی خاتون تھیں، وہ ان کے تایا جان کے دستِ مبارک پر مشرف بہ اسلام ہوئیں اور انھوں نے ہی ان کا نکاح پڑھایا۔۔۔۔۔ انھیں (ندیم

صاحب کو) چاہیے کہ اِس کتاب کو قائدِ اعظم لائبریری میں رکھوائیں۔۔۔"

حضرت مفتی منیب الرحمٰن صاحب نے اپنے خطاب کے دوران ڈربن ساؤتھ افریقہ میں حضرت علامہ محمد بشیر صدّیقی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے محترم جناب صفی صدّیقی صاحب اور صاحبزادی محترمہ منیرہ قاضی صاحبہ سے اپنی ملاقات اور اُن کی مہمان نوازی کا بھی ذکر فرمایا۔

ڈاکٹر نور احمد شاہتاز مدّ ظلہ العالی کا خطاب:

مفتی صاحب کے خطاب کے بعد، حضرت ڈاکٹر علامہ نور احمد شاہتاز صاحب مدّ ظلہ العالی نے اپنے مختصر خطاب میں حضرت جمیلِ ملّت مدّ ظلہ العالی کی خدمات کو سراہا اور کتاب کی اشاعت پر اُنھیں، اور کتاب کے لکھنے پر اِس فقیر کو مبارک بعد دی۔

راقم الحروف کی گفتگو:

ڈاکٹر نور احمد شاہتاز صاحب کے بعد، اِس فقیر نے بھی اپنی کتاب کے حوالے سے کچھ گفتگو کی، اور حضرت جمیلِ ملّت مدّ ظلہ العالی کی قائدِ ملّت اسلامیہ علیہ الرحمۃ سے عقیدت و محبّت اور خلوص کا ذکر کیا، نیز اُن کی علم دوستی، اشاعتِ کتب کے متعلق خدمات اور تحریری کام کرنے والوں کی حوصلہ

افزائی کرنے سے متعلق بیان کیا؛ نیز، علمی مواد موجود ہونے کے باوجود، لکھنے والوں سے تعاون نہ کرنے والے حضرات سے کچھ شکوے بھی کیے۔

صاحبزادہ شاہ اویس نورانی مدّ ظلہ / صدارتی خطاب:

میرے بعد، میرے پیرزادے حضرت محترم صاحبزادہ شاہ محمد اُویس نورانی مدّ ظلہ العالی نے صدارتی خطاب فرمایا، جس میں انھوں نے کتاب کی اشاعت پر فرمایا کہ یہ فرض ہمارا تھا، اسے حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی صاحب مدّ ظلہ العالی نے ادا کیا، اس پر حضرت جمیلِ ملت نے ارشاد فرمایا کہ آپ کا فرض تھا، ہمارا قرض تھا۔ حضرت شاہ اویس نورانی صاحب نے اپنے خطاب کے دوران، حضرت مبلغِ اعظم شاہ عبدالعلیم صدّیقی مدنی رحمۃ اللہ علیہ پر کام سے متعلق روشنی ڈالی اور بتایا کہ ہندوستان میں اُن پر ایم فل، پی ایچ ڈی بھی ہو رہی ہیں، مولانا معین الحق علیمی صاحب (دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی، بستی، انڈیا) وغیرہ حضرات کے کام کی بھی تحسین فرمائی اور آپ نے بھی اِس فقیر کی طرح اپنے خطاب میں اس بات کا شکوہ فرمایا کہ لوگوں کے پاس لکھنے کے لئے کافی معلوماتی مواد موجود ہے، لیکن اُس کی فوٹو کاپی تک دینے کو تیار نہیں ہوتے۔

مفتی محمد اسماعیل حُسین نورانی مدّ ظلہ / سلامِ رضا:

صدارتی خطاب کے بعد، اس فقیر کی عرض پر، برادرِ طریقت حضرت مفتی محمد اسماعیل حُسین نورانی زِیْدَ مَجْدُہٗ نے سلامِ رضا:
"مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام" کے چند اشعار پڑھے۔

قاضی زین العابدین راشدی مدّ ظلہ / اختتامی دعا:

صلاۃ و سلام کے بعد، پیرِ طریقت حضرت علامہ قاضی زین العابدین راشدی مدّ ظلہ العالی نے اجتماعی دعا کرائی، جس پر، یہ محفل دوپہر پونے ایک بجے اختتام پذیر ہوئی۔

مصافحہ و معانقہ / تواضع:

دعا کے بعد، مصافحہ و معانقہ کیا گیا، اور پھر چائے بسکٹ وغیرہ سے شرکائے تقریب کی تواضع کی گئی۔

انتظامی اُمور / ویڈیو / فوٹو گرافی:

انتظامی اُمور ورلڈ اسلامک مشن (پاکستان) کراچی کے آفس سیکرٹری جناب نعیم احمد رضوی صاحب، ورلڈ اسلامک مشن ہی سے وابستہ جناب تاج محمد صاحب نے بہ حُسن وخوبی سرانجام دیے، جب کہ میرے برادرِ نسبتی عدنان احمد اور دوستوں مرزا فرقان احمد اور محمد مدثر اکرام نے موبائل فون کے ذریعے ویڈیوز بنائیں اور تصاویر اُتاریں؛ نیز، تاج محمد نے بھی کیمرے سے تصاویر اُتاریں۔

شرکائے تقریب:

مذکورۂ بالا اہم شخصیات اور محبین و مخلصین کے علاوہ، تقریبِ رونمائی میں، حسبِ ذیل گرامی قدر حضرات اور احباب نے بھی شرکت فرمائی:

نبیرۂ صدر الشریعہ علامہ حافظ مصطفیٰ سرورا عظمی؛ علامہ مفتی محمد الیاس رضوی اشرفی (بانی و مہتمم دارالعلوم نصرۃ العلوم، کراچی)؛ مولانا جمیل الرحمٰن سعیدی؛

ڈاکٹر ناصر الدین صدیقی (اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ علومِ اسلامیہ، یونیورسٹی آف کراچی)؛ علامہ رضوان احمد نقشبندی (مہتمم جامعہ اَنوار القرآن، کراچی)؛ مفتی وسیم اختر المدنی (صدر مدرس شعبۂ تخصص فی الفقہ، دارالعلوم نعیمیہ، کراچی)؛ میرے دوست، پیر بھائی اور اُستاد زادے مولانا سیّد محمد عمر نعیمی نورانی؛ مولانا محمد آصف خان علیمی قادری؛ محمود اختر قادری (مکتبۂ رضویہ)؛ محمد مقصود حسین قادری نوشاہی اُویسی؛ توفیق جونا گڑھی؛ شیخ عمران الحق نورانی؛ محمد اعظم مسعودی؛ مبین نورانی وغیرہم۔

اظہارِ تشکر:

جس جس نے بھی اس تقریب کے اہتمام و انعقاد و انتظام میں دامے، درمے، سخنے جیسے بھی حصّہ لیا، اور جو حضرات دور و نزدیک کا سفر طے کر کے اس تقریب میں شرکت کرنے کے لئے تشریف لائے، یہ فقیر اُن سب کا دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اُن سب کو اس کی بہترین جزا عطا فرمائے۔

اٰمِیْن بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْن ﷺ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن۔

دعا گو و دعا جو

ندیم احمد نَدیم نورانی غُفِرَ لَہٗ

✿.✿.✿.✿.✿.✿.✿